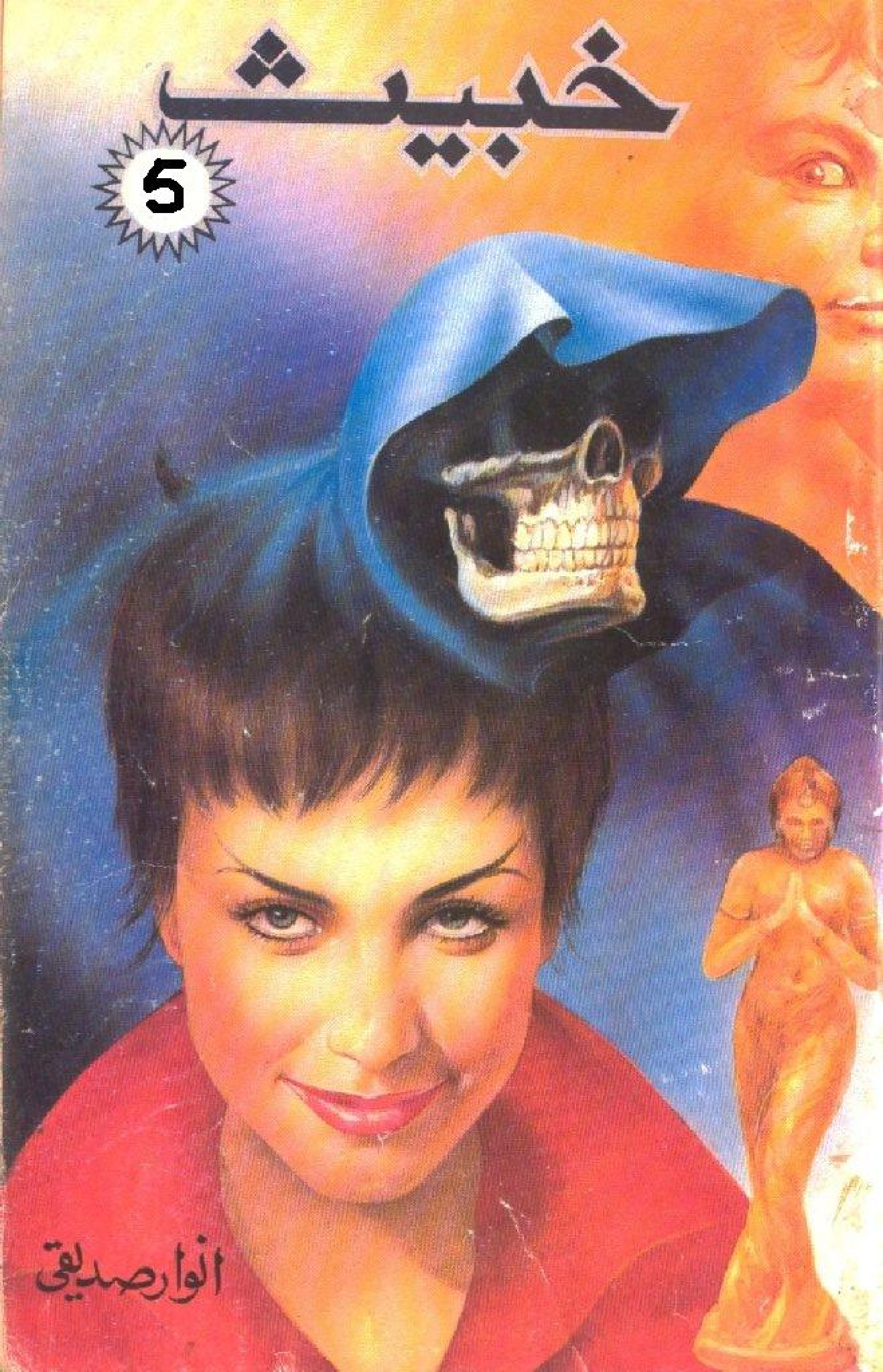
خبیث
5
انوار صدیقی

aazzamm@yahoo.com

ایک پراسرار مورتی کے حصول کی خاطر ہونے والے خوفناک معرکے کا احوال

2680
Phone : 61940
Shaheen Library
SAHIWAL

خبیث

5

انوار صدیقی

مکتبہ القریش سرکلر روڈ اردو بازار لاہور ۲

Scanned By Ali and Azam
Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

aazzamm@yahoo.com

Scanned
By
Ali and Azam
Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

ناشر	:	محمد علی قریشی
باہتمام	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیئر اسد پرنٹرز لاہور
بار اول	:	1997ء
سرورق	:	ذاکر
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	-/40 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

"اگر تم مجھے اس کا نام نہیں بتانا چاہتے تو نہ سہی۔" ماہ رخ نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تنی خیز لہجے میں کہا۔ "لیکن ایک بات طے ہے کہ تمہیں اپنی بیوی کے بعد ماہ رخ کو دوسروں پر فوقیت دینی ہوگی ورنہ جو عورت اپنے سو کالڈ (SO CALLED) شوہر پر تمہاری خاطر پستول اٹھا سکتی ہے وہ کسی عورت کے لیے ناگن سے بھی زیادہ زہرناک ثابت ہو سکتی ہے۔"

"کیا فون کرنے والی نے اپنا نام بتایا تھا؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"نہیں۔ وہ خاصی محتاط معلوم ہوتی ہے۔" ماہ رخ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر فضل داد کی لاش کی جانب دیکھ کر بولی۔ "کیا تم اندازہ کر سکو گے کہ یہ خطرناک بچھو سلیمان شاہ کے لیے کتنا قیمتی تھا۔"

"فون پر تمہاری اور اس کی کیا بات ہوئی تھی؟"

"میرا خیال ہے کہ تم شاید واقعی اس سے ناواقف ہو۔" اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "لیکن ایک بات طے ہے کہ وہ تمہاری پرکشش شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہے۔ ورنہ وہ تمہارے بارے میں مجھے فون بھی نہ کرتی۔"

"مجھے جھوٹ کی کیا ضرورت ہے۔" میں نے تیزی سے جواب دیا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "لیکن میں بہرحال اس نامعلوم عورت کا احسان مند ضرور ہوں جس نے کسی وجہ سے بھی میری جان بچانے کی کوشش کی۔"

"ذہن پر زور ڈالو۔" ماہ رخ مسکرا کر بولی۔ "ہو سکتا ہے کہ اس رس بھری کا نقش تمہارے ذہن کے کینوس پر ابھر آئے۔ سوچو مائی ڈیئر کیا تمہیں یاد ہے کہ کوئی حسین عورت تمہارے قریب آنا چاہتی ہو لیکن تم نے اسے دھتکار دیا ہو۔"

"نہیں۔" میں بدستور سنجیدہ تھا۔ "میں تمہارے علاوہ اور کسی عورت سے بالکل ناواقف ہوں۔"

"وہ تو زبردستی کا سودا تھا۔" وہ بے غیرتی سے بولی۔ "لیکن میرا خیال ہے اب مجھے تمہیں اغوا کرانے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔"

"میں تمہارا ابھی احسان مند ہوں کہ تم نے میری جان بچائی۔" میں نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"صرف احسان مند۔" اس کی آنکھوں میں ساغر ٹکرانے لگے۔ "کیا تم اس کا کوئی معاوضہ نہ دو گے؟"

"سلیمان شاہ اندر موجود ہے۔" میں نے اسے احساس دلانے کی کوشش کی۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری باتیں سن رہا ہو۔"

"نہیں۔" ماہ رخ نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ "اب

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

تک وہ پچھلے دروازے سے نکل کر جا چکا ہوگا۔"

"لیکن یہ وقت ـــــــ"

"ون منٹ" وہ چونک کر بولی۔ "میں نے صرف اور صرف ایک فوٹوسیٹ تیار کیا تھا لیکن دوسرا سیٹ تم تک بھی پہنچ گیا اور اب سلیمان شاہ؟ میرا خیال ہے کہ کوئی ہمارے راستے میں خلیج پیدا کرنے کا خواہش مند ہے۔"

"کون ہو سکتا ہے۔" میں نے بظاہر انجان بننے کی کوشش کی ورنہ خود کاکا نے مجھے اس بات کی دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے بےہوشی کا خیال وقتی طور پر دل سے نہ نکالا تو تصویروں کا ایک سیٹ سلیمان شاہ کے پاس بھی پہنچ سکتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ کاکا کی ہی ماورائی قوت نے مجھے سلیمان شاہ کے غصے کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہوگی اور بعد میں اسی نے کسی خاص مصلحت کی بنا پر ماہ رخ کو فون کر دیا۔

"میرے ذہن میں ایک دو نام ایسے ہیں جو میری خواب گاہ تک جب چاہیں رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔" اس نے سنجیدگی سے بے بسی کا اظہار کیا۔ "ہو سکتا ہے وہ تمہارے رقیب بن گئے ہوں۔ میں کبھی کبھی اتنی زیادہ پی جاتی ہوں کہ مجھے کسی بات کا ہوش نہیں رہتا۔ ہو سکتا ہے کسی نے میری غفلت سے فائدہ اٹھا کر فوٹوسیٹ کے نگیٹو چرا لیے ہوں اور اس کی کئی کاپیاں تیار کروا کر اپنے پاس محفوظ کر لی ہوں اور دوسری بار بھی میری مدہوشی سے فائدہ اٹھا کر نگیٹو واپس میرے لاکر میں رکھ دیا ہو۔"

"میں تمہارے خیال سے متفق نہیں ہوں۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں اگر اسے مجھے راستے سے ہٹانا ہی منظور تھا تو پھر اسے کسی عورت سے تمہیں فون کرانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اس لیے کہ تمہارے مرنے کے بعد اس فوٹوسیٹ کی اہمیت بھی ختم ہو جاتی۔" ماہ رخ ہونٹ چباتے ہوئے بولی پھر اس طرح اپنے خیال میں مستغرق ہو گئی جیسے کسی خاص شخصیت کو اپنے ذہن میں پن پوائنٹ (PIN POINT) کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میرے پاس وقت کم تھا کریم کو کسی وقت بھی ہوش آ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے ان دو افراد کا رد عمل بھی دیکھنا تھا جو مجھے اغوا کر کے لائے تھے اور اب ماہ رخ کی ہدایت پر وہی مجھے باعزت طور پر واپس چھوڑنے پر آمادہ کر دیے گئے تھے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ سلیمان شاہ وقتی طور پر خون کا گھونٹ پی کر ماہ رخ کی وجہ سے ٹل گیا ہو لیکن اس نے میرے لیے اپنے آدمیوں کو کوئی دوسرے احکامات جاری کر دیے ہوں۔

"میں چاہتا ہوں کہ کریم کے ہوش میں آنے سے قبل شہری حدود میں داخل ہو جاؤں۔" میں نے ماہ رخ کو مخاطب کیا۔ "میرا خیال ہے کہ اسے صورت حال سے آگاہ نہیں ہونا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔" ماہ رخ نے خلاف توقع مجھے واپسی کی اجازت دے دی۔ "میں پھر کسی وقت تم سے فون پر گفتگو کروں گی۔"

میں باہر نکل کر اپنی کار تک پہنچ گیا۔ کریم ابھی تک اگلی سیٹ پر پشت ٹکائے بےہوشی کے عالم میں خراٹے بھر رہا تھا۔ جو افراد مجھے اغوا کر کے لائے تھے وہ میری گاڑی کے قریب ہی موجود تھے لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ مجھے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے قریب پہنچ کر اگنیشن کی سمت دیکھا چابی وہاں موجود نہیں تھی۔

"چابی کہاں ہے۔" میں نے اس شخص کو مخاطب کیا جو ڈرائیونگ کر کے مجھے ساحلی علاقے تک لایا تھا جواب میں اس نے ایک لمحے کی خاطر اپنے ساتھی کی طرف دیکھا پھر جیب سے چابی نکال کر میرے حوالے کر دی۔

"میڈم نے حکم دیا ہے کہ ہم آپ کو اسی جگہ چھوڑ آئیں جہاں سے ـــــــ"

"نہیں۔" میں نے دوسرے شخص کی بات کاٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا پھر دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہم میڈم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔" دوسرے شخص نے دبی زبان میں کہا۔

"تم شاید فضل دلو کے انجام سے بے خبر ہو۔" میں نے سرد انداز میں اسے گھورا۔

"تو کیا فضل ـــــــ"

"اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" میں نے اس کا جملہ مکمل کیا پھر گاڑی اسٹارٹ کر کے تیزی سے اسے گھمایا پھر واپسی کے راستے پر ہو لیا۔ میرے ذہن میں ایک بار پھر رکی کا خیال ابھرا جو حسنہ کے بیان کے مطابق میرے دفتر سے بہ مشکل پانچ فرلانگ کے فاصلے پر واقع عمارت کی تیسری منزل پر لیڈی فرگوسن کے بیوٹی پارلر میں روپوش تھا۔ حسنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ لیڈی فرگوسن کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ رکی کسی ایک عورت کا ہو کر رہ جائے اس طرح اس کی بھی آمدنی متاثر ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ممکن تھا کہ میلیا کے قتل میں بھی لیڈی فرگوسن کا ہاتھ ہو۔ وہ خود بھی رکی کی دیوانی تھی ورنہ رکی کو اپنے بیوٹی پارلر میں پناہ دینے کی حماقت کبھی نہ کرتی۔

میں دفتر سے اٹھ کر سیدھا فرگوسن کے بیوٹی پارلر جانا چاہتا تھا لیکن پیش آنے والے حالات نے میرا پروگرام ملتوی کرا دیا تھا۔ میں اس عورت کے بارے میں بھی ذہنی جمناسٹک کر رہا تھا جس نے ماہ رخ کو میرے اغوا کی خبر دی تھی اگر وہ کاکا ہی تھی تو

شاید حسنہ بھی اس کی نظر میں آ گئی ہوگی۔ بہرحال ایک بات طے تھی کہ اگر ماہ رخ نے سلیمان شاہ کی ہٹ تک پہنچنے میں ایک منٹ کی بھی دیر لگائی ہوتی تو شاید فضل داد کی گولیاں میرے جسم کو چھلنی کر چکی ہوتیں۔

ماہ رخ اور سلیمان شاہ کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ بھی میرے لیے ناقابل یقین تھا لیکن میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ سلیمان شاہ ماہ رخ کے آنے کے بعد بھیگی بلی بن گیا تھا۔ میں نے رسٹ گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت شام کے سات بج رہے تھے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ لیڈی فرگوسن کا بیوٹی پارلر اس وقت بھی کھلا ہوگا چنانچہ میں نے ادھر جانے کا ارادہ وقتی طور پر ملتوی کر دیا۔ کریم کی بےہوشی کی وجہ سے میں یوں ہی بے معنی چکر لگاتا رہا پھر کوئی ایک گھنٹے بعد ہی وہ آہستہ سے کراہا تھا۔

"کریم۔" میں نے اسے آواز دی۔

"جی۔" وہ ہڑبڑا کر اس طرح اٹھا جیسے گہری نیند سے بیدار ہو گیا ہو پھر مجھے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دیکھ کر اسے حیرت سی ہوئی تھی۔

"شاید میری آنکھ لگ گئی تھی۔" اس نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"لیکن آج ہو گیا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ذہن پر زور دو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہیں اپنی گہری نیند کے بارے میں کوئی خاص اور اہم بات یاد آ جائے۔"

کریم نے مجھے غور سے دیکھا کچھ دیر سوچتا رہا پھر ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"غلطی میری ہی تھی۔ مجھے نیاز کا وہ لڈو نہیں کھانا چاہیے تھا۔"

"نیاز کا لڈو۔ میں سمجھا نہیں۔"

"میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا مگر چہرہ اسی کی یونیفارم دیکھ کر دھوکا کھا گیا۔" کریم نے کہا۔ "اس نے میرے علاوہ دوسرے کئی ڈرائیوروں کو لڈو دیے تھے۔ کہہ رہا تھا کہ اسے پہلی تنخواہ ملی تھی چنانچہ وہ اس خوشی میں نیاز کے لڈو تقسیم کر رہا تھا۔"

"لیکن تمہیں جو لڈو کھلایا گیا وہ ذرا اسپیشل قسم کا تھا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم دو گھنٹے کے بعد ہوش میں آئے ہو۔"

"میں اس کو ہزاروں میں بھی پہچان سکتا ہوں۔" وہ تیزی سے بولا۔ "میں اسے آسانی سے نہیں بخشوں گا۔"

"بلاوجہ ذہن پر بوجھ مت دو۔" میں نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تم اسے دوبارہ آسانی سے تلاش نہیں کر پاؤ گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لڈو تقسیم کرتے وقت وہ میک اپ میں رہا ہو۔"

"ہو سکتا ہے لیکن ـــــــ"

"بھول جاؤ۔" میں نے کہا۔ "صرف اس بات کا خیال رکھنا کہ اس کی اطلاع کسی اور کو نہ ہو سکے ورنہ بلاوجہ کی ہنسی ہوگی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں مگر انھوں نے مجھے بےہوش کیوں کیا تھا۔"

"میں اس کا سبب جان چکا ہوں، وقت آنے پر بتاؤں گا۔" میں نے گاڑی کو ایک طرف کر کے روکا۔ "کیا تم اب اس قابل ہو کہ گاڑی ڈرائیو کر سکو۔"

"جی ہاں۔" وہ میرا مطلب سمجھ کر تیزی سے دروازہ کھول کر اترا پھر اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور میں پچھلی نشست پر آ گیا۔ کچھ دیر تک میں حالات پر غور کرتا رہا پھر میں نے کچھ سوچ کر کریم سے ندیم کے کیسینو چلنے کو کہا۔ کریم نے اثبات میں سر کو جنبش دی پھر اگلے موڑ سے گاڑی کو بائیں جانب موڑ دیا۔ اب وہ پوری طرح چاق و چوبند نظر آ رہا تھا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اب بھی اسی چپراسی میں الجھا ہوا تھا جس نے اسے خواب آور لڈو کھلا کر وقتی طور پر قطعی بےضرر بنا دیا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد میں ندیم کے پرائیویٹ دفتر میں بیٹھا اسے اپنے اغوا کی تفصیل سنا رہا تھا لیکن میں جان بوجھ کر حسنہ اور رکی کے بارے میں تمام باتیں گول کر گیا تھا۔

"تم خوش قسمت ہو جو سلیمان شاہ کے ہاتھوں خرچ ہونے سے بچ گئے ورنہ وہ کسی آکٹوپس ہی کی طرح اپنے شکار کو بے بس کر کے مارنے کا عادی ہے۔" ندیم نے میری گفتگو ختم ہونے کے بعد کہا۔ "تم سے پہلے ماہ رخ مجھے تمام کہانی سنا چکی ہے، ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس کا فون آیا تھا۔"

"اس کا خیال ہے کہ اس اغوا میں میرا کوئی رقیب ملوث ہوگا۔"

"ہو بھی سکتا ہے۔" ندیم مسکرایا۔ "بہرحال ایک بات طے ہے کہ ماہ رخ تم پر بری طرح مرمٹی ہے۔"

"ایک کپ کافی۔" میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت مجھے اس کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

"کس کی کافی کی یا ماہ رخ کی؟" ندیم کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"میں صرف ایک بات سے الجھ رہا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ عورت کون ہو سکتی ہے جس نے ماہ رخ کو میرے بارے میں فون کیا تھا۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس میں بھی تمہاری کاکا رانی کا مبارک ہاتھ ملوث ہو۔"

"جس وقت مجھے اغوا کیا جا رہا تھا۔ تمہارے آدمی کہاں تھے؟" میں نے ندیم کی بات کو اڑاتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

انھوں نے مجھے بچانے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی یا تم نے اب میرا حفاظتی پروگرام ختم کر دیا ہے۔"

"اگر تمھیں سلیمان شاہ کے آدمیوں کے بجائے کسی اور نے اغوا کیا ہوتا تو شاید وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوتے۔"

"کیا مطلب۔"

"جن دو آدمیوں نے تمھیں اغوا کیا تھا وہ سلیمان شاہ کے خاص آدمی تھے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "میرا خیال تھا کہ شاید ماہ رخ نے دوبارہ تمھیں اپنی نجی مصروفیت کے لیے ......"

"اور اگر بقول تمھارے میں خرچ ہو گیا ہوتا تو کیا ہوتا؟" میں نے جھلا کر پوچھا۔

"نہیں۔" ندیم نے بڑے نفوس لہجے میں جواب دیا۔ "میرا خیال تھا کہ تمھیں ماہ رخ نے پھر پریشان کرنے کی کوشش کی ہو گی۔ میرے آدمیوں نے مجھے تمھاری رپورٹ فراہم کر دی تھی اور میں نے دور دور رہ کر حالات کا جائزہ لینے کا مشورہ دیا تھا۔"

"تمھارا کیا خیال ہے؟" میں نے پوچھا۔ "کیا میری موجودگی میں ماہ رخ نے جس بے شرمی اور بے غیرتی کے ساتھ سلیمان شاہ سے بات کی تھی اور اندرونی حالات کا کچا چٹھا کھولا تھا اسے سلیمان شاہ برداشت کرے گا۔"

"جو آدمی خود اپنی محبت کو اپنے مفاد کی خاطر دوسروں کے لیے بطور کھلونا پیش کر دے کیا اس کی کوئی عزت بھی ہو سکتی ہے؟" ندیم نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔ "اگر ماہ رخ درمیان میں نہ آئی ہوتی تو البتہ سلیمان شاہ کے آدمی اس کے اشارے پر تمھاری تکہ بوٹی کر ڈالتے۔ فکر مت کرو دوسری بار جب بھی سلیمان شاہ تم سے ملے گا اس کا انداز دوستوں اور پرانے شناساؤں جیسا ہو گا۔"

"کیا یہ سب کچھ حیرت انگیز نہیں ہے؟"

"چھوڑو ان باتوں کو۔" ندیم نے مسکرا کر کہا پھر یکلخت گہری سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔ "تم نے فون پر لیڈی فرگوسن کے بارے میں کیوں پوچھا تھا؟"

"تم بھول رہے ہو۔" میں نے سادگی سے جواب دیا۔ "اس کی وجہ میں تم کو بتا چکا ہوں۔"

"اور وہ لڑکی کون تھی جو تم سے ملنے آئی تھی۔" ندیم نے مجھے ٹٹولتی نظروں سے گھورا۔

"وہ جاب کی تلاش میں آئی تھی۔"

"پھر؟"

"میں نے اسے عارضی طور پر اپنی سکریٹری کی حیثیت سے ملازم رکھ لیا ہے۔ بظاہر کسی شریف گھرانے کی اور مستحق معلوم ہوتی ہے۔"

"اور اس لڑکی کا کیا بنا جسے لیڈی فرگوسن نے رکنڈ کیا

ہٹلر کی حیاتِ معاشقہ

★ ---- پروفیسر ایم اشرف

ہٹلر کے معاشقوں کی مکمل تفصیل
اس کی ذاتی زندگی کے متعلق
ایک دلچسپ کتاب ----
جو اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔

قیمت : -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

تھا۔"

"میں نے پہلے ہی ٹال دیا تھا۔"

"اور اب شاید مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔" ندیم نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔

"وہم کا علاج لقمان حکیم کے پاس بھی نہیں تھا۔"

"مسز فرگوسن کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"یہی معلوم کرنے کی خاطر تو تمھارے پاس آیا ہوں۔" میں نے بے پروائی سے کافی کا ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ مسز فرگوسن کے بارے میں شام کو تفصیل سے گفتگو ہو گی۔"

ندیم نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے بھی کافی کا کپ اٹھا کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا تھا لیکن اس کی آنکھیں بدستور میرا ایکسرے کرنے میں مصروف تھیں۔ کچھ دیر بعد بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"میرا ذاتی مشورہ ہے کہ مسز فرگوسن کے قریب جانے سے بھی پرہیز کرنا۔ اس کے بیوٹی پارلر کا بورڈ اس کے مذموم کاروبار کے لیے ایک پردے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ وہاں صرف بڑے گھرانے کی فیشن ایبل خواتین اور عورتیں آتی ہیں۔ مسز فرگوسن ان مغرب زدہ عورتوں اور لڑکیوں کے ذریعے دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہی ہے۔ اس حقیقت سے بڑے

بڑے افسران اور حکومت کے اعلیٰ عہدے داران بھی بخوبی واقف ہیں لیکن پولیس نے آج تک چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے جانتے ہو کیوں؟ اس لیے کہ اس کے ہاتھ بیرونی طاقتوں تک بھی دراز ہیں۔"

"آئی سی۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "تو کیا وہ بھی اسی راستے پر چل رہی ہے جس پر مار گریٹ ......"

"ابھی تک اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔" ندیم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "لیکن ایک بات سب جانتے ہیں کہ اس نے بڑی بڑی شخصیتوں کے ایسے راز حاصل کر رکھے ہیں کہ وہ جسے بھی چاہے اپنے اشاروں پر نچا سکتی ہے۔"

"فکر مت کرو۔" میں نے کافی ختم کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔ "کم از کم میں اس مکڑی کے جال میں پھنسنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔"

"تم نے جس لڑکی کو ملازمت دی ہے اس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"بظاہر وہ نیک اور شریف معلوم ہوتی ہے۔"

"وہ بھوشن کی کوئی ایجنٹ بھی ہو سکتی ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم کامنی دت کو کیوں بھول رہے ہو جس کا فرضی کردار مایا نے ادا کیا تھا۔"

"میرے ذہن میں بھی یہی خیال ابھرا تھا۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"اس کے باوجود تم نے اسے ملازمت دینے کی حماقت کی ہے۔"

"صرف اس لیے کہ میں بھوشن پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس سے خوف زدہ نہیں ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا پھر ندیم کے آفس سے باہر آ گیا جہاں مجھے ایک بار پھر وہی بڑی بڑی داڑھی اور مونچھوں والا خوش پوش نوجوان ایک میز پر بیٹھا سگریٹ کا دھواں اڑاتا نظر آ گیا جسے میں ندیم کے ساتھ راز و نیاز کرتے دیکھ چکا تھا۔ وہ یقیناً ندیم کے لیے کوئی اہم آدمی تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہ شبہ تھا کہ میں اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔ کہاں؟ یہ بات ابھی تک مجھے یاد نہیں آ سکی تھی۔

❁

ڈی ایس پی سراج کمرے میں داخل ہوا تو ایک باوردی انسپکٹر بھی اس کے ساتھ تھا۔ سراج کے چہرے کا تناؤ اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ اس وقت محض دوستی کی بنا پر نہیں بلکہ اپنے کسی فرض کی ادائیگی کے سلسلے میں آیا ہے۔

"کیا بات ہے مسٹر سراج؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "آپ اس وقت کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں؟"

"جی ہاں۔ میں اس وقت آفیشل ڈیوٹی پر ہوں۔"

"آپ کی تعریف؟" میں نے انسپکٹر کی جانب دیکھتے ہوئے بے پروائی سے پوچھا۔

"یہ میرے ساتھ ہے۔" سراج نے سپاٹ لہجے جواب دیا۔

"اگر آفیشل ڈیوٹی پر ہونا کرسی پر بیٹھنے سے منع کرتا ہے تو اور بات ہے ورنہ آپ حضرات بیٹھ کر بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔"

سراج نے میرے چہرے کو بہت غور سے دیکھا پھر اس نے انسپکٹر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گیا۔

"آپ اگر اس وقت خالصتاً مفہوم میں ڈیوٹی پر ہیں تو میرا خیال ہے کہ آفس یا اس کے باہر آپ کے کچھ مسلح افراد بھی ضرور موجود ہوں گے۔"

"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔"

"اگر خلاف قانون نہ ہو تو میں ان بیچاروں کو چائے پانی بھجوا دوں۔" میں نے بدستور بے پروائی سے کہا۔ میرے ذہن میں ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں آ سکی تھی جو سراج کو میرے خلاف کسی قانونی چارہ جوئی پر مجبور کر سکتی ہو۔

"آپ کل دفتر سے اٹھ کر کہاں گئے تھے؟" سراج نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔ اس کی آنکھیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"میں آپ کے سوالات کا جواب دینے سے پہلے قانونی طور پر یہ بات پوچھنے کا مجاز ہوں کہ آپ کس سلسلے میں مجھے کرید نے کی زحمت گوارا کرنے کی خاطر میرے دفتر تک تشریف لائے ہیں؟"

"اگر میں کسی وجہ سے آپ کو اس کی نوعیت قبل از وقت بتانے سے گریز کروں تو ......؟"

"ایسی صورت میں شک و شبہات کی بنا پر اگر آپ پسند فرمائیں تو مجھے حراست میں لے سکتے ہیں۔" میں بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "میں اپنے قانونی مشیر سے مشورہ کرنے کے بعد ہی آپ کے ساتھ تعاون کر سکتا ہوں۔"

"میرا خیال ہے اس صورت حال کے بعد بات پریس تک بھی پہنچ سکتی ہے۔"

"کیا مضائقہ ہے۔ اس طرح ہم دونوں کی تصویریں بھی عوام کو دیکھنے کو مل جائیں گی اور میرے مشیر قانون کے ریکارڈ پر اہم دستاویزی ثبوت بھی آ جائے گا۔ اس کے بعد اگر پولیس کارروائی ناحق یا بیجا ثابت ہوئی تو مجبوراً میں اس بات کا کلیم کر سکتا ہوں کہ پولیس نے کسی دوسری پارٹی سے سازباز کر کے میری شہرت کو دھکا پہنچانے کی کوشش کی ہے۔" میں نے بدستور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "اگر یہ کیس میں کسی بیرونی ملک میں کروں تو جیت کی صورت میں مجھے کئی ملین ڈالر ہرجانے کی صورت میں مل سکتے ہیں۔ یہاں کے بارے میں

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

میں کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتا ویسے میرا اندازہ ہے کہ پچاس لاکھ بھی میرے لیے بہت کافی ہوں گے۔"

"گویا آپ ذاتی طور پر ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرسکتے۔" سراج نے کسمسا کر جواب دیا۔

"صرف ایک صورت میں۔ آپ کو یہ بتانا ہوگا کہ معاملہ کی نوعیت کیا ہے۔"

"کیا خود آپ کو اس بات کا علم نہیں ہے؟" اس نے مجھے کریدنے کی کوشش کی تو میں مسکرا دیا۔

"آپ شاید فراموش کر رہے ہیں کہ میرے والد پولیس میں ڈی' آئی' جی کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تھے۔ ان کا ایکشل فائل شیشے کی طرح بے داغ تھا اور میں ـــ" میں نے سراج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "میں بھی بزنس میں آنے سے قبل ایک ذمے دار پولیس آفیسر رہ چکا ہوں۔"

"آپ کل شام دفتر سے اٹھنے کے بعد ساحلی علاقے کی طرف گئے تھے۔" سراج نے کچھ توقف کے بعد کہنا شروع کیا۔ "آپ گاڑی میں تنہا نہیں تھے' آپ کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ اگلی نشست پر ڈرائیور کے ساتھ آپ کا اپنا ڈرائیور بھی تھا۔"

"لیکن میرے ڈرائیور کے ہوتے ہوئے میری گاڑی کوئی دوسرا شخص ڈرائیو کر رہا تھا۔"

"جی ہاں۔" سراج نے میرے چونکنے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "ساحلی علاقے پر پہنچنے کے بعد آپ اپنے ساتھی کے ہمراہ ـــ"

"ون منٹ۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "کیا آپ کے پاس کوئی ایسا ٹھوس ثبوت ہے جس کی بنا پر آپ اسے میرا ساتھی قرار دے رہے ہیں' ہوسکتا ہے کہ ان دو افراد نے مجھے اغوا کیا ہو۔"

"بہرحال' آپ ایک فرد کے ہمراہ اس ہٹ میں داخل ہوئے تھے جو سلیمان شاہ کی ملکیت ہے۔"

"دوسرا فرد اور میرا ڈرائیور اس وقت کہاں تھے؟" میں نے مسکرا کر سوال کیا۔

"وہ دونوں گاڑی میں ہی بیٹھے رہے تھے۔" اس بار انسپکٹر نے جواب دیا۔

"کیا میرا ڈرائیور ہوش میں تھا؟" میں نے انسپکٹر کو تیز نظروں سے گھورا۔ "میرا مطلب ہے کہ جب میں ایک فرد کے ساتھ گاڑی سے اترا تو اس وقت میرے ڈرائیور کی کیا پوزیشن تھی' کیا وہ جاگ رہا تھا یا سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر محو خواب تھا۔"

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عدالت میں صرف مجسٹریٹ کی روبرو بیان کی جاتی ہیں۔" انسپکٹر کا لہجہ استہزائیہ تھا۔ "اگر آپ پولیس میں رہ چکے ہیں تو بخوبی جانتے ہوں گے پولیس اپنا ٹرمپ کارڈ ہمیشہ عدالت میں شو کرتی ہے اگر ہم قبل از وقت سب کچھ بتادیں تو پھر دوسری پارٹی اس کا توڑ بھی پہلے سے تیار کرلیتی ہے۔ آپ شاید میری بات سمجھ رہے ہوں گے؟"

"میں تمہاری بات سے زیادہ تمہاری اس یاوہ پر غور کر رہا ہوں جس کا تم ایک ڈی' ایس' پی کی موجودگی میں ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہو۔" میں نے انسپکٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم نے انسپکٹر کی وردی پہن رکھی ہے تو اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوگے کہ ناجائز فائدہ صرف وہی لوگ حاصل کرسکتے ہیں جو غیر قانونی ہتھکنڈوں کے ذریعے کسی کو مرعوب کرنے کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے۔"

"آئی ایم سوری مسٹر شہباز۔" سراج نے جلدی سے صورتحال کو سنبھالنے کی خاطر کہا پھر انسپکٹر کو تنبیہی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "جوان خون ذرا جلدی جوش میں آجاتے ہیں۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔"

میں بات کو جان بوجھ کر طول دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ ہماری گفتگو خفیہ طور پر میز کے اندر ایک چور خانے میں رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر پر محفوظ ہو رہی تھی دوسرے یہ کہ مجھے ابھی حالات کا صحیح طور پر اندازہ نہیں ہوسکا تھا۔ جس وقت میں ہٹ سے رخصت ہوا تھا اس وقت وہاں

جاوید اقبال، سدھیر در اور درشن
کے شوخ کارٹونوں کے ساتھ

جا بیل اُسے مار (طنز و مزاح)

★ ---- اعتبار ساجد

قیمت: -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

فضل داد کی اکڑی ہوئی لاش کے علاوہ ماہ رخ بھی تھی جس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ سلیمان شاہ عقبی دروازے سے نکل کر جاچکا ہوگا پھر سراج کو ان حالات کی اطلاع کس نے دی تھی؟ ماہ رخ نے؟ سلیمان شاہ نے؟ یا پھر کاکا کی طاغوتی قوت نے؟ جو ہوش کے معاملے میں مجھ سے روٹھ گئی تھی۔ میرا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔ ماہ رخ نے چونکہ فضل داد کو قتل کیا تھا اس لیے وہ پولیس کو غلط انفارمیشن دینے کی حماقت نہیں کرسکتی تھی جس کا دوسرا رخ یہ بھی تھا کہ اس نے محض میری خاطر نہ صرف فضل داد کو ٹھکانے لگایا تھا بلکہ سلیمان شاہ کو بھی کھری کھری سنائی تھی۔ مجھے ماہ رخ کے پہلو کو نکالنا پڑا۔ دوسرا نمبر سلیمان شاہ کا تھا جو فضل داد کے بعد ماہ رخ کی باتوں سے ہم دونوں کا تعلق سمجھ چکا تھا۔ ماہ رخ نے کچھ ایسی نظموں کا حوالہ بھی دیا تھا جو اگر منظر عام پر آجاتیں تو سلیمان شاہ کی شخصیت کا دوسرا پہلو جو بڑا گھناؤنا تھا وہ بے نقاب ہوسکتا تھا۔ یوں بھی سلیمان شاہ پولیس کو درمیان میں لائے بغیر بھی مجھے اپنے شکاری کتوں کے حوالے کرسکتا تھا۔

اس خیال کے پیش نظر میں نے سلیمان شاہ کو بھی اپنے ذہن سے نکال دیا۔ اب صرف کاکا باقی رہ جاتی تھی چنانچہ میں اس واقعے کی نوعیت معلوم کرنا چاہتا تھا جس کے تحت سراج تمام تعلقات کو نظر انداز کرکے میرے دفتر تک پہنچا تھا۔

"میں بھی کچھ زیادہ بوڑھا نہیں ہوا ہوں۔" میں نے سراج کو مخاطب کیا۔ "میرا خون بھی اگر جوش میں آگیا تو بات خراب بھی ہوسکتی ہے۔"

"میں آپ سے انسپکٹر کے رویے کی معذرت طلب کرچکا ہوں۔" سراج نے پہلو بدل کر کہا پھر کچھ توقف سے بولا۔ "سلیمان شاہ کی اس ہٹ سے فضل داد نامی ایک شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے جو سلیمان شاہ کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔"

"آپ کو اس لاش کی اطلاع کس نے دی تھی؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ انسپکٹر اب خاموش بیٹھا تھا لیکن اس کے چہرے پر خون کی تپش موجود تھی۔

"ہمیں کسی نے فون پر اس حادثے کی اطلاع دی تھی۔" سراج نے اس بار سنبھل کر جواب دیا۔ "انفارمیشن ملنے کے بعد جب پولیس پارٹی جائے وقوع پر پہنچی تو وہاں سے لاش برآمد ہوگئی۔"

"ہوسکتا ہے کہ آپ ایک ذمے دار افسر کی حیثیت سے جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہی ہو لیکن ایک بات ابھی تک تشنہ رہ جاتی ہے' آپ کو میری موومنٹ کی اطلاع اس قدر تفصیل سے کس ذریعے سے حاصل ہوگئی۔"

"جس نے لاش کی اطلاع دی تھی اسی نے تفصیل بھی بیان کی تھی۔"

"فون پر۔" میں نے اس کے جملے میں اضافہ کیا۔

"جی ہاں۔"

"گویا آپ کو جس شخص نے بھی اطلاع دی ہے وہ سائے کی طرح میرا تعاقب کر رہا تھا۔"

"ہوسکتا ہے۔" سراج نے مختصراً جواب دیا۔

"بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ دفتر سے میری روانگی کے بعد ہی اس مخبر کو یہ اندازہ کس طرح ہوگیا کہ میں ساحلی علاقے پر سلیمان شاہ کی ہٹ میں جاکر فضل داد نامی شخص کو قتل کروں گا۔"

"اس پیچیدگی کو حل کرنے میں صرف آپ ہمارے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں۔" سراج نے اس بار مفاہمت کا انداز اختیار کیا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ جس قتل کے معاملے میں مجھے شامل تفتیش کر رہے ہیں' میں خود ہی اس کا اقرار کرلوں۔" میں نے معنی خیز انداز میں مسکرا کر کہا۔ "اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو آپ کو یہاں آنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ میں خود ہی آپ کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی گرفتاری دے دیتا' وہ بھی ایک ایسے مقتول کے سلسلے میں جس کے بارے میں میں سرے سے کوئی واقفیت ہی نہیں رکھتا۔"

سراج اور انسپکٹر دونوں میرے جواب پر چیں بہ جبیں ہو کر رہ گئے۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہے مسٹر سراج کہ خود فضل داد کی روح نے آپ کو میرے خلاف قانونی اقدام کرنے کی خاطر مخبر کی حیثیت سے فون کیا ہو؟" میں نے دوسری چوٹ کی پھر بڑی سادگی سے بولا۔ "لیکن یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ روح کسی کا نمبر ڈائل کرکے اتنی تفصیل سے اپنے قتل ہونے کے ثبوت فراہم کرے۔ ہاں یہ حرکت کسی ایسی طاغوتی اور ناپاک قوت کی ضرور ہوسکتی ہے جو پہلے بھی آپ کو شاید حیرت انگیز واقعات سے دوچار کرچکی ہو۔"

انسپکٹر نے پھر مجھے تیز نظروں سے گھورا لیکن بولنے کی حماقت نہیں کی۔ البتہ طاغوتی حوالے کے ذکر نے سراج کو ہونٹ چبانے پر مجبور کردیا تھا' وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے بولا۔

"کیا یہ حقیقت ہے کہ آپ کل دفتر سے اٹھنے کے بعد سلیمان شاہ کی ہٹ پر گئے تھے۔"

"جی ہاں۔ لیکن اپنی مرضی سے نہیں۔"

"گویا آپ کو اغوا کرکے وہاں لے جایا گیا تھا۔" سراج نے تیزی سے پوچھا۔

"میں اس کی تردید نہیں کروں گا۔" میں نے محتاط انداز میں جواب دیا۔ "آپ جن دو افراد کا میرے ہمراہ ہونے کا حوالہ

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

دے چکے ہیں وہ میرے لیے قطعی اجنبی تھے اور انھوں نے میرے ڈرائیور کو میرے پیچھے آنے سے پہلے ہی کوئی نشہ آور دوا پلا کر بے ہوش کروا دیا تھا۔"

"راستے میں آپ کی اغوا کرنے والوں کے ساتھ کیا گفتگو ہوئی تھی؟" سراج ڈوزر کا ایک سرا ہاتھ آجانے کے بعد پھر افسرانہ انداز میں بولا۔

"انھوں نے مجھ سے ایک بات کہی تھی۔ وہ یہ کہ اگر پولیس مجھ سے ہٹ تک جانے کی وجہ دریافت کرے تو میں زبان کھولنے کی کوشش نہ کروں، بصورت دیگر وہ مجھے قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔"

"کیا آپ نے ہٹ میں فضل داد کی لاش دیکھی تھی؟"

"میں نے کب کہا۔"

"تو کیا آپ کی موجودگی میں مقتول کو گولی ماری گئی تھی۔"

"جی نہیں۔" میں نے سادگی سے جواب دیا۔ "وہ مجھے صرف ہٹ تک لے گئے تھے پھر واپس جانے کی اجازت دے دی تھی۔"

"مقصد۔" سراج نے مجھے مشتبہ نظروں سے دیکھا۔

"پولیس کو اس راہ پر لگانے کے سوا بھلا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ میری نقل و حرکت کو مشکوک بنانا چاہتے ہوں۔"

"آپ ہی کیوں؟" سراج نے تیزی سے سوال کیا۔ "وہ اس کام کی خاطر کسی اور کو بھی منتخب کر سکتے تھے۔"

"یہ ان کے سوچنے کی بات تھی۔ میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔"

"کیا آپ مسٹر سلیمان شاہ سے واقف ہیں؟"

"جی ہاں۔" میں نے زہر خند ہوتے لہجے میں کہا۔ "وہ ایک اہم سیاسی شخصیت ہونے کے باوجود بے داغ کردار کے مالک ہیں، ان کی مسز ماہ رخ بھی ایک سماجی کارکن ہیں جو اصلاح معاشرہ اور فلاح و بہبود کے کاموں میں پیش پیش رہتی ہیں۔ اس کا علم تو آپ کو بھی ہوگا۔"

"کیا آپ ہمیں اپنا تحریری بیان دے سکتے ہیں۔" سراج نے ماہ رخ کے حوالے پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سمجھا کہ آپ مجھ سے کس قسم کا بیان لینا چاہتے ہیں؟" میں نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔ "جب میں سلیمان شاہ کے ہٹ میں داخل ہی نہیں ہوا اور مقتول فضل داد کا نام پہلی بار سن رہا ہوں تو۔"

"بہرحال۔" سراج نے میرے جملوں کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آپ اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ آپ کو کل شام پارکنگ لاٹ سے اغوا کر کے ساحلی علاقے پر سلیمان شاہ کے ہٹ تک لے جایا گیا تھا۔"

"سوری۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔ "میں چونکہ ایک بزنس مین ہوں اس لیے اپنے آپ کو اخبارات کی شہ سرخی بنا کر اپنی بزنس پوزیشن کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

سراج نے جھلا کر کچھ کہنا چاہا تھا کہ ماہ رخ دروازہ کھول کر مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ سراج کو ایک باوردی انسپکٹر کے ساتھ میرے آفس میں دیکھ کر اس کی ہونٹوں کی مسکراہٹ کی جگہ اس کی خوبصورت پیشانی پر ابھرنے والی سلوٹوں نے لے لی تھی۔

"آپ اور یہاں؟" اس نے اصل بات جاننے کی خاطر براہ راست سراج سے سوال کیا۔

"مسٹر سراج دراصل مجھ سے میرا تحریری بیان لینا چاہتے ہیں۔" میں نے جواب دیا پھر حالات کی تفصیل بیان کی تو ماہ رخ بڑی شوخی سے بولی۔

"اوہ۔ کم آن شہباز، تم نے پولیس کے محکمے کو خیرباد کہنے کے باوجود ابھی تک دوسروں کو سسپنس میں مبتلا کرنے کی عادت نہیں چھوڑی۔" پھر قبل اس کے میں کوئی جواب دیتا وہ سراج کو مخاطب کر کے بولی۔ "مسٹر شہباز کل دفتر سے اٹھنے کے بعد رات گئے تک میرے ساتھ تھے، ان کا ڈرائیور تنہا گاڑی لے کر واپس چلا گیا تھا اگر آپ خواہش کا اظہار کریں تو میں آپ کو اپنا تحریری بیان لکھوا سکتی ہوں۔"

"جی نہیں۔" سراج نے بڑی سعادت مندی کا مظاہرہ کیا۔ "آپ نے جو زبانی بیان دیا ہے وہی میرے لیے بہت ہے۔"

"اور کوئی کام۔"

"میں اب اجازت چاہوں گا۔" سراج نے ماہ رخ کے سوال کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا پھر اٹھ کر مجھے گھورتا ہوا آفس سے باہر چلا گیا۔ سراج کے جانے کے بعد ماہ رخ نے مجھے شرابی نگاہوں سے دیکھا پھر میرے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم اس وقت یہاں کیسے آگئیں؟"

"صرف تمھیں پولیس کی دسترس سے دور رکھنے کی خاطر۔" وہ کھنکتے ہوئے انداز میں بولی۔ "کیا تم مجھے اس خدمت کا بھی کوئی منہ مانگا معاوضہ نہیں دو گے۔"

"تمھارے احسانات بے شمار ہیں۔ میں بھلا کس کس کا شکریہ ادا کروں۔" میں نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں چاہتی تو میرا تحریری بیان تمھیں پھانسی کے پھندے تک بھی لے جا سکتا تھا۔"

"اگر میں تمھارے بیان پر پھانسی کا سزاوار قرار دیا جاتا تو یہی کہتا کہ۔ ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو۔"

"آج رات کا کیا پروگرام ہے؟" اس نے میز پر دونوں کہنیاں ٹکا کر آگے جھکتے ہوئے سرگوشی کی۔ "سلیمان شاہ ایک ہفتے کے لیے اپنی زمینوں پر جا رہا ہے؟"

"تمھیں چھوڑ کر۔"

"وہ تو ضد کر رہا تھا لیکن میں نے تمھاری خاطر اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا۔"

"عنایت ہے تمھاری ورنہ بندہ بھلا کس قابل ہے۔"

"تمھاری یہی باتیں تو تمھاری ماہ رخ کو دیوانہ بنا دیتی ہیں۔" اس نے اپنے مہکتے وجود کو لہرا کر جواب دیا۔

میں ماہ رخ کے آجانے سے خود کو بہت ریلیکس (RELAX) محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سراج سے میری جان چھڑوا دی تھی لیکن اب اس کی نظر عنایت نے مجھے بوکھلا دیا تھا۔ وہ مجھے دعوت گناہ پر اکسانا چاہ رہی تھی اور میں کم از کم اپنے دفتر میں اس سے بے تکلف نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور میں نے جلدی سے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"شہباز اسپیکنگ۔"

"میں نے کہا تھا کہ سلیمان شاہ مجھ سے ٹکرانے کی حماقت کبھی نہیں کرے گا۔" "وہ ہٹ سے نکل کر سیدھا اپنی زمینوں کی طرف چلا گیا ہے۔ مجھے اس کے آدمیوں نے بتایا ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد واپس لوٹے گا۔"

ریسیور میرے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔ دوسری جانب سے بھی ماہ رخ ہی کی آواز ابھری تھی اگر وہ اصل ماہ رخ تھی جس نے مجھے فون کیا تھا تو پھر میرے سامنے بیٹھی ہوئی دوسری ماہ رخ کون تھی؟

"کیا تم ایک روز کے لیے مجھے میزبانی کا موقع نہیں دو گے۔" ریسیور پر ماہ رخ کی آواز دوبارہ ابھری۔ "پلیز شہباز۔ انکار مت کرنا ورنہ میرا دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔"

"میں تمھیں کچھ دیر بعد فون کروں گا۔" میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر اس ماہ رخ کی طرف دیکھا جو میرے سامنے موجود تھی۔

"جب ایک وقت میں تین تین کاسنی رت پیدا ہو سکتی ہیں تو دو ماہ رخ بھی ہو سکتی ہیں۔" اس کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔

"کاکا۔" میری زبان پر بے اختیار کاکا کا نام آگیا۔

"مجھے وشواس تھا کہ تم اوش اپنی کاکا رانی کو پہچان لو گے۔" وہ میری دسترس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔ "کیا اس رنگ میں ماہ رخ تم کو پسند نہیں آئی۔ نام میں دھرا بھی کیا ہے، شریر تو ہر حال میں شریر ہوتا ہے۔"

"تمھیں یہ روپ دھارنے کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے پوچھا۔

"اس لیے کہ تمھیں یہ روپ اچھا لگتا ہے۔" اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔ "اسی روپ میں تم نے ماہ رخ کی سندرتا سے اپنی من کی اگنی بجھائی تھی۔"

"اس میں بھی تمھارے ارادے کو دخل تھا۔"

"خوشی ہوئی یہ جان کر کہ تمھیں اپنی کاکا کی اتنی فکر رہتی ہے۔"

"تم کہاں غائب ہو گئی تھیں؟" میں نے شکوہ کیا۔ "مجھ سے دور دور رہنے میں تمھاری مصلحت تھی، میں نے کئی بار تمھیں آوازیں دی تھیں لیکن تم نے شاید کوئی جواب دینا پسند نہیں کیا۔"

"کیا تمھیں اس کا کارن نہیں معلوم؟" وہ معنی خیز انداز میں بولی۔ "ویسے تمھاری کاکا کبھی تم سے دور نہیں رہی۔"

"مجھ پر جو کچھ بیت چکی ہے کیا تمھیں اس کا علم نہیں ہے۔"

"مجھے ایک ایک بات کی خبر ہے۔" وہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔ "ابھی سراج تمھارے کمرے سے اٹھ کر گیا ہے اگر میں درمیان میں نہ آتی تو شاید وہ تمھیں اپنے ساتھ لے جاتا۔"

"تم ہی نے کہا تم نے اسے فضل داد کے قتل کی اطلاع دی تھی اور پوری تفصیل بتا دی تھی۔"

"یہ کاتا تضا کی تھا۔" اس بار اس نے روکھی آواز میں کہا۔ "یوں سمجھ لو کہ کاکا کو تم پر دیا آگئی شاید اس لیے کہ میں نے دل کی گہرائیوں سے تمھیں پریم کیا ہے۔"

"کیا میں اس بات پر قہقہہ لگانا شروع کر دوں۔" میں نے سرد لہجہ اختیار کیا۔ "ایک طرف تم مجھ سے پریم کرتی ہو اور دوسری طرف میری تباہی کا سامان پیدا کر رہی ہو۔"

"پریم اور یدھ (محبت اور جنگ) میں سب چلتا ہے اگر میں نے تمھاری تباہی کا سامان کیا تھا تو تمھیں اس تباہی سے بچا بھی دیا۔ کیا اب بھی کوئی حساب باقی رہ گیا۔ ذرا سوچو بھولے ناتھ کہ اگر کاکا ماہ رخ کو فون نہ کرتی اور وہ ٹھیک سمے پر درمیان میں نہ آجاتی تو تمھارا کیا حال ہوتا؟ کیا سلیمان شاہ یا فضل داد تمھیں شما کر دیتا۔"

"موت اور زندگی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔" میں نے اپنے جذبے کو اجاگر کیا۔ "جو وقت لکھ دیا گیا ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں کاٹ سکتی۔"

"تم جب غصہ کرتے ہو تو اور سندر بن جاتے ہو۔" وہ ایک ادا سے مسکرائی۔

"سراج اگر مجھے ساتھ لے جاتا تو بھی وہ فضل داد کے قتل کا الزام مجھ پر ثابت نہیں کر سکتا تھا۔"

"یہی تو تمھاری بھول ہے میرے من مندر کے دیوتا کہ ابھی تک اپنی کاکا کی شکتی کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکے۔ کیا تم تمام پرانی باتیں بھول گئے۔ ذرا سوچو میرے پران ناتھ کہ میں نے تمھیں موت کے پنجے سے کتنی بار نکالا ہے۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"میں نے شاید پنڈت جسی دھر کے منڈل کو توڑ کر تمہیں بچانے کی بھول کی تھی۔" میں نے تلملا کر کہا تو وہ مسکرا کر بولی۔

"اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہاری موت بھی تمہاری کالکا کے ہاتھوں ہی ہوتی' تم جانتے ہو کہ کس کارن وہ میری شکتی کو قابو کرنا چاہتا تھا اگر میں اس کے قبضے میں چلی جاتی تو سب سے پہلے وہ تمہیں میرے ہاتھوں موت کے منہ میں دھکیلنے کا حکم دیتا اور میں اس کی آگیا کا پالن کرنے پر مجبور ہوتی۔"

"کیا تم اس وقت مجھ پر اپنا احسان جتانے آئی ہو؟"

"نہیں۔" وہ دوبارہ معنی خیز انداز میں بولی۔ "اگر میری اِچھا ہوتی تو شاید تم اور تمہارا حشر جو اونچے اونچے سپنے دیکھ رہا ہے۔ پروفیسر ابرار تک بھی نہ پہنچ پاتے۔ کالکا کا ایک اشارہ تم دونوں کو میجر نصیر کے ہاتھ سے نرک (جہنم) میں جھونک دینے کے لیے بہت ہوتا۔ اس نے میرے ہی اشارے پر تمہیں اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی تھی پھر میرے ہی اشارے پر وہ بے بس ہو گیا۔ کالکا چاہتی تو تمہیں رنگے ہاتھوں قانون کے شکنجے میں جکڑوا سکتی تھی۔"

"میلیا کا خون کس نے کیا تھا؟" میں نے رخ بدل کر سوال کیا۔

"بھوشن کے آدمیوں نے۔" وہ دوبارہ مسکرانے لگی۔ "اگر وہ زندہ رہتی تو بھوشن کے لیے اس کا بیان خطرہ بن سکتا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "تم میرے اور بھوشن کے مقابلے میں بھوشن کا ساتھ دے رہی ہو۔"

"میں انکار نہیں کروں گی لیکن دیوتاؤں کی آگیا کا پالن کرنا بھی میرا دھرم ہے۔"

"رکی کے بارے میں کیا تم میری رہنمائی نہیں کرو گی؟" میں نے کالکا کو ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ کیا اسے حسنہ کے بارے میں بھی علم ہو چکا ہے جس نے میلیا کی موت کے بعد مجھے رکی کے پتے سے آگاہ کیا تھا۔ اس خیال کے ابھرنے کی وجہ یہ تھی کہ حسنہ نے مجھے احتیاط کے تحت رکی کا پتا کاغذ پر لکھ کر دیا تھا۔ اپنی زبان نہیں کھولی تھی۔

"رکی کا دھیان من سے نکال دو اور میری ایک بات پھر دھیان سے سنو۔" وہ بے حد سنجیدگی سے بولی۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ جب تک بھوشن کے ستارے گردش میں نہیں آجاتے تم اس سے دور ہی رہو۔ اب بھی میری یہی اِچھا ہے کہ تم اسے بھول جاؤ' جب سمے آئے گا تو کالکا اسے بھی موہنی کی طرح تمہارے حوالے کر دے گی۔"

"اور وہ سمے شاید اس وقت آئے گا جب بھوشن پروفیسر ابرار کے اس فارمولے کا راز معلوم کرے گا جو اگر استعمال کیا گیا تو بھوشن کی مٹی کے بہت سارے لوگ مارے جائیں گے' تباہی کا وہ طوفان تمہارے روکے بھی نہیں رک سکے گا۔"

"کبھی اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھو کیا تمہیں اپنی مٹی اور جنم بھومی سے پریم نہیں ہے۔"

"مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ تم اپنی شکتی سے بھوشن کا ساتھ دے رہی ہو لیکن ابھی شاید تم بھی پروفیسر کی لیبارٹری کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکیں۔"

ایک لمحے کے لیے کالکا کے چہرے پر خون کی لہر دوڑ گئی پھر وہ مسکرا کر بولی۔

"میں کیا ہوں اور میری شکتی کتنی اپرم پار ہے اس کا اندازہ تم نہیں لگا سکتے۔"

"میجر نصیر کے بارے میں کیا کہو گی؟" میں نے اسے چھیڑنے کی خاطر کہا۔ "کیا تمہیں اس بات کی خبر بھی نہیں تھی کہ پروفیسر جب چاہے کسی بھی چیک پوسٹ کو ایک دھماکے سے اڑا سکتا ہے؟"

"ہاں' مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔"

"مارگریٹ کے سلسلے میں تم مجھے کیا بتا سکتی ہو؟ وہ اچانک پراسرار طور پر کہاں گم ہو گئی کیا اس میں بھی بھوشن کی کوئی چال ہے؟"

"کالکا کا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہو۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ اسے تمہارے حشر کے شکاری کتوں نے گھیر کر کہیں چھپا رکھا ہے؟"

"تفصیل۔" میں نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کیا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "میں نے سنا ہے کہ مارگریٹ بھی تمہارے بھوشن جوزف کے لیے کسی کشش سے کم نہیں تھی۔ کیا تم مارگریٹ کی سہاتا نہیں کر سکتی تھیں؟"

"سمے آنے دو پھر تم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لو گے۔"

"کالکا رانی۔" میں نے اسے دوبارہ کریدنے کی کوشش کی۔ "کیا تم مجھے یہ نہیں بتا سکتیں کہ بھوشن کے ستارے کب گردش میں آئیں گے۔"

"ہمارے بیچ ایک سمجھوتا ہو سکتا ہے۔" وہ تھوڑے توقف سے بولی۔ "تم مارگریٹ کو اپنے حشر سے کہہ کر آزاد کرا دو۔ میں بھوشن کے بارے میں تمہیں بہت ساری ایسی باتیں بھی بتا دوں گی جو تمہارے کام آسکتی ہیں۔"

"مکڑی کا جالا بھی بڑا سندر ہوتا ہے۔" میں زہر خند سے بولا۔ "لیکن مکھی اگر ایک بار اس میں پھنس جائے تو پھر وہ بے بس ہو جاتی ہے۔"

"زیادہ اونچا اڑنے کی کوشش مت کرو شہباز خان۔" وہ

تلملا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "وہ سمے اب زیادہ دور نہیں ہے جب تم سے تمہاری شکتی چھین لی جائے گی پھر تم کالکا کی شکتی کے جال میں پھنس کر بے بس ہو جاؤ گے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے دوبارہ طنز کیا۔ "کیا کسی طاقت کے چھن جانے کے بعد میں تمہیں اپنی بانہوں میں لے سکوں گا؟"

"وہ بھی میری اِچھا پر ہوگا۔ اس وقت تم کالکا کی بات نہیں ٹال سکو گے۔"

"کیا باطل اور سیاہ قوتیں بھی رحمانی قوتوں پر غلبہ پا سکتی ہیں؟"

"ان کتابی باتوں کی الٹ پھیر میں مت پڑو۔ یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔" اس کا لہجہ سپاٹ ہو گیا۔

"کیا تم نے صرف بھوشن کی وجہ سے اپنے بھولے ہاتھ سے دوستی کا رشتہ توڑ دیا؟" میں نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔ "یاد کرو' تم نے تو کہا تھا تمہاری مہان شکتی ہمیشہ میری سہاتا کرتی رہے گی پھر اب کیا ہو گیا۔ کیا میں سمجھوں کہ تمہارا پریم بھی تمہارے رنگ بدلتے روپ کی طرح ایک سندر فریب ہے۔"

"شہباز خان۔" کالکا کی نگاہوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ "تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو' اپنی حدوں کو پھلانگنے کی کوشش مت کرو ورنہ ـــــ"

"وہ دن کتنا حسین ہوگا جب تمہاری نازک نازک انگلیاں میرا گلا گھونٹ رہی ہوں گی۔" میں نے اس کے خون کی گردش کو ہوا دینے کی کوشش کی۔ "تمہارے سندر شریر کی مٹھی مٹھی بھینی بھینی خوشبو مجھ پر نشہ سا طاری کر دے گی۔ جب کوئی عاشق کسی محبوب کے ہاتھوں مرتا ہے تو وہ موت بھی کتنی سندر اور حسین ہوتی ہوگی۔"

"کالکا کی شکتی کا چمتکار دیکھنا چاہتے ہو۔"

"جو من میں آئے دکھا دو۔" میں نے خوابیدہ انداز میں کہا۔ "وصل کی امید میں گھڑیاں گن گن کر گزارنا اب میرے لیے ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔"

"کیا تم اب اپنے جیون کو کالکا کے چرنوں میں بلی چڑھانے کا فیصلہ کر چکے ہو۔" کالکا کے لہجے میں سفاکی آگئی۔ ماہ رخ کے روپ میں بھی اب وہ بڑی بھیانک اور مکروہ نظر آ رہی تھی۔

"یہ فیصلہ تو میں نے بہت پہلے کر لیا تھا لیکن تم نے کبھی قریب آنے کا موقع نہیں دیا۔"

"چنتا مت کرو۔" وہ مجھے گھورتے ہوئے بولی۔ "میں بہت جلد تمہاری اِچھا کو پوری کرنے کا موقع دوں گی۔"

"اس سمے تم ماہ رخ کے روپ میں زیادہ حسین لگ رہی ہو شاید اسی لیے کہ یہ جسم ایک بار پھر میرے استعمال میں آچکا ہے' میں ابھی تک ان لذتوں کو نہیں بھول سکا جو تمہاری شکتی کی وجہ سے مجھے حاصل ہوئی تھیں۔"

"میں جا رہی ہوں شہباز خان۔" وہ تلملا کر بولی۔ "لیکن یہ بات دھیان میں رکھنا کہ تم نے آج کالکا کی شکتی کا مذاق اڑانے کی کوشش کی ہے' تم ہی اس کا نتیجہ بھی بھگتو گے۔ اس سمے کالکا بولے گی اور تم سنو گے' پر تب اس وقت تم کالکا کی بانہوں میں نہیں اس کے چرنوں میں پڑے ہو گے۔"

"آج کیوں نہیں۔" میں نے عاشقانہ انداز میں التجا کی۔ "تم مجھے اپنے چرنوں میں ہی جگہ دے دو میں تمہارا یہ اپکار بھی نہیں بھولوں گا۔"

کالکا کی ہیئت پلک جھپکنے میں تبدیل ہو گئی اب وہ کالی کے بھیانک روپ میں میرے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے شانوں پر اگے ہوئے بھیانک سانپ اور ناگنیں میری طرف پھنکار رہی تھیں۔ وہ اپنے بے شمار ہاتھوں کو اس طرح فضا میں دائرے کی شکل میں گردش دے رہی تھی جیسے وہ کسی لمحے کچھ بھی کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ اس کی نگاہوں سے اٹھنے والے شعلوں کی تپش میرے وجود تک پہنچ رہی تھی۔ کچھ دیر وہ مجھے خونخوار نظروں سے گھورتی رہی پھر اپنے ہاتھوں کو ہوا میں بلند کر کے جھٹکا دیا تو مجھے اپنا سانس سینے کی گہرائیوں میں گھٹتا ہوا محسوس ہوا' سیاہ ذرات کا تپتا ہوا ایک دائرہ نمودار ہو کر میرے اطراف گردش کرنے لگا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ شاید میں نے کالکا کی طاغوتی قوتوں کو للکار کر کسی دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔ مجھے رفتہ رفتہ سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ میں نے اپنی انگلی پر نگاہ ڈالی' صندلی انگوٹھی کی موجودگی نے مجھے تقویت دی۔ میں واقف تھا کہ خدا کے برگزیدہ بزرگ کا دیا ہوا تحفہ جب تک میرے پاس ہے کالی قوتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں' ورنہ میں شنکر کا انجام ابھی تک نہیں بھولا تھا۔ سیاہ ذرات کے ایسے ہی ایک طوفان نے اسے اپنی گردش میں لے کر پل بھر میں اس کا کریا کرم کر دیا تھا لیکن وہ اس صندلی انگوٹھی کی کرامت ہی تھی جو ذرات کا گردش کرتا ہوا تیز دائرہ ابھی تک میرے اردگرد منڈلا رہا تھا۔ اپنے جنتر منتر کی ناکامی دیکھ کر وہ اور زیادہ خونخوار ہو گئی شاید غصے کی شدت نے اسے یہ بات بھلا دی تھی کہ کوئی سایا میری مدد کرتا رہا ہے۔

"تمہارا یہ روپ بھی میں ایک بار پہلے دیکھ چکا ہوں۔" میں نے سانس کی گھٹن پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "لیکن تمہارے یہ جنتر منتر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"میں جانتی ہوں شہباز خان۔" وہ اپنی خون آلود مکروہ زبان کو لپلپاتے ہوئے بولی۔ "پر تم یہ نہیں جانتے کہ تمہاری شکتی سے ٹکرانے کے لیے اگر میں نے اپنا جیون دان کرنے کی ٹھان لی تو پھر ہم دونوں کا ستیاناس ہو جائے گا۔ کالکا کی شکتی اور

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

تمہارے اوپر جو چھلایا ہے اس کے ٹکرانے کے بعد ہم دونوں بھی مٹ جائیں گے۔ کاکا کو اب یہ بھی منظور ہے۔" آخری جملہ ادا کرتے ہی کاکا نے اپنی انگلیاں سیاہ ذرات کی طرف اٹھائیں تو وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تبدیل ہو گئے جو آہستہ آہستہ میرے قریب آ رہے تھے۔ کاکا کی ہیبت ناک نگاہیں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور ہونٹ کسی منتر کا جاپ کرنے میں مصروف تھے۔ کاکا اب میرے ساتھ ساتھ خود کو بھی فنا کرنے پر آمادہ تھی۔ اس کے ہونٹوں کی حرکت جوں جوں تیز ہوتی جا رہی تھی مجھے اپنا جسم جلتا محسوس ہوتا۔ شعلے میرے وجود کو جلا کر راکھ کر دینے کی خاطر میری سمت لپک رہے تھے لیکن اسی وقت میری کرسی کے عقب میں کھڑکی کا شیشہ اچانک ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ کاکا نے خوفزدہ انداز میں کھڑکی کی طرف دیکھا پھر پلک جھپکتے میں وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ اس کے ساتھ شعلوں کا دائرہ بھی غائب ہو گیا اس کے بعد لوبان کی خوشبو کا جھونکا کمرے میں داخل ہوا تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ شاید خدا کے اسی برگزیدہ اور کمبل پوش بزرگ نے میری مدد کی تھی جس نے صندلی انگوٹھی مجھے عطا کی تھی۔ میں نظریں گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"بدبخت۔ کم نصیب۔" بزرگ کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "اب بھی وقت ہے۔ بل کھاتے راستوں پر بھاگنا چھوڑ کر حق کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے ورنہ واپسی کا راستہ تجھے آسانی سے نہیں ملے گا۔"

"پیرو مرشد۔" میں گڑگڑایا۔ "مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔"

"اپنی مدد آپ کر۔ ننگ خاندان، کب تک دوسروں کی انگلیاں تھام کر چلتا رہے گا۔"

"کیا اب میں اس قابل بھی نہیں رہا کہ آپ کی صورت دیکھ سکوں۔" میں نے پھر نظریں گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ صندل اور لوبان کی خوشبو بدستور میرے ذہن کو معطر کر رہی تھی لیکن کمبل پوش بزرگ ابھی تک میری نگاہوں سے اوجھل تھے۔

"تو کس قابل ہے مردود۔ اپنے گریبان میں جھانک، وقت گزر گیا تو پھر بغلیں بجاتا پھرے گا۔"

"آپ کی نظر کرم ہو جائے تو راستے بھی میرے اوپر روشن ہو جائیں گے۔" میں نے عاجزی سے کہا۔ "مجھے مایوس نہ کیجئے ورنہ۔۔۔"

"میری طرف سے جہنم میں جا۔" بزرگ کی آواز میں جھلاہٹ شامل تھی۔ "جب جنت منہ پھیر لے تو پھر جہنم ہی لوح محفوظ پر رقم کر دیا جاتا ہے۔ جس کی سیاہی اتنی پختہ ہوتی ہے کہ آسانی سے چھٹائے نہیں چھٹتی۔ اب خدا ہی تیرا حافظ۔"

پھر صندل اور لوبان کی خوشبو چھٹ گئی۔ میں نے کئی بار خدا کے اس نیک بندے کو بڑی عاجزی سے آواز دی لیکن دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔ میرا ذہن انتشار کی کیفیت سے دوچار تھا جب حسنہ کمرے میں داخل ہوئی۔ میں سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"آپ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہیں؟" اس نے میری اجازت کے بغیر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا کوئی بزنس پرابلم ہے؟"

"کیوں؟" میں نے قدرے ناگواری کا اظہار کیا۔ "کیا تم میری پرابلم کو سالو (SOLVE) کر سکتی ہو؟"

"سوری۔" وہ سپاٹ آواز میں بولی۔ "میں شاید غلط بات کر گئی تھی۔"

"اب تمہاری کیا اطلاع ہے۔" میں نے موضوع بدل کر سوال کیا۔ "کیا میرا مطلوبہ شخص ابھی تک۔۔۔"

"پلیز مسٹر شہباز۔" وہ تیزی سے میری بات کاٹ کر بولی۔ "کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بلند آواز میں نہیں کی جا سکتیں۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

میں نے حسنہ کو غور سے دیکھا' وہ اچانک میرے لیے اسرار بن گئی تھی۔ پہلے بھی اس نے رکی کے سلسلے میں مجھے کراس کے تیتے سے آگاہ کیا تھا مگر کیوں؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟ وہ کون تھی؟ کس وجہ سے رکی کے خلاف میری مددگار ہو گئی تھی؟ اس کی معلومات کا دائرہ بھی خاصا وسیع تھا جس کا اندازہ مجھے پہلی ہی ملاقات میں ہو گیا تھا؟ میں اس بات کو ماننے کو تیار نہیں ہو سکا کہ وہ محض سیلیا کی موت کا انتقام لینے کی خاطر اپنی زندگی کو داؤ پر لگا رہی ہوگی پھر اس کا اصل مقصد کیا تھا جو وہ بغیر کسی تنخواہ کے میرے دفتر میں ملازم ہونے کا اقرار کر چکی تھی؟ میں اسے مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگا؟ کاکا کی نے میرے اندر کے جاسوس کو پھر چوکس کر دیا تھا۔ میں نے اس کی اصلیت جاننے کی خاطر پوچھا۔

"کیا آپ کے پاس اپنا کوئی کنوینس ہے یا دفتر آنے کی خاطر آپ کو دھواں اڑانے والی بسوں کی زحمت برداشت کرنا پڑتی ہے؟"

"میں یہاں مستقل ملازمت کے ارادے سے نہیں ہوں۔" وہ بڑی سنجیدگی سے بولی۔ "اس دنیا کا کچھ قرض ہے، وہ اتر جائے تو میں آپ کی ملازمت سے بغیر کہے رخصت ہو جاؤں گی۔"

"قرض کی ادائیگی پیسوں سے ہوتی ہے محترمہ جب آپ بغیر تنخواہ کے کام کرنے پر تیار ہو گئی ہیں۔ کیا میں اس کی وجہ دریافت کر سکتا ہوں؟"

جواب میں حسنہ نے خاموشی اختیار رکھی پھر اس نے کاغذ اٹھا کر اس پر کچھ لکھا اور اسے میری طرف بڑھا دیا۔

بھی موجود تھیں۔ کمرے میں رکی کے قریب ہی کوئی عورت بھی موجود تھی۔ اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن جو حصہ بھی نظر آ رہا تھا اس پر ہیجان انگیز قسم کا باریک سلیپنگ گاؤن موجود تھا۔

"کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گے میرے پرانے واقف کار مسٹر کریم کہ اس وقت میک اپ کر کے تمہیں یہاں تک آنے کی زحمت کس لیے گوارا کرنی پڑی۔ کیا تم کسی خاص پارٹی کے لیے کام کر رہے ہو؟"

"تمہارا اندازہ غلط ہے رکی۔" کریم نے بے پروائی سے جواب دیا پھر سرد لہجے میں بولا۔ "میں مسز فرگوسن سے ایک پرانا حساب کرنے کی غرض سے یہاں آیا تھا۔ تقریباً ایک سال پرانی بات ہے جب مجھے اس کے اسٹاک کا ایک پیس پسند آیا تھا' میں ایڈوانس کے طور پر اسے دس ہزار پیشگی دے چکا تھا لیکن جب میں پوری رقم لے کر مال اٹھانے کے ارادے سے پہنچا تو اس نے اپنی کمینگی اور بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے شناخت کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ میری جگہ اگر تم ہوتے ڈیئر رکی تو تمہارا رد عمل کیا ہوتا؟" کریم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس کر رہا ہے۔" دوسری عورت جو مسز فرگوسن کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی تھی کرخت لہجے میں بولی۔ "میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"دس ہزار کی پیشگی رقم خاصی بڑی ہوتی ہے جبکہ میری معلومات کے مطابق تم حرمزدگی کے معاملات میں لنگوٹ کھول چکے ہو۔" رکی نے مسز فرگوسن کی بات کا جواب دیے بغیر کریم کو گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "میری آخری اطلاع کے مطابق تم نے شاید ایک مقامی نائٹ کلب کے مالک مسٹر ندیم کے یہاں ملازمت اختیار کر لی تھی۔" رکی نے الفاظ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس اطلاع کی تردید نہیں کروں گا۔" کریم نے خوفزدہ ہوئے بغیر کہا۔

"اگر تم مسٹر ندیم کی ملازمت کا اقرار کر رہے ہو تو پھر یہ بھی ضرور جانتے ہو گے کہ ندیم اور شہباز خان کے درمیان دوستی کا کیا رشتہ ہے؟"

"ہاں۔ مجھے اس کا علم ہے۔" کریم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تازہ ترین اطلاع کے مطابق تم آج کل شہباز خان کی پرسنل کار چلانے کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہو؟"

"یہ بھی سچ ہے۔"

"دو دو کتنے ہوتے ہیں کریم؟"

"چار۔"

"گڈ تمہارا حساب بھی ٹھیک ٹھاک ہی ہے۔" کریم کا جواب سن کر رکی کا لہجہ پھر سفاک ہو گیا۔ کسی زہریلے سانپ کی طرح انتہائی خطرناک انداز میں پھنکارتا ہوا بولا۔ "تمہارے دونوں مالکان۔ میرا مطلب ہے ندیم اور شہباز خان آج کل میری تلاش میں شہر کے کونے کونے کو بھی نہیں چھوڑ رہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم نے دوبارہ بدمعاشی اختیار کر لی ہو اور اب مجھے زندہ گرفتار کرنے کا خواب دیکھنے کی خاطر یہاں تک آ پہنچے ہو۔ بائی دی وے کیا تمہیں یقین ہے کہ تم رکی پر قابو پا سکو گے جبکہ تم خود اس وقت میرے ہی رحم و کرم پر ہو۔"

کریم نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید وہ میرے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں نے آٹومیٹک کے دستے پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ "تمہاری خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ تم یہاں مسز فرگوسن کا نہیں بلکہ میرا شکار کھیلنے کی غرض سے آئے تھے۔" رکی نے زہرخند سے کہا۔ "تم شاید بھول گئے تھے کسی آدم خور شیر کی تلاش یا اس کے شکار میں ایک لمحے کی بھول بھی شکاری کو شیر کا شکار بنا دیتی ہے جو اپنا پیٹ بھرنے کے بعد شکاری کی ادھڑی ہوئی لاش کو دوسرے جانوروں کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جنگل کا بادشاہ مرنے کے بعد بھی بادشاہ ہی کہلاتا ہے۔ بڑے بڑے شکاری بھی ہر زاویے سے اپنا اطمینان کیے بغیر اس کے قریب جانے کا خطرہ مول نہیں لیتے اور تم۔۔۔ رکی کو شکار کرنے کی خاطر یہ چھوٹا سا کھلونا لے کر آ گئے۔"

"محبت اور جنگ میں ہر حربے کا استعمال جائز ہے۔" کریم نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ وہ رکی کے رحم و کرم پر تھا لیکن اس کے باوجود اس نے کسی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

"اچھا ہے تم نے میری ایک اور مشکل آسان کر دی۔" رکی کسی خونخوار درندے کی طرح غرایا۔ "اب تم اس بات کا فیصلہ بھی کر دو کہ تم کس حربے کے استعمال سے اپنی موت قبول کرو گے؟"

"رکی۔" مسز فرگوسن کی آواز ابھری۔ "ہو سکتا ہے کہ اس باسٹرڈ کے ساتھ اور ساتھی بھی ہوں۔"

"نہیں۔" رکی کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میں جانتا ہوں کہ یہ تنہا دس بارہ توپوں پر بھاری ہے' البتہ یہ سیر کو سوا سیر والی مثل بھول گیا تھا' ورنہ جان بوجھ کر شیر کی کچھار میں گھسنے کی حماقت کون کرتا ہے۔"

"اسلحے کے بل بوتے پر کوئی بچہ بھی اپنی مردانگی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔" کریم نے نفسیاتی حربہ استعمال کیا۔

"گڈ۔" رکی نے خوشی کا اظہار کیا۔ "میں خود بھی شور کرنے والے کھلونے استعمال کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ایک یا دو گولی بھی انتقام کی آگ کی شدت کو کم نہیں کر سکتیں۔ البتہ چھریوں کا استعمال بڑا خاطر خواہ ہوتا ہے۔ ایک تڑپ تڑپ کر اپنی زندگی کی بھیک مانگتا ہے اور دوسرا۔۔۔ خون کے اچھلنے والے

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

سے چھڑائی ہے اسے کم از کم فون کر کے بتا دیں کہ کسی دوسرے روپ میں اس نے کیا بیان دیا تھا۔"

میرے ذہن کو پھر ایک جھٹکا لگا' حسنہ میرے لیے لیڈی مکلارنس اور کاکا سے زیادہ پر اسرار ثابت ہو رہی تھی۔ یہ بات یقیناً قابل غور تھی کہ اسے میری اور ماہ رخ کی بات کا علم کس طرح ہو گیا۔ کیا وہ بھی حسنہ کی شکل میں کسی طاغوتی قوتوں کی مالک تھی جس نے فی الحال حسنہ کی شکل اختیار کر رکھی تھی۔

"آج نو بجے کے بعد کا وقت آپ کے شکار کھیلنے کے لیے بہت موزوں ہو گا۔" اس نے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا پھر تیزی سے قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں نے انٹرکام اٹھا کر وارثی کا نمبر پریس کیا۔

"یس سر۔" وارثی کی آواز فوراً ہی سنائی دی۔

"میری نئی سکریٹری کے بارے میں آپ کی کیا رپورٹ ہے؟"

"میرے خیال میں وہ بے پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے۔" وارثی نے جواب دینے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ "ملازمت کے پہلے ہی دن اس نے آفیشل ملاقات میں ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کیا جس سے یہ ظاہر نہیں ہو تا کہ وہ پہلی بار کسی سروس میں آئی ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے جان بوجھ کر خود کو را ہینڈ (RAW HAND) ظاہر کرنے کی کوشش کی ہو۔"

"آپ کے خیال میں اس نے ایسا کیوں کیا ہو گا؟"

"اپنے کام کا لوہا منوانے کی خاطر خاص طور پر اکثر خواتین ملازمت حاصل کرتے وقت یہی ظاہر کرتی ہیں کہ وہ پہلی بار ملازمت میں داخل ہو رہی ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔"

"آئی سی۔"

"کیا آپ کو اس سے کوئی شکایت ہے سر؟"

"جی نہیں۔ میں بھی اس کی کارکردگی سے خوش ہوں۔" میں نے جملے کے اختتام کے بعد ریسیور واپس رکھ دیا پھر کچھ دیر تک ذہنی جمناسٹک کرنے کے بعد میں نے ماہ رخ کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری جانب سے کال اسی نے ریسیو کی تھی۔

"شہباز بول رہا ہوں۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم فرصت ملتے ہی مجھے دوبارہ کال کرو گے لیکن کیا یہ دریافت کر سکتی ہوں کہ اس وقت تم کس شخصیت سے مصروف گفتگو تھے کہ ماہ رخ سے بات کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔"

"سراج ایک انسپکٹر کے ساتھ میرے سامنے موجود تھا۔" میں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "اس کا شبہ ہے کہ قتل والو کا قتل میں نے کیا ہے۔"

"اس شک کی بنیاد کیا تھی۔"

"شاید اس کے آدمیوں نے سلیمان شاہ کے ہٹ تک میرا تعاقب کیا ہو گا۔ اس نے بعد میں اپنا بیان بدل کر یہ بھی کہا تھا کہ کسی نے اسے فون پر میری نقل و حرکت اور فضل داد کے قتل سے آگاہ کیا تھا۔"

"سلیمان شاہ ایسا نہیں کر سکتا۔" ماہ رخ نے بڑے وثوق سے کہا۔

"ہو سکتا ہے لیکن بہر حال سراج کو دفتر سے اٹھنے کے بعد میری ایک ایک منٹ کی موومنٹ کی اطلاع مل چکی ہے۔"

"پریشان مت ہو۔" ماہ رخ نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "تمہاری خاطر میں آئی جی اور ڈی آئی جی کی کرسی بھی ہلوا سکتی ہوں۔ سراج غریب کیا بیچتا ہے۔"

"نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "پلیز' تم ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گی۔"

"پھر۔"

"تم سراج کو صرف اتنا بیان دے سکتی ہو کہ کل دفتر سے اٹھنے کے بعد رات تک تم اور میں ساتھ رہے تھے۔"

"کاش۔ ایسا ممکن ہو سکتا۔" وہ فون پر ہی بہکنے لگی۔

"لیکن تم فون کر کے سراج سے کچھ نہیں کہو گی۔" میں نے جلدی سے صورت حال کے پیش نظر مشورہ دیا۔ "اگر سراج تم سے خود ملے تو اور بات ہے۔"

"خیال ہے تمہارا۔" اس کے لہجے میں غرور و تکبر شامل تھا۔ "سراج میرے دروازے کے باہر تک آنے کی بھی ہمت نہیں کرے گا۔"

"ہو سکتا ہے لیکن میں نے اسے یہی بیان دیا ہے کہ کل میں تمہارے ساتھ تھا۔"

"کیا میں اسے بھی اپنی خوش قسمتی سمجھ سکتی ہوں کہ تم نے کسی نہ کسی بہانے اپنی ماہ رخ کو استعمال تو کیا۔" ریسیور پر ایک سوز کے ساتھ کہا گیا۔

"میں نے نہیں بلکہ تم نے۔" میں نے بحالت مجبوری خود کو اس کے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ "تب سے پہلے تمہارے ہی آدمیوں نے مجھے زبردستی گن پوائنٹ پر اغوا کیا تھا' یاد ہے۔"

"تم اسے میری ضد سمجھ لو۔" ماہ رخ کی آواز لڑکھڑانے لگی۔ "لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ اب میدان تمہارے حق میں بالکل صاف ہے' سلیمان شاہ کی واپسی ایک بجنے سے پہلے نہیں ہو گی۔"

"لیکن ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے مخصوص آدمیوں کو تمہاری نگرانی پر مامور کر رکھا ہو۔" میں نے بہانہ بنانے کی خاطر کہا۔

"نہیں۔" وہ بڑے پر اعتماد لہجے میں بولی۔ "ہم دونوں کے درمیان یہ انڈر اسٹینڈنگ شروع سے ہے کہ ایک دوسرے کے پرائیویٹ معاملات میں دخل انداز نہیں ہوں گے۔ جو چاہے' جب چاہے اپنے منہ کا ذائقہ بدل سکتا ہے' کسی کو کسی پر اعتراض نہیں ہو گا۔"

"پھر میرے سلسلے میں وہ اتنا جذباتی کیوں ہو گیا۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"فوٹو سیشن کی وجہ سے لیکن مجھے ابھی تک حیرت اسی بات پر ہے کہ وہ تصویریں دوبارہ کس طرح تیار کی گئی ہوں گی۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ بھی سلیمان شاہ کے کسی ایسے آدمی کی شرارت ہو جسے تم قابل اعتماد سمجھتی ہو۔"

"چھوڑو ان خشک باتوں کو۔" وہ دوبارہ بہکنے لگی۔ "یہ بتاؤ کہ ملاقات کب ہو رہی ہے؟"

"سلیمان شاہ کی واپسی سے پہلے ہی کوئی وقت نکالوں گا۔" میں نے اسے ٹالنے کی خاطر کہا پھر رابطہ منقطع کر دیا۔ میرا ذہن ایک بار پھر حسنہ کی گتھی سلجھانے میں الجھ گیا۔

فون کی گھنٹی کچھ دیر بعد دوبارہ بجی۔ میں نے فوراً ہی ریسیور اٹھانے کی کوشش کی' میرا خیال تھا کہ وہ کال ماہ رخ کی ہو سکتی ہے کیونکہ میں نے سلسلہ منقطع کر دیا تھا لیکن چوتھی گھنٹی کے بعد میں نے سوچا کہ وہ کوئی اہم کال بھی ہو سکتی ہے۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔ دوسری جانب سے لیڈی مکلارنس مجھ سے مخاطب تھی۔

"کوئی نئی بات؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہاں لیکن وہ خاص بات حسنہ سے تعلق نہیں رکھتی اس لیے کہ میں پہلے ہی اس کی سفارش کر چکی ہوں۔"

"اس کے باوجود میرا خیال ہے کہ وہ میرے لیے پر اسرار بنتی جا رہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا خیال غلط نہ ہو لیکن میں فی الحال حسنہ کے بارے میں۔"

"لیڈی مکلارنس پلیز۔" میں نے پہلو بدل کر کہا۔ "اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے رہنا بے حد خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"اگر تم کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے میرے بچے تو میں آئندہ تم سے دور رہنے کی کوشش کروں گی۔" اس بار وہ قدرے کھنچے ہوئے انداز میں بولی۔ "جب دو فریقین کے درمیان اعتماد اور یقین کا رشتہ ختم ہو جائے تو گاڑی زیادہ دور تک نہیں چلتی۔ ایسی صورت میں بہتر ہوتا ہے فریقین انجام کا سوچتے ہوئے باہم ایک دوسرے سے تعلقات ختم کر دیں۔"

"میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ میں آپ پر۔" میں نے وضاحت کرنی چاہی لیکن وہ جملہ کاٹ کر بولی۔

"پریشان مت ہو میرے بچے' میں بہر صورت تمہارا خیال رکھوں گی۔"

"مجھے یقین ہے لیکن۔"

"اس وقت میں تمہیں پانڈے کے سلسلے میں ایک ضروری اطلاع دینا چاہتی ہوں۔"

"پانڈے۔" میرے ذہن میں پانڈے کا نام سن کر ایک چھناکا سا ہوا' حالات کی رفتار اس قدر تیز ہو گئی تھی کہ مجھے پانڈے اور نرمل کے سلسلے میں کوئی خیال ہی نہیں رہا۔ ندیم نے بھی اس ذکر کو دہرانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ بھوشن کے ایک لمبی رقم کے مطالبے کے بعد ندیم کے مشورے پر پانڈے اور اس کی خوبصورت بیوی نرمل کو ایک محفوظ مقام پر منتقل کر دیا تھا اور ان کی جگہ ندیم کے آدمیوں نے ڈپلی کیٹ کی شکل میں سنبھال لی تھی۔ پانڈے نے کہا تھا کہ وہ ایک اہم تحریر دے گا جسے اس کی موت کے بعد پولیس کے کسی اعلیٰ آفیسر تک پہنچا دیا جائے لیکن اس کی نوبت بھی ابھی تک سامنے نہیں آسکی تھی اور اب لیڈی مکلارنس مجھے کوئی خاص اطلاع دینا چاہتی تھی۔ میں نے پانڈے کا سن کر گزری ہوئی باتوں کو سوچا پھر بے چینی سے بولا۔ "مجھے پانڈے یا نرمل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن انسانیت کے ناتے سے ان کی مدد سے انکار بھی نہیں کر سکتا۔"

"مجھے معلوم ہے۔ انسان میں اگر انسانیت ہی نہ رہے تو اس کے اور جانوروں کے درمیان تمام فرق مٹ جاتا ہے۔" وہ دبی زبان میں بولی۔ "ہمارے ملک میں تمہارے دیس کے لوگوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا' نشہ آور اشیاء کی وجہ سے انھوں نے اپنی ریپوٹیشن خود خراب کر رکھی ہے لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اگر میں بھی متعصب ہوتی تو شاید ہم ایک دوسرے کے اتنا قریب نہ آتے۔"

"پانڈے کے بارے میں کیا اطلاع ہے؟" میں نے اصل مقصد کی جانب آتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے دوست نے ان دونوں کو جہاں منتقل کیا تھا وہ جگہ محفوظ تھی۔" لیڈی مکلارنس نے بڑی سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ "اس رہائش گاہ کے اطراف کوئی ایسا سرکل (دائرہ) ہے جس کے اندر تمہاری کاکارائی کی پہنچ ناممکن ہے۔ میں نے بہر حال ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ شاید اس لیے کہ میں پوری طرح مطمئن تھی بھوشن کا کا کی حمایت ہونے کے باوجود پانڈے اور اس کی بیوی کو تلاش نہیں کر سکے گا۔ برا نہ ماننا میرے بچے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر کسی انسان کو غیر متوقع طور پر کوئی بڑی رقم مل جائے تو وہ ایمان کی روشنی کو چھوڑ کر اندھیروں میں بھٹک جاتا ہے' دولت کی چمک دمک نے بڑے بڑے اصول پسندوں کے ایمان کو بھی متزلزل کر دیا ہے

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

دراصل یہ بھی اوپر والے کی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ جن کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں وہ خود کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا پاتے۔ ان کا حشر ہمیشہ خراب اور بدترین ہوتا ہے پانڈے بھی محفوظ مقام پر ہونے کے باوجود دشمنوں کی نگاہوں میں آچکا ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں چونک اٹھا۔

"تمہارے دوست نے جن لوگوں پر بھروسا کر کے بنگلے کی نگرانی پر مامور کیا تھا ان میں سے ایک کے دل میں لالچ آگئی پھر اس نے بھوشن سے بذریعہ فون رابطہ قائم کیا اور منہ مانگی رقم حاصل کرنے کے بعد اس بنگلے کی نشان دہی کردی ہے۔" لیڈی مکارنس اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولی۔ "بھوشن جوزف نے اپنے شکاری کتوں کا جال پھیلا دیا۔ کالکا بھی شریک کار ہے لیکن ابھی تک کوئی اس سرکل کے اندر داخل ہونے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔"

"کیا وہ اس دائرے کو توڑنے میں کامیاب ہوجائیں گے؟" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے دریافت کیا۔ لیڈی مکارنس کی اطلاع میرے لیے کسی خوفناک دھماکے سے زیادہ اہم ثابت ہوئی تھی۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ کالکا کی سیاہ قوتوں نے اپنا پورا زور لگا رکھا ہے وہ اپنے سے بڑی قوتوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ بھوشن کے آدمی بھی بڑے چوکس اور محتاط ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکیں لیکن نتیجہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ ایک بات میں بڑے یقین سے بتا سکتی ہوں کہ بھوشن نے پانڈے اور اس کی بیوی کو موت کے گھاٹ اتارنے کو اپنی انا کا مسئلہ بنا رکھا ہے۔ اس کا ذاتی خیال ہے کہ پانڈے اور نرمل کی موت سے تم کو اور تمہارے دوست کو ایک شدید ذہنی جھٹکا پہنچانے میں کامیاب ہوجائے گا۔ اس خیال کی تسکین نے اسے طمانیت بخش رکھی ہے۔"

"کیا بھوشن جوزف کو علم ہے کہ کالکا اس کی پشت پناہی کررہی ہے؟"

"نہیں۔ جو طاقتور اور پراسرار قوتیں ہوتی ہیں وہ خود کو ہر ایک پر ظاہر نہیں کرسکتیں۔"

"کیا آپ اس شخص کے نام سے واقف ہیں، جس نے ندیم کے اعتماد کو دھوکا دیا ہے؟" میں نے مہذب لہجے میں پوچھا۔

"میں اس کا نام ظاہر نہ کرتی لیکن میرے علم نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے دن اب گنے چنے رہ گئے ہیں اس لیے میں اس کا نام بتانے سے گریز نہیں کروں گی۔ اس کا نام شاہد ہے لیکن وہ شہ زور کے نام سے زیادہ پہچانا جاتا ہے۔" لیڈی مکارنس نے زور دیتے ہوئے اپنے جواب کو طول دیا۔ "ایک بات کا خاص خیال رکھنا۔ تم یا تمہارا دوست فی الحال اس بنگلے کے

ہٹلر کی حیاتِ معاشقہ

★---- پروفیسر ایم اشرف

ہٹلر کے معاشقوں کی مکمل تفصیل
اس کی ذاتی زندگی کے متعلق
ایک دلچسپ کتاب----
جو اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔

قیمت : -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

قریب جانے کی حماقت نہ کرنا اس لیے کہ بھوشن نے اپنے آدمیوں کو بڑی سختی سے ہدایت دے رکھی ہے کہ جو آدمی بھی بنگلے میں داخل ہونے کی کوشش کرے یا شہ زور سے ملنے آئے اسے اگر زندہ نہیں تو لاش کی صورت میں بھوشن تک پہنچا دیا جائے۔ اس بنگلے کی نگرانی کرنے والے افراد کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ بظاہر وہ بے ضرر نظر آئیں گے لیکن ان میں سے ہر ایک انتہائی جدید اور خطرناک اسلحے سے پوری طرح لیس ہے۔"

"کیا آپ مجھے پانڈے اور نرمل کے بنگلے کا پتا دے سکتی ہیں؟" میں نے کاغذ قلم سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے دوست پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے۔" لیڈی مکارنس نے جواب دیا پھر مجھے رہائشی محلہ کا پتا نوٹ کرا دیا۔

"تھینکس لیڈی مکارنس۔" میں نے پتا نوٹ کرنے کے بعد کہا پھر حسنہ کے ذکر کو دوبارہ چھیڑنا چاہا لیکن اس نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور رابطہ ختم کردیا۔

میرے لیے اب رکی کے ساتھ شہ زور بھی بہت اہم ہوچکا تھا۔ لیڈی مکارنس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ میں شہ زور کو ندیم کے علم میں لائے بغیر قابو کرنا چاہتا تھا پھر اسے ندیم کے سامنے ہی کیفر کردار تک پہنچانے کا خواہش مند تھا لیکن حالات کے پیش نظر میں نے پہلے رکی کا انتخاب کیا اور اسی رات اپنے

چہرے میں تبدیلی کر کے مسز گوسن کے بنگلے کی طرف روانہ ہوگیا۔ کریم بھی میرے ہمراہ تھا۔ اس نے بھی بطور خاص ایسا ہی میک اپ کیا تھا کہ کوئی شناسا بھی ہمیں آسانی سے شناخت نہیں کرسکتا تھا۔ گاڑی کے سلسلے میں بھی احتیاط سے کام لیا اور اپنے ایک واقف کار کی گاڑی استعمال کی۔ میرے علاوہ کریم بھی پوری طرح مسلح تھا۔ میرا خیال تھا کہ ان ساری تبدیلیوں کی وجہ کریم مجھ سے ضرور دریافت کرے گا مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ بڑی خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ راستوں کی رہنمائی تھوڑے تھوڑے وقفے سے کرتا رہا جس کے جواب میں کریم محض گردن کو اثبات میں جنبش دے کر عمل کررہا تھا۔

"کریم۔" میں نے کچھ دیر بعد اسے مخاطب کیا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم اس وقت کس مہم کو سر کرنے کے لیے جارہے ہیں؟"

"حلیہ تبدیل کرلینے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں سر کہ کام کی نوعیت اہم ہی ہوگی۔"

"میں کچھ اور دریافت کرنا چاہ رہا تھا؟" میں نے اس کے جواب سے قدرے خجل ہوتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "کیا تم نے اپنے میک اپ والی بات کسی اور کو تو نہیں بتائی؟"

"جی نہیں۔" وہ بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "آپ مجھ پر ہمیشہ اعتماد کرسکتے ہیں لیکن میری ایک درخواست ہے؟"

"وہ کیا؟"

"اگر آپ خطرات کے وقت مجھے سامنے رکھنے کا موقع دیں تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی؟"

"اس کا جواب میں فی الوقت نہیں دے سکتا۔ ویسے ہوسکتا ہے اس بار تمہیں بھی مقابلے کی صورت درپیش آجائے۔"

"میں اگر آپ کے کام آیا تو آپ کی مہربانی ہوگی۔" وہ بدستور سنجیدہ تھا پھر جب اس نے میری ہدایت پر گاڑی بائیں جانب موڑ کر سول لائنز کا رخ اختیار کیا تو چونک کر پوچھا۔ "سر۔ کیا ہم اس وقت مسز گوسن کے بنگلے کی طرف تو نہیں جارہے ہیں؟"

"تمہیں یہ خیال کیسے آیا؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔

"یہ کون نہیں جانتا سر، شہر کے تمام اعلیٰ اور ذات شریف قسم کے لوگ اپنی نسل کا خاطر خواہ سامان اس کی منڈی سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ سارا مال بہت اعلیٰ معیاری اور ایک نمبر کا ہوتا ہے۔ گاہک کی دلچسپی کا اندازہ لگانے کے بعد وہ نقلی اور فرنش مال بھی بیچا کرتی ہے۔" البتہ اس کے لیے دام ضرورت سے زیادہ کھرے ہی ہوتے ہیں۔" کریم نے استہزائیہ انداز میں کہا۔ "بڑی انوکھی شے ہے سر پہلی بار کرپہلے اس نے

اپنی ضرورت کی خاطر کھولا تھا اب وہ اس ری کنڈیشنگ فیکٹری کے تحت استعمال ہو رہا ہے جہاں مسز گوسن بڑی مہارت سے پرانی گاڑیوں کو بھی ٹھیک ٹھاک کر کے ان افراد کے ہاتھ فروخت کردیتی ہے جو اس میدان میں نئے نئے سمجھتے ہیں۔ وہ شریف لوگوں کی پہچان میں بھی بڑی تجربہ کار ہے کسی ایسی کسوٹی کی طرح جس پر اصل اور نقل کی پرکھ ہوسکتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم نے ری کنڈیشنگ فیکٹری کا استعمال غلط کیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق وہ رینٹ اے کار کی بزنس میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے۔" میں نے بی زبان میں جواب دیا۔

"آپ کا خیال زیادہ صحیح ہے۔" کریم مسکرا کر بولا۔ "ویسے مسز گوسن ایک ماہر بیوٹیشن کی وجہ سے اب اپنی بیوگی کا غم بھلانے کی خاطر اکثر و بیشتر خود بھی اپنے چہرے میں ایسی تبدیلیاں کرلیتی ہے جو اس کی اصلی عمر میں دس پندرہ سال کی پیدا کردیتی ہے۔"

"کیا تم اسے بہت قریب سے جانتے ہو؟" میں نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"کیا آپ واقعی اس وقت اسی کے بنگلے پر چل رہے ہیں۔"

"ہاں۔" میں نے سنجیدگی اختیار کرلی۔ "مجھے بھی ایک اہم دانے کی تلاش ہے اور میری اطلاع کے مطابق وہ دانہ مسز گوسن کے بنگلے ہی میں مل سکتا ہے۔"

"رکی۔" کریم نے برجستہ جواب دیا پھر بولا۔ "مجھے اپنی حماقت اور ذہانت دونوں پر غصہ آرہا ہے۔ مجھے پہلے مسز گوسن کا خیال کیوں نہیں آیا۔ دراصل مسز گوسن 'رکی' سے ٹوٹ کر پیار کرتی ہے اور اس کے عوض وہ رکی کو تمام سہولتیں بہم پہنچاتی ہے۔ آپ کا تجربہ چاہے سر اگر رکی اس کے بنگلے پر نہ ہوا تو مسز گوسن بہرحال اس کے ٹھکانے سے ضرور واقف ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں اس کی زبان کھلوانے کی خاطر اس کی ڈنڈا ڈولی بھی کرنی پڑے لیکن۔۔۔" کریم نے چونک کر کہا۔ "جو بیوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اپنی رکھوالی کی طرف سے بھی بے پرواہ نہیں ہوتے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا ہم دو اس کے بنگلے کے کونے کھدروں کو آسانی سے کھنگال سکیں گے۔"

"تو تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟" میں نے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا تو کریم نے کوئی دوسرا سوال کرنے کے بجائے بڑی سعادت مندی سے درخواست کی۔ "میں یہی چاہوں گا سر کہ آپ اس معاملے میں خود پیچھے رہیں اور مجھے آگے آگے رہنے کا موقع دیں۔"

"اس کا فیصلہ بھی وقت ہی کرسکتا ہے۔" میں نے سرسری سا جواب دیا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "ایک بات یاد رکھنا کہ مجھے

aazzamm@yahoo.com

زندہ درکار ہوگا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں سر۔ باس نے بھی راجو اور اپنے دوسرے خاص آدمیوں کو یہی ہدایت جاری کی ہے کہ رکی کو ہر حال میں زندہ گرفتار کیا جائے۔"

پھر ہمارے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔ پندرہ منٹ بعد کریم نے گاڑی ایک سائڈ لائن میں اس طرح پارک کردی کہ مین شاہراہ سے گزرنے والی کوئی گاڑی اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مسز فرگوسن کی رہائش گاہ اس مقام سے ڈیڑھ دو فرلانگ دوری تھی۔ ہم وہ راستہ پیدل طے کرنے لگے۔ اس وقت سڑک پر شاذونادر ہی کوئی کار اپنی منزل کی سمت تیزی سے فراٹے بھرتی نظر آتی تھی۔ سول لائنز کا بیشتر علاقہ نہایت خوبصورت اور قابل دید رہائش گاہوں پر مشتمل تھا۔ ہم جس وقت بنگلے سے دس پندرہ گز دور رہ گئے تو کریم نے سرگوشی کی۔

"سر۔ آپ پشت کی جانب سے اندر داخل ہوں' میں صدر دروازے سے اندر داخل ہو کر حالات کا جائزہ لیتا ہوں اگر بنگلے میں چوکیدار یا خاص محافظ قسم کی چیز موجود ہوئی تو میری طرف متوجہ ہو جائے گی اور آپ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر عقبی راستے سے اس معزز خاتون کی خواب گاہ تک پہنچنے میں آسانی سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

میں نے بھی ذاتی طور پر یہی پلاننگ کی تھی۔ اس میں میری خود غرضی بھی شامل تھی جس کی وجہ رکی سے سوا کچھ اور نہیں تھی چنانچہ معمولی انکار کے بعد میں نے کریم کی درخواست منظور کرلی پھر سیدھے ہاتھ کی ہائی لین میں داخل ہو گیا۔ مسز فرگوسن کی رہائش گاہ کے پشت پر پہنچنے میں مجھے بہ مشکل پانچ منٹ لگے تھے۔ بنگلے کے عقبی حصے میں بظاہر ہر جانب سناٹا ہی طاری تھا۔ محض ایک نیلے رنگ کا زیرو واٹ کا نائٹ بلب اندھیروں سے جیرا دستی کی کوشش میں مصروف نظر آرہا تھا۔ میں نے ایک منٹ تک اندر سے کسی آہٹ یا سن گن لینے کی خاطر انتظار کیا پھر چار دیواری جو پانچ فٹ سے کم نہیں تھی اس پر میں نے ہاتھ جمائے اور زور لگا کر ہوا میں جسم کو لہراتا اندر کود گیا۔ اندر کودنے کے بعد میں نے پہلے اپنا خاموش پستول نکال کر اس کا سیفٹی کیچ کھولا اس کے بعد ادھر ادھر کا جائزہ لینے کے بعد عمارت کے عقبی دروازے تک پہنچ گیا جو میرے خیال کے مطابق ملازموں اور اسی قسم کے دوسرے افراد کے استعمال کے لیے تھا۔ دروازے کے اندر کی جانب لاک موجود تھا لیکن یہ میری خوش قسمتی ہی تھی کہ وہ لاک نہیں تھا۔ میں نے نہایت آہستگی سے اسے کھولا پھر چٹخنی کو ایک جانب کھسکا کر اندر داخل ہوا پھر آنے کو پہلی ہی جیسی پوزیشن میں کردیا' حسنہ کی اطلاع غلط نہیں تھی۔ ابھی ہوش کے آدمیوں کو اس بات کی اطلاع نہیں تھی کہ رکی کو ہیڈ کوارٹر سے مسز فرگوسن کی رہائش گاہ پر منتقل کردیا ۔ ... دوسری صورت میں ہوش کے آدمی مجھے اتنی آسانی سے اندر داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دیتے

بہرحال میں مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک ایسے کمرے تک پہنچ گیا جس کے اندر سے روشنی چھن چھن کر باہر آرہی تھی۔ میں اس دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور میں سانس روک کر بڑی پھرتی سے دیوار سے چپک گیا۔ باہر جو شخص نمودار ہوا وہ نہ صرف خاصے بڑے کٹے جسم کا مالک تھا بلکہ اس کی سیدھے ہاتھ میں ایک سب مشین گن بھی موجود تھی۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بھیڑا اور صدر دروازے کی سمت جانے لگا۔ میرے خیال میں وہ صدر دروازے کا محافظ رہا ہوگا اور اس وقت کسی روشن کمرے سے برآمد ہونے کی وجہ صرف یہی ہو سکتی تھی وہ کریم پر قابو پانے میں کامیاب ہو چکا تھا اور اسے مالکان میں سے کسی ایک کے حوالے کرنے کے بعد دوبارہ اپنی ڈیوٹی نبھانے جارہا تھا۔ میں دیوار کے ساتھ چپکا چپکا پنجوں کے بل چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ مسلح شخص اس وقت دروازے تک جانے کی خاطر بڑے ہال تک پہنچ گیا تھا پھر شاید وہ میرے قدموں کی آہٹ پا کر یا کسی خطرے کی بو محسوس کرکے پلٹنے کے ارادے سے رکا تھا کہ میں جھپٹ کر اس کے قریب گیا۔ میرا سیدھا ہاتھ برق رفتاری سے فضا میں بلند ہوا پھر آٹومیٹک کے دستے کی ضرب اتنی شدید تھی کہ سب مشین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ لہراتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ میں نے جلدی سے اس کی سب مشین گن پر قبضہ کیا پھر بڑی سرعت سے اس کی ٹانگ گھسیٹتا ہوا ان سیڑھیوں کے نیچے لے گیا جہاں سے وہ فوری طور پر کسی آنے والے کو نظر نہیں آسکتا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ خود مجھے بھی حیرت سی ہوئی تھی لیکن شاید قسمت میرا ساتھ دے رہی تھی۔ میں دوبارہ پلٹ کر اس کمرہ کے قریب آگیا جہاں سے چوکیدار برآمد ہوا تھا۔ میں نے دروازہ فوری طور پر کھولنے کی حماقت نہیں کی۔ کی ہول کے راستے اندر دیکھا تو میرا خون منجمد ہونے لگا کریم میرے سامنے موجود تھا۔ اس کی پشت دروازے کی جانب تھی۔ دوسرا شخص جو اس کے سامنے اپنی آٹومیٹک ہاتھ میں لیے بڑے محتاط انداز میں کھڑا کریم کو سفاک نظروں سے گھور رہا تھا وہ رکی کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ میں نے اسے معمولی میک اپ میں ہونے کے باوجود شناخت کرلیا اس لیے کہ میں اسے ایک بار پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ رکی کے جسم پر ایک نیکر کے سوا کوئی لباس نہیں تھا۔ اس کے جلد کی خوبصورت رنگت' چہرے کی حسین ساخت اور نیلی آنکھوں کے علاوہ قد و قامت بھی خاصی پرکشش تھی۔ جنس مخالف کے لیے وہ اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتا تھا لیکن اس وقت وہ جن نظروں سے کریم کو گھور رہا تھا ان میں کسی پیشہ ورانہ قاتل کی تمام تر ظالمانہ خصوصیات

بھی موجود تھیں۔ کمرے میں رکی کے قریب ہی کوئی عورت بھی موجود تھی۔ اس کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا لیکن جو حصہ بھی نظر آرہا تھا اس پر ہیجان انگیز قسم کا باریک سلیپنگ گاؤن موجود تھا۔

"کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گے میرے پرانے واقف کار مسٹر کریم کہ اس وقت میک اپ کرکے تمہیں یہاں تک آنے کی زحمت کس لیے گوارا کرنی پڑی کیا تم کسی خاص پارٹی کے لیے کام کر رہے ہو؟"

"تمہارا اندازہ غلط ہے رکی۔" کریم نے بے پرواہی سے جواب دیا پھر سرد لہجے میں بولا۔ "میں مسز فرگوسن سے ایک پرانا حساب کرنے کی غرض سے یہاں آیا تھا۔ تقریباً ایک سال پرانی بات ہے جب مجھے اس کے اسٹاک کا ایک پیس پسند آگیا تھا' میں ایڈوانس کے طور پر اسے دس ہزار پیشگی دے چکا تھا لیکن جب میں پوری رقم لے کر مال اٹھانے کے ارادے سے پہنچا تو اس نے اپنی کمینگی اور بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے شناخت کرنے سے بھی انکار کردیا۔ میری جگہ اگر تم ہوتے ڈیئر رکی تو تمہارا ردعمل کیا ہوتا؟" کریم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس کررہا ہے۔" دوسری عورت جو مسز فرگوسن کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی تھی کرخت لہجے میں بولی۔ "میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"دس ہزار کی پیشگی رقم خاصی بڑی ہوتی ہے جبکہ میری معلومات کے مطابق تم حرمزدگی کے معاملات میں لنگوٹ کھول چکے ہو۔" رکی نے مسز فرگوسن کی بات کا جواب دیے بغیر کریم کو گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "میری آخری اطلاع کے مطابق تم نے شاید ایک مقامی نائٹ کلب کے مالک مسٹر ندیم کے یہاں ملازمت اختیار کرلی تھی۔" رکی نے الفاظ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس اطلاع کی تردید نہیں کروں گی۔" کریم نے خوفزدہ ہوئے بغیر کہا۔

"اگر تم مسٹر ندیم کی ملازمت کا اقرار کررہے ہو تو پھر یہ بھی ضرور جانتے ہوگے کہ ندیم اور شہباز خان کے درمیان دوستی کا کیا رشتہ ہے؟"

"ہاں۔ مجھے اس کا علم ہے۔" کریم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تازہ ترین اطلاع کے مطابق تم آج کل شہباز خان کی پرسنل کار چلانے کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہو؟"

"یہ بھی سچ ہے۔"

"وہ دو کتنے ہوتے ہیں کریم؟"

"چار۔"

"گڈ تمہارا حساب بھی ٹھیک ٹھاک ہی ہے۔" کریم کا جواب سن کر رکی کا لہجہ پھر سفاک ہو گیا۔ کسی زہریلے سانپ کی طرح انتہائی خطرناک انداز میں پھنکارتا ہوا بولا۔ "تمہارے دونوں مالکان۔ میرا مطلب ہے ندیم اور شہباز خان آج کل میری تلاش میں شہر کے کونے کونے کو بھی نہیں چھوڑ رہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم نے دوبارہ معاشی اختیار کرلی ہو اور اب مجھے زندہ گرفتار کرنے کا خواب دیکھنے کی خاطر یہاں تک آپہنچے ہو۔ بائی دے وے کیا تمہیں یقین ہے کہ تم رکی پر قابو پاسکو گے بلکہ تم خود اس وقت میرے ہی رحم و کرم پر ہو۔"

کریم نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید وہ میرے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں نے آٹومیٹک کے دستے پر اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ "تمہاری خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ تم یہاں مسز فرگوسن کا نہیں بلکہ میرا شکار کھیلنے کی غرض سے آئے تھے۔" رکی نے زہرخند سے کہا۔ "تم شاید بھول گئے تھے کسی آدم خور شیر کی تلاش یا اس کے شکار میں ایک لمحے کی بھول بھی شکاری کو شیر کا شکار بنادیتی ہے جو اپنا پیٹ بھرنے کے بعد شکاری کی ادھڑی ہوئی لاش کو دوسرے جانوروں کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جنگل کا بادشاہ مرنے کے بعد بھی بادشاہ ہی کہلاتا ہے۔ بڑے بڑے شکاری بھی ہر زاویے سے اپنا اطمینان کیے بغیر اس کے قریب جانے کا خطرہ مول نہیں لیتے اور تم رکی کو شکار کرنے کی خاطر یہ چھوٹا سا کھلونا لے کر آگئے۔"

"محبت اور جنگ میں ہر حربے کا استعمال جائز ہے۔" کریم نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ وہ رکی کے رحم و کرم پر تھا لیکن اس کے باوجود اس نے کسی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

"اچھا ہے تم نے میری ایک اور مشکل آسان کردی۔" رکی کسی خونخوار درندے کی طرح غرایا۔ "اب تم اس بات کا فیصلہ بھی کردو کہ تم کس حربے کے استعمال سے اپنی موت قبول کرو گے؟"

"رکی۔" مسز فرگوسن کی آواز ابھری۔ "ہو سکتا ہے کہ اس باسٹرڈ کے ساتھ اور ساتھی بھی ہوں۔"

"نہیں۔" رکی کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میں جانتا ہوں کہ یہ تنہا دس بارہ آدمیوں پر بھاری ہے' البتہ یہ سوا سیر والی مثل بھول گیا تھا' ورنہ جان بوجھ کر شیر کی کچھار میں گھسنے کی حماقت کون کرتا ہے۔"

"حلیے کے بل بوتے پر کوئی بچہ بھی اپنی مردانگی کا دعویٰ کرسکتا ہے۔" کریم نے نفسیاتی حربہ استعمال کیا۔

"گڈ۔" رکی نے خوشی کا اظہار کیا۔ "میں خود بھی شور کرنے والے کھلونے استعمال کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ایک یا دو گولی بھی انتقام کی آگ کی شدت کو کم نہیں کرسکتیں۔ البتہ چھریوں کا استعمال بڑا خاطر خواہ ہوتا ہے۔ ایک تڑپ تڑپ کر اپنی زندگی کی بھیک مانگتا ہے اور دوسرا خون کے ابلنے والے

aazzamm@yahoo.com

فوارے اس کی تسکین کا باعث بنتے ہیں۔ ہر وار پر نیچے گرے ہوئے شکار کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوتی ہے اور اس کو زیر کرنے والا اس کی چھاتی پر چڑھا قہقہہ لگاتا رہتا ہے۔ مرنے والے کی آنکھوں کی سسکی سی پلکوں کی جنبش مارنے والے پر ایک نشہ سا طاری کر دیتی ہے' وہ فاتحانہ انداز میں نعرہ لگا کر پھر وار کرتا ہے' گھپ کی آواز کے ساتھ ہی مرنے والوں کی آنکھیں اس طرح ابلنے لگتی ہیں جیسے اپنا حلقہ توڑ کر فرار ہونے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اس کھیل میں جو مزہ ہے وہ کسی اور میں نہیں' اس میں ایک قہقہہ بلند کر کے دوسرے کو اپنی برتری کا احساس دلاتا ہے اور وہ مرا۔۔۔ وہ سسک سسک کر زمین پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر زندگی کی فریاد کرتا ہے۔ کیوں پیارے' کیا تم رکی کے ساتھ چاقو سے موت کا کھیل کھیلنے کی کوشش کرو گے؟"

"میں تیار ہوں لیکن اس سے پہلے میں مسز فرگوسن کو۔۔۔"

"نہیں!" رکی چیخا۔ "تم رکی کی موجودگی میں اس کی کسی داشتہ کو استعمال نہیں کر سکتے۔"

"رکی۔ مائی ڈارلنگ پلیز۔" مسز فرگوسن نے تیزی سے کہا۔ "اسے جتنی جلدی ہو سکے ختم کرو۔ میں اس کے گندے خون سے اپنا فرش گندا نہیں دیکھنا چاہتی اور خاص طور پر یہ قالین۔ جس کو میں نے خاص طور پر اپنی خوابگاہ کے لیے ڈیزائن کر کے بنوایا تھا۔ کیا تم میری ریکوسٹ نہیں مانو گے پلیز رکی۔ پلیز۔"

"اگر تم اس کوٹھی کی مالک ہو تو پھر میں تمہیں اس کا شکار کرنے کا موقع ضرور دوں گا۔" رکی معنی خیز انداز میں مسکرایا پھر اس نے کریم کا آتشیں اسلحہ مسز فرگوسن کی سمت اچھال دیا۔

اب مسز فرگوسن بھی کی ہول کے دائرے کی رینج میں آ گئی تھی۔ وہ ادھیڑ عمر کی ہونے کے باوجود خاصی جاندار نظر آ رہی تھی۔ ڈریسنگ گاؤن اس کے جسم پر نہ ہونے کے برابر تھا۔ شاید کریم کے آنے کے بعد ہی اس نے جلدبازی میں اپنی ستر پوشی کی تھی۔

"بولو مین۔" اس نے کریم کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم اس چھت کے نیچے کس مقصد سے آیا تھا؟"

"تمہاری اصلیت کا لیٹ شو دیکھنے کے ارادے سے لیکن تمہارے نامعقول چوکیدار نے رنگ میں بھنگ ڈال دیا۔" کریم نے بے پروائی سے کہا۔ "بہرحال تم نے سنسری زد سے بچنے کی خاطر جو لباس استعمال کیا ہے وہ ممبران کے لیے یقیناً قابل اعتراض ہے لیکن میں نے پوری نہ سہی تو بھی فلم ضرور دیکھ لی۔ ویسے کیا تم یقین کرو گی کہ اگر مادام باوری کا کردار ادا کرنے کی خاطر تمہیں جوانی میں منتخب کیا جاتا تو شاید اس کی شہرت دوچند ہو جاتی۔"

"کریم۔" رکی نے تکیے کے نیچے سے اپنا تقریباً ایک فٹ لمبا خنجر نکالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "تمہارا اپنا کیا خیال ہے؟ کیا تم اپنی اوقات سے بڑھ کر بات نہیں کر رہے؟"

"تم جانتے ہو رکی کہ ہم دونوں جس قسم کے ذات شریف ہیں وہاں پھانسی کا پھندا ابھی خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔" کریم نے خوفزدہ ہوئے بغیر کہا۔ "چلو اچھا ہوا کہ تم نے خود ہی اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ میں اوقات سے بڑھ کر باتیں کر رہا ہوں لیکن اپنے بارے میں تم کیا تبصرہ پیش کرو گے' کیا اس نچوڑی ہوئی ہڈی کے ساتھ رنگ رلیاں منانا تمہیں زیب دیتا ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم آج کل صرف تازہ مال کھانے کے عادی ہو مگر تمہیں باسی کڑھی میں منہ مارتا دیکھ کر مجھے بے حد افسوس ہوا۔"

"رکی۔" مسز فرگوسن نے ہذیانی انداز میں کانپتے ہوئے کہا۔ "چوکیدار کو بلاؤ۔ اس سے کہو کہ اس باسٹرڈ کو قریبی پارک میں لے جا کر گولی مار دے اور پھر کسی جھاڑی میں پھینک دے۔"

"کیوں؟" کریم نے اس بار مسز فرگوسن کو مخاطب کیا۔ "کیا تم رکی کے رقیب کو خود نہیں مار سکتیں؟"

"تو۔" وہ چیخی۔ "یو آر اے ڈرٹی ڈوگ اور میں کتوں کو مارنا پسند نہیں کرتی۔"

"لیکن تمہاری تہذیب میں تو کتوں کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ تم کیوں الرجک ہو؟"

"بہت ہو چکا کریم۔" رکی نے خنجر الٹا پکڑ کر اسے ہاتھ میں تولتے ہوئے کہا۔ "اب تم مسز فرگوسن کی شان میں گستاخی نہیں کرو گے۔"

"تم کہتے ہو تو میں اس بوڑھی بندریا کے سلسلے میں تمہارے حق سے دستبردار ہوا جاتا ہوں۔" کریم نے کہا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "کیا تمہیں اس بات کی خبر مل چکی ہے تمہاری سب سے چہیتی مس میلبا کو گولی مار کر ہلاک کیا جا چکا ہے۔"

"نہیں۔" رکی نے چونکتے ہوئے کہا۔ "یہ ناممکن ہے۔ میلبا کو مارنا رکی کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ تم کہیں وقت حاصل کرنے کے لیے دماغ سے تو کام نہیں لے رہے؟"

"میری بات پر یقین نہیں آتا تو اپنی اس مادام باوری سے پوچھ لو۔ یہ بھی دریافت کر لو کہ اسے کس کے اشارے پر مارا گیا ہے۔"

رکی نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر مسز فرگوسن کی طرف دیکھا پھر سرد لہجے میں بولا۔

"کیا یہ سچ ہے کہ۔۔۔"

"تم۔۔۔" مسز فرگوسن نے رکی کے چہرے کی بدلتی رنگت کو

دیکھ کر جلدی سے کہا۔ "یہ باسٹرڈ تمہیں ڈاج دے رہا ہے۔"

مجھے بس اسی لمحے کی تلاش تھی جب مسز فرگوسن اور رکی کی توجہ دروازے کی جانب سے ہٹ جائے۔ شاید کریم نے بڑی خوبصورتی سے مجھے وہ موقع فراہم کر دیا تھا۔ میں نے اس لمحے کو ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ایک ہاتھ سے دروازے کو کھولا پھر برق رفتاری سے اندر داخل ہو گیا۔ رکی اور مسز فرگوسن دونوں ہی چونکے تھے لیکن انہیں دیر ہو چکی تھی۔ میں نے مسز فرگوسن کی کلائی کا نشانہ لے کر لبلبی دبا دی' میرا نشانہ سچا ثابت ہوا مسز فرگوسن کے ہاتھ سے خون بہنے لگا۔ کریم کا آٹومیٹک اس کے ہاتھ سے نکل کر میرے قدموں کی طرف آ گیا۔ رکی نے حالات کی نزاکت محسوس کی اس کا خنجر والا ہاتھ برق رفتاری سے فضا میں بلند ہوا۔ میں چاہتا تو ایک گولی اور خرچ کر کے رکی کو ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا سکتا تھا لیکن وہ زندہ رہنے کی صورت میں ہمارے لیے زیادہ کارآمد ہو سکتا تھا۔ میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ رکی وار کر بیٹھا لیکن کریم لپک کر سامنے آ گیا۔ ہوا میں تیرتا ہوا خنجر کریم کے سیدھے شانے میں دستے تک اتر گیا اگر وہ سامنے نہ آتا تو میری موت یقینی تھی۔ اس بار میں نے وقت ضائع کرنے کی حماقت نہیں کی۔ رکی نے صورت حال سے فائدہ اٹھا کر دوسرے دروازے کی جانب چھلانگ لگائی تھی لیکن میرے آٹومیٹک سے نکلتی ہوئی گولی اس کی بائیں پنڈلی کو ادھیڑ چکی تھی۔ رکی لڑکھڑا کر فرش پر گرا تھا۔ اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن کریم نے زخمی ہونے کے باوجود جھپٹ کر ایک بھرپور ٹھوکر کنپٹی پر لگائی تو رکی بے ہوش ہو کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ میں حفظ ماتقدم کے طور پر رکی کے سینے کا نشانہ لیے کھڑا تھا پھر میں نے دیکھا کہ کریم نے بڑی بے جگری سے الٹے ہاتھ سے خنجر کا دستہ تھام کر اسے کھینچ لیا جس کے ساتھ ہی بھل بھل کرتا خون بھی ابل پڑا پھر کریم نے کسی ماہر سرجن کی طرح جیب سے رومال نکال کر پہلے خنجر کے دستے کو صاف کیا پھر اسی رومال کو اس نے بہتے ہوئے خون کی جگہ رکھ کر دبا لیا۔

"تم نے درمیان میں آنے کی حماقت کیوں کی تھی' میں رکی کو۔۔۔"

"تو سر۔" کریم نے تیزی سے کہا۔ "باس کے علاوہ آپ نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ رکی زندہ گرفتار کیا جائے۔"

"لیکن تم اس حالت میں۔۔۔"

"جب رکی کو کندھے پر ڈالنے کی زحمت آپ کو اٹھانی پڑے گی۔" اس نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "وقت کم ہے سر اور عقبی راستہ جس سے آپ آئے تھے شاید اب بھی کلیئر ہو۔ ہمیں یہاں سے فوری نکل چلنا چاہیے لیکن جانے سے پہلے میں ایک درخواست کروں گا۔ میرا آٹومیٹک مجھے عنایت کر دیں۔ تاکہ آپ کے دونوں ہاتھ خالی ہو جائیں۔"

میں نے آٹومیٹک اس کے حوالے کر دیا لیکن اس وقت مجھے احساس نہیں ہو سکا تھا کہ کریم کا اگلا منصوبہ کیا تھا۔ آٹومیٹک ہاتھ میں آتے ہی اس نے پلٹ کر مسز فرگوسن کی طرف دیکھا جو خوف سے کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ کریم کا ارادہ اب میرے علاوہ مسز فرگوسن نے بھی بھانپ لیا تھا۔

"نو۔ نو۔ پلیز۔" وہ گڑگڑانے لگی۔ "ڈونٹ کل می۔ فار گاڈ سیک۔"

میں نے کریم کو روکنا چاہا لیکن اس کے آٹومیٹک سے دو شعلے لپک چکے تھے۔ مسز فرگوسن فرش پر گر کر کسی زخمی پرندے کی طرح ایک لمحے کو پھڑپھڑائی پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں ابھی تک پھٹی پھٹی نظر آ رہی تھیں۔

کھیل ختم ہو چکا تھا چنانچہ میں نے جھک کر ایک ہی جھٹکے میں رکی کے بے ہوش وجود کو کسی بوری کی طرح اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔ عقبی راستے سے واپسی کے وقت بھی ہمیں میدان صاف ہی ملا تھا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد میں نے اسے اسٹارٹ کیا پھر ندیم کے کیسینو کی طرف فراٹے بھرنے لگا۔ کریم نے رکی کے بے ہوش ہونے کے بعد بھی پچھلی نشست پر بیٹھنے کو ترجیح دی تھی۔ اس نے رومال کو ابھی تک اس مقام پر پوری شدت سے دبا رکھا تھا جہاں کریم کا پھینکا ہوا خنجر لگا تھا۔

کیسینو میں داخل ہونے کے بعد میں نے ندیم کے مخصوص پارکنگ کا انتخاب کیا تھا لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ راجو اور ندیم وہاں پہلے سے موجود تھے۔ قبل اس کے کہ میں گاڑی بند کر کے نیچے اترتا ندیم نے راجو کو اشارہ کیا جس نے تیزی سے پچھلا دروازہ کھول کر رکی کے بے ہوش وجود کو باہر کی جانب کھینچ لیا پھر وہ پل بھر میں اسے لے کر عقبی راستے سے کیسینو کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ ندیم نے گاڑی کے قریب آ کر کریم کی حالت کو دیکھا تو عجیب انداز میں مسکرا کر بولا۔

"میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم نے میرے دوست کو بچانے کی خاطر اپنی قربانی پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کیا تمہیں تمام باتوں کی تفصیل معلوم ہو چکی ہے۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ میرے آفس میں جا کر میرا انتظار کرنا میں کریم کو اپنے ایک واقف کے کلینک میں داخل کرا کے واپس آتا ہوں اور ہاں' جتنی جلدی ہو سکے اپنے چہرے کے میک اپ سے نجات حاصل کر لینا۔ راجو اس سلسلے میں تمہاری مدد کرے گا۔"

میں نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن ندیم اتنی دیر میں

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

گاڑی تھما کر جا چکا تھا۔ اس کی واپسی میں تقریباً ایک گھنٹہ لگا تھا۔ اتنی دیر میں میں نہ صرف اپنا میک اپ اتار چکا تھا بلکہ راجو نے میرے آتوبنگ کی صفائی میں بھی اتنی پھرتی اور مہارت سے کام لیا تھا کہ اب کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس سے حال میں کوئی گولی چلائی گئی ہوگی۔

"شہباز" تم اپنے اس دوست کو فون کرو جس کی گاڑی استعمال کی ہے۔" ندیم نے اندر داخل ہوتے ہی بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "اس سے کہنا کہ گاڑی صبح تک اسے واپس مل جائے گی۔"

"تم نے گاڑی کو کہاں چھوڑا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"اپنے خاص گیراج میں جہاں صبح تک اسے چمکا دیا جائے گا اور وہ سارے ممکنہ نشانات بھی ختم کر دیے جائیں گے جو تمہارے لیے کسی پریشانی کا سبب بن سکتے ہیں۔"

میں نے ندیم سے اس معاملے میں بحث کرنی مناسب نہیں سمجھی ریسیور اٹھا کر اپنے واقف کار کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ میں نے اس سے وہی کچھ کہا جس کا مشورہ ندیم نے دیا تھا۔ ان نشانات کا صاف کرنا بہرحال ضروری تھا جو کریم کی انگلیوں یا رکی کی پنڈلی سے بہتے ہوئے خون کے سبب پیدا ہوئے ہوں گے۔ میں نے ریسیور رکھا تو ندیم نے راجو کی جانب دیکھا جو اندر داخل ہو رہا تھا۔

"رکی کے زخم کی صورت حال کیا ہے؟"

"گولی گوشت پھاڑتی نکل چکی ہے اس لیے خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔" راجو نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "میں نے مناسب جراحی کرنے کے بعد اس کی مرہم پٹی کر دی ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہفتہ دس دن میں چلنے کے قابل ہو جائے گا۔"

"رکھا کہاں ہے؟"

"نمبر نو میں۔" راجو نے کوئی مخصوص کوڈ استعمال کیا تھا۔

"گڈ۔" ندیم نے کہا پھر بولا۔ "تم اب یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ پولیس حرکت میں آچکی ہے یا ابھی تک اسے حادثے کی اطلاع نہیں ملی۔"

"ٹھیک ہے۔" راجو نے فرماں برداری سے جواب دیا پھر الٹے قدموں باہر چلا گیا تو ندیم نے مجھ سے کہا۔ "کریم کے بارے میں اگر تم سے کوئی پوچھ گچھ کرے تو یہی کہنا کہ وہ دس روز کی چھٹی لے کر گیا ہے۔"

"اس کے زخم کی کیا کیفیت ہے؟" میں نے اثبات میں سر کو جنبش دینے کے بعد دریافت کیا۔

"زخم کاری ہے۔ ڈاکٹر نے فوری طور پر اسے دو تین انجکشن لگائے ہیں جس سے وہ آرام کی نیند سو سکے گا اور سپٹک کے اندیشے سے بھی محفوظ رہے گا۔"

"اگر وہ بروقت سامنے نہ آجاتا تو۔"

"شاید تم اس وقت اپنی حماقت پر ماتم کرنے کے لیے بھی زندہ نہ ہوتے۔" ندیم نے میرا جملہ کاٹا پھر تھوڑے توقف سے پوچھا۔ "تمہیں یہ اطلاع کس نے دی تھی کہ رکی سرفراز گورسن کی رہائش گاہ پر مل سکے گا۔"

"کیوں کیا تمہیں اس کا علم نہیں تھا؟"

"نہیں۔" ندیم نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ "میرے پاس ابھی تک رکی کے بارے میں صرف یہی اطلاع تھی کہ اسے سرفراز گورسن ہی نے کہیں پناہ دے رکھی ہے۔"

"گویا میں تم سے بازی لے گیا۔" میں فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"راجو چاہتا تو تم سے پہلے رکی کو دبوچ لیتا۔" ندیم نے جواب دیا۔ "تم جس وقت کی ہول سے آنکھ لگائے بیٹھے تھے اس وقت راجو دوسری طرف موجود تھا۔"

"آئی سی۔ تو آج کل تمہارے کارندوں نے بھی میری انگلی پکڑ کر چلنا سیکھ لیا ہے۔"

"تمہیں رکی کے بارے میں کس نے اطلاع دی تھی؟" ندیم نے پہلو بدل کر سوال کیا۔

"سوری۔" میں نے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ "کسی مخبر کا نام بتانا ہمارے اصول کے خلاف ہے۔"

"کاکا؟"

"ہو بھی سکتی ہے۔"

ندیم نے مجھے غور کر دیکھا پھر کچھ سوچنے لگا۔

"تم نے ایک عرصے سے مجھے پانڈے اور زرلی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" میں نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔

"یہ اچانک اس وقت تمہیں پانڈے کس طرح یاد آگیا؟" ندیم نے دوبارہ چونک کر میری جانب دیکھا۔

"کیوں؟ کیا پانڈے کی خیریت معلوم کرنا میرے لیے کوئی قابل اعتراض بات ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"فکر مت کرو پانڈے جہاں بھی ہے خیریت سے ہے۔"

"کیا اس نے وہ بند لفافہ ابھی تک تیار نہیں کیا جو وہ اپنی موت کے بعد میرے ذریعے پولیس تک پہنچانے کا خواہش مند تھا۔"

"میں نے ایک بار ذکر کیا تھا مگر وہ بڑی خوب صورتی سے ٹال گیا۔ شاید وہ کوئی ایسی ہی اہم بات ہے جسے وہ براہ راست پولیس تک پہنچانا چاہتا ہے۔ لفافہ ہمارے حوالے کرنے کے بعد تیر کمان سے نکل جائے گا۔ میرا مطلب ہے کہ ہم اس اہم اطلاع کو معلوم کرنے کی خاطر وہ لفافہ کھول کر پڑھ بھی سکتے ہیں۔"

"کیا میں پانڈے سے فون پر بات کر سکتا ہوں؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کورٹ مارشل

طارق اسمٰعیل ساگر ---------

★ ہمارے ملی گناہوں کی مستند پوسٹ مارٹم رپورٹ

★ جس میں پاکستانی سیاست کے اندر اور باہر کی کہانی لکھی گئی ہے۔

★ چونکا دینے والے حقائق اور لرزا دینے والی سچائیاں۔

★ پاکستان سے محبت کرنے والوں کے لئے ایک وطن دوست کا بہترین تحفہ۔

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

قیمت 200/-

آخری گناہ کی مہلت

★ --------- طارق اسمٰعیل ساگر

★ معروف ناول نگار اور مستند صحافی کے قلم سے معاشرتی کہانیوں کا خوبصورت مجموعہ

★ معاشرتی منافقتوں کا پوسٹ مارٹم

★ مدتوں یاد رہنے والی تحریریں

★ اس کتاب کا مطالعہ آپ پر سوچ کی نئی راہیں منکشف کرے گا۔

قیمت: -/150 روپے

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

جواب میں ندیم نے اپنا موبائل اٹھا کر کوئی نمبر ڈائل کیے پھر ایک دو کوڈ نمبر پاس ورڈ کی طرح استعمال کیا پھر موبائل میری طرف بڑھا دیا۔ دوسری طرف سے پانڈے ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔

"میں شہباز بول رہا ہوں۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بڑے بھاگ ہمارے۔ آپ نے ہمیں یاد تو کیا۔" پانڈے کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔" میں نے بہانہ بنایا۔ "آج ہی واپسی ہوئی ہے اور اب میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں۔"

"اوہ۔ ہم سمجھے کہ شاید آپ نے ہمیں بھلا دیا۔"

"مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے۔" میں نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"آپ حکم دیں۔"

"آپ نے کوئی بند لفافہ پولیس تک پہنچانے کی بات کی تھی؟"

"ہاں لیکن اب میں نے نرمل کے سمجھانے سے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا ہے۔" وہ جلدی سے بولا۔ "میں نہیں چاہتا کہ میری موت کے بعد کسی کو بلاوجہ کیچڑ میں گھسیٹا جائے۔"

"کیا اس بات کا تعلق آپ کے کسی ویک پوائنٹ سے ہے۔" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"کیا فائدہ شہباز صاحب۔ جب نرمل ہی نہیں چاہتی تو میں بھی اس بات کو زبان تک نہیں لانا چاہتا۔"

"سمجھ گیا۔" میں نے اندھیرے میں تیر چلانے کی کوشش کی۔ "اس بات کا تعلق گویا آپ کی [illegible] تھی۔"

"یہ بتائیے آپ کب آ رہے ہیں؟" پانڈے نے میری بات ٹالنے کی کوشش کی۔

"ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔ جیسے ہی کوئی موقع ملا۔ آپ تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔" میں نے اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد رابطہ منقطع کر دیا پھر موبائل ندیم کی طرف بڑھا دیا۔ ندیم گفتگو کے دوران بھی میرے چہرے کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پانڈے کے سلسلے میں وہ کچھ زیادہ ہی محتاط نظر آ رہا تھا۔ میں چاہتا تو اسے جنتی کی فراہم کردہ اطلاع کی بنیاد پر شاہد اور شہ زور یا نندوری کے متعلق بتا سکتا تھا لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ میں ذاتی طور پر اسے ہینڈل

ایک تاریخ ۔۔۔ ایک ناول

صاحبِ طرز ادیب اسلم راہی ایم۔ اے کا شاہکار ناول

ابلیکا

جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک دنیا کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔

سات جلدوں میں پیش کی جا رہی ہے۔

قیمت حصہ اول	200/-
قیمت حصہ دوم	250/-
قیمت حصہ سوم	250/-
قیمت حصہ چہارم	300/-
قیمت حصہ پنجم	300/-
قیمت حصہ ششم	300/-
قیمت حصہ ہشتم	300/-

مکتبہ القریش

اردو بازار۔ لاہور 2

کرنے کا خواہش مند تھا۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان جو بات کسی اور سے کہنا چاہتا ہے وہ ازخود ٹیلی پیتھی کے ذریعے دوسرے کے ذہن تک پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت بھی کچھ ایسا ہی اتفاق ہوا تھا۔ انٹرکام پر ندیم نے کسی سے بات کرنے کے بعد کہا تھا کہ۔ "اسے اندر بھیج دو۔" پھر جو شخص اندر داخل ہوا وہ صورت شکل کے اعتبار ہی سے خاصا جغادری نظر آ رہا تھا۔ نووارد نے میری موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے دبی زبان میں ندیم سے کہا۔

"باس۔ میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"بات بہت ہی اہم نوعیت کی ہے اس لیے۔" اس نے کچھ کہتے کہتے رک کر دوبارہ میری جانب دیکھا۔ شاید وہ ایسی ہی کوئی اہم بات تھی جسے وہ کسی تیسرے شخص کی موجودگی میں زبان تک لانے سے گریز کر رہا تھا۔

"یہ میرے دوست مسٹر شہباز خان ہیں۔"

"اوہ۔" وہ میرا نام سن کر چونکا پھر جلدی ہی اپنے اوپر قابو پاتے ہوئے بولا۔ "یہ نام میں پہلے بھی سن چکا ہوں۔"

"تم مجھ سے کوئی اہم بات کرنا چاہ رہے تھے؟"

"جی ہاں۔" اس نے اپنی توجہ ندیم کی جانب مبذول کر دی۔ "میرا مشورہ ہے کہ مریض کو کسی دوسرے اسپتال میں منتقل کر دینا بہتر ہوگا۔"

"کوئی خاص وجہ؟" ندیم نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"کچھ عمر رسیدہ مگر گھاگ قسم کے گدھ آج کل اسپتال کے گرد منڈلاتے دیکھے جا رہے ہیں۔"

"یہ اطلاع مجھے مل چکی ہے۔" ندیم نے اس بار بے پروائی سے جواب دیا پھر دوبارہ سنجیدگی اختیار کر لی۔ "تمہیں کسی نے یہاں آتے دیکھا تو نہیں؟"

"جی نہیں۔" اس نے ٹھوس اور بااعتماد انداز میں جواب دیا۔ "میں نے یہاں تک پہنچنے میں جو طریقہ کار اختیار کیا تھا وہ اتنا آزمودہ تھا کہ تعاقب کرنے والا کوئی سایہ بھی میری نگاہوں سے نہیں بچ سکتا تھا۔"

میں اس شخص کو کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ کوئی ایسی بات ضرور تھی جس کی وجہ سے میرے ذہن میں سرخ بتی نے جلنا بجھنا شروع کر دیا تھا۔ میری چھٹی حس گواہی دے رہی تھی کہ نووارد کوئی قابل اعتماد نہیں ہو سکتا۔

"ٹھیک ہے۔" ندیم نے اسے تاکید کی۔ "واپسی میں بھی اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی سایہ تمہاری نقل و حرکت کی نگرانی تو نہیں کر رہا۔"

"میرا نام شہ زور ہے باس جو اپنے جسم کے ہر حصے پر ایک چور نگاہ رکھتا ہے۔"

شہ زور نے خود ہی میری مشکل حل کر دی۔ میری چھٹی حس میں جو شبہ تھا وہ دور ہو چکا تھا۔ جس شخص نے ندیم کے اعتماد سے دھوکا کیا تھا وہ اس وقت میرے سامنے موجود تھا۔ لیڈی مکارنس نے یہی کہا تھا کہ وہ شہ زور کا نام کبھی ظاہر نہ کرتی لیکن اس کا علم بتا رہا تھا کہ غدار کے دن اب گنے چنے رہ گئے ہیں۔ شاید لیڈی مکارنس نے ٹھیک ہی کہا۔ شہ زور کا نام سنتے ہی میرے اندر ایک سنسنی سی پھیل گئی تھی۔ اس نے کوڈ ورڈ میں جس مریض کا ذکر کیا تھا وہ پانڈے کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ شاید طاغوتی قوتیں اس دائرے کو توڑنے میں ناکام ہو چکی تھیں جو پانڈے کے بنگلے کے گرد قائم کیا گیا تھا۔ اب انہوں نے اپنی کامیابی کی خاطر ایک جال بچھانے کی کوشش کی تھی۔ وہ پانڈے اور نرمل کو کسی طرح اس دائرے سے باہر لانا چاہتے تھے پھر شہ زور واپسی کے لیے پلٹا تو میں خاموش نہ رہ سکا۔

"ون منٹ۔" میں نے اسے روکتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "کیا تم نے رکی کا نام بھی سنا ہے؟"

"یس سر۔" شہ زور نے جواب دیا۔ "وہ باس کے ڈر سے کسی چوہے کے بل میں چھپ گیا ہے لیکن۔"

"کیا تم رکی سے ملنا پسند کرو گے۔"

"جی۔ میں سمجھا نہیں۔"

"رکی اب ہمارے قبضے میں آ چکا ہے۔ کیا تم ایک نظر اس کا دیدار کرنا پسند کرو گے؟"

ندیم میری بات سن کر جھلا گیا تھا۔ شاید اسے مجھ سے اس حماقت کی توقع نہیں تھی جو میں نے رکی کا تذکرہ کر کے کی تھی۔

"کل اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔" شہ زور نے حقارت سے جواب دیا۔ "ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ وہ آخر شے کیا ہے۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ندیم مجھے روکنا چاہتا تھا لیکن میں نے اشارے سے منع کر دیا پھر ہم تینوں ہی زمین دوز کمروں میں سے ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں اس وقت راجو کے علاوہ داڑھی مونچھ والا وہ پراسرار شخص بھی موجود تھا جسے میں پہلے بھی کئی موقعوں پر دیکھ چکا تھا۔ اس وقت بھی وہ خوش پوش نظر آ رہا تھا۔ شہ زور نے ان دونوں کو ہاتھ ہلا کر وش کیا۔ ندیم ابھی تک مجھے بڑی تنقیدی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم رکی سے پہلے بھی کبھی ملے؟" میں نے شہ زور سے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے کبھی دیکھا ہو لیکن ٹھیک سے یاد نہیں۔" اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ خود میں ہی رکی ہوں تو؟"

"آپ شاید مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"میرا خیال ہے کہ ہمارے درمیان ابھی تک کوئی ایسا رشتہ قائم نہیں ہوا۔ آیندہ کیا ہوگا اسے ہم دونوں یقین سے نہیں کہہ سکتے۔" میں بدستور سنجیدہ تھا۔ "ویسے باس دے ویسے تمہیں اس بات کا یقین کس طرح ہو گیا کہ میں رکی نہیں ہو سکتا۔"

"باس نے آپ کا نام شہباز خان بتایا تھا۔" شہ زور نے پہلی بار قدرے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"وہ تمہیں دھوکہ دینے کی خاطر کہا تھا۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں ہی رکی ہوں جو اب تمہارے باس کے لیے کام کرنے پر آمادہ ہو گیا ہوں۔"

"باس۔" شہ زور نے ندیم کی سمت دیکھا۔ "کیا یہ درست ہے؟"

"مجھ سے نگاہ ملا کر بات کرو شہ زور۔" میں نے اس بار اپنا آٹومیٹک نکال کر اس کا نشانہ لیتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "کیا تم اب بھی نہیں سمجھ سکے کہ میں نے رکی کا نام لے کر تمہیں قید خانے تک لانے کی کوشش کیوں کی ہے۔"

ندیم نے پھر بولنے کی کوشش کی لیکن میں نے دوبارہ اسے اشارے سے روک دیا۔ راجو اور نوجوان داڑھی مونچھ والا بھی آٹومیٹک میرے ہاتھ میں دیکھ کر اپنی اپنی جگہ محتاط ہو گئے تھے۔ شہ زور کی کیفیت قدرے مختلف تھی۔ وہ آٹومیٹک میرے ہاتھ میں دیکھ کر بوکھلا گیا تھا لیکن پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پانے میں بھی بہت پھرتی کا مظاہرہ کیا اور ندیم کی طرف وضاحت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"باس۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

"صرف مجھ سے بات کرو شہ زور۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔ "تمہاری زندگی کا دارومدار اس وقت میری انگلی کے ایک معمولی سے دباؤ پر منحصر ہے۔ لیکن کچھ لے دے کر معاملے طے بھی کیا جا سکتا ہے۔"

میرا آخری جملہ سن کر شہ زور کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔ شاید اب ... معاملے کی تہ تک پہنچ چکا تھا لیکن اس نے اپنی ہار نہیں مانی۔ کچھ دیر ہونٹ چباتا رہا پھر سپاٹ لہجے میں بولا۔

"میں شہ زور کے نام سے یاد کیا جاتا ہوں اور ... باس کے علاوہ میں کسی اور کا جواب دہ بھی نہیں رہا۔"

"غلطی تھی۔" میں نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "یہ لاسٹ چانس ہے۔ بولو ... کیا تمہیں منظور ہے۔"

"ہم ... میں ... نہیں سمجھ سکا کہ آپ کس قسم کی پراسرار باتیں کر رہے ہیں۔"

"بھوشن کا نام سنا ہے کبھی۔" میرا لہجہ پھر کرخت ہو گیا۔

"جی ہاں ... لیکن ... " بھوشن کے نام پر شہ زور نے

اسلم راہی ایم-اے

کے تاریخی ناول

سراج منیر (اول و دوئم)	500/-
طارق بن زیاد	200/-
مقدس دیوداسی	175/-
سرابوں کے صحرا	200/-
رقص درویش	300/-
دشت کے بھیڑیے	250/-
غرناطہ کا چوپان	300/-
شیر شاہ سوری	300/-
سندھ کا سورما	250/-

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

ہکلانا شروع کر دیا۔

"بکواس نہیں۔" میں نے سفاک انداز میں کہا۔ "شرافت سے اگل جاؤ ورنہ مجھے تمہاری موت پر کوئی افسوس نہیں ہوگا۔"

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

"بھوشن نے تمہاری وفاداری کو کتنے داموں میں خریدا

ہے؟"

"یہ سراسر جھوٹ ہے۔" اس نے احتجاج کرنے کی کوشش کی۔

"کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ تم نے براہ راست بھوشن کو فون کر کے اس سے معاوضہ کی بات طے کی تھی اور اب اسی کی مرضی پر تم مریض کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کا مشورہ دینے آئے تھے۔"

"راجو۔" ندیم نے معاملے کی سنگین صورت حال کو بھانپتے ہوئے راجو کی طرف دیکھا۔ "تم اس غدار کی زبان کھلوانے کے لیے جو طریقہ چاہو اختیار کر سکتے ہو۔"

"ون منٹ۔" میں نے راجو کو بدلے ہوئے تیور کے ساتھ شہ زور کی طرف بڑھتا دیکھ کر کہا پھر شہ زور سے بولا۔ "تمہارے ساتھ رعایت ہو سکتی ہے لیکن ایک شرط پر۔ ان عمر رسیدہ اور کھاگ قسم کے آتو خور گدھوں کی نشاندہی کر دو جو جتول تمہارے اسپتال کے ارد گرد منڈلا رہے ہیں۔"

"نہیں۔" شہ زور نے ہذیانی انداز میں جواب دیا۔ "مجھے معلوم ہے کہ باس کی ڈکشنری میں غدار کی سزا صرف موت درج ہے لیکن میرا نام شہ زور ہے۔ میں تمہارے فریب میں نہیں آؤں گا۔ جو سزا تم مجھے دو گے وہ بہت اذیتناک ہوگی اس لیے ..." وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر مسکرایا پھر اس طرح منہ چلانے لگا جیسے کسی چیز کو چبانے کی کوشش کر رہا ہو پھر اچانک وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگے۔ شاید اس نے پہلے سے کوئی زہریلا کیپسول منہ کے اندر چھپا رکھا تھا جو اپنا اثر تیزی سے دکھا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی جلد کی رنگت نیلی پڑ گئی۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی اور خلاف توقع ہوا کہ کوئی بھی شہ زور کو موت کے چنگل سے نہیں نکال سکا۔

ندیم نے مجھے بہت غور سے دیکھا پھر میرے قریب آ کر بولا۔ "اگر تم اپنے شک کا اظہار کر دیتے تو میں اس کی زبان کسی اور طریقے سے بھی کھلوا سکتا تھا۔"

"قدرت کو شاید یہی منظور تھا کہ یہ اپنی سزا خود تجویز کرے۔ اس میں بندہ کیا کر سکتا ہے۔" میں نے بڑی معصومیت سے جواب دیا پھر آٹومیٹک بغلی ہولسٹر میں واپس رکھ لیا۔ ندیم نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ہم دونوں اوپر آ گئے۔ ندیم کسی گہری سوچ میں مستغرق نظر آ رہا تھا۔

رات کو کیسینو سے ہماری واپسی بھی ایک ساتھ ہی ہوئی لیکن اس دوران بھی ندیم نے مجھ سے مسز فرگوسن یا شہ زور کے سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ ہمارے درمیان بس ادھر ادھر کی گفتگو ہوتی رہی۔

※

صبح خلاف توقع ندیم مجھے ناشتے کی میز پر نظر نہیں آیا۔ رات کو جلدی ہی وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ رکی اور شہ زور کے سلسلے میں مجھے ضرور کریدے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ڈنر ٹیبل پر وہ حسب معمول نسیم اور عارفہ سے ہنس ہنس کر بات کر رہا تھا لیکن اس وقت بھی میں نے یہی محسوس کیا تھا کہ وہ کسی ذہنی سوچ میں غرق ہے۔ بہرحال صبح میں نے نسیم سے اس کے بارے میں پوچھا تو نسیم نے یہی بتایا کہ وہ کسی ضروری کام سے منہ اندھیرے ہی اٹھ کر چلا گیا تھا۔ وہ ضروری کام کیا تھا؟ مجھے اس کے بارے میں اب تشویش لاحق تھی۔ دفتر پہنچنے کے بعد میں نے خود کو کام میں مصروف کرنا چاہا لیکن میرے ذہن میں رہ رہ کر ندیم کا خیال ابھر رہا تھا۔ رکی کی زندہ گرفتاری اور شہ زور کی غداری نے اسے چونکا دیا تھا۔ شاید وہ اسی سلسلے میں کہیں مصروف کار ہو سکتا تھا۔ میں نے دوپہر کو اسے کیسینو فون کیا لیکن منیجر نے یہی جواب دیا کہ وہ صبح سے کیسینو بھی نہیں پہنچا۔

ہماری لسٹ پر اب صرف ایک ہی اہم کام باقی رہ گیا تھا۔ بھوشن کی موت۔ اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میری پریشانی بڑھ گئی۔ میں نے سوچا۔ کہیں ندیم نے اس معرکے کو سر کرنے کی خاطر تو خطرات میں چھلانگ نہیں لگا دی۔ اس خیال نے میری الجھن میں مزید اضافہ کر دیا۔ بھوشن کو مار لینا اتنی آسان بات نہیں تھی۔ مارگریٹ کی گمشدگی اور میجر نصیر کے چیک پوسٹ پر ہونے والے دھماکے نے پہلے ہی بھوشن کو محتاط کر دیا تھا۔ کالکا کی باتوں سے بھی میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اب بھوشن تک ہماری رسائی اتنی آسان نہیں رہی جتنی پہلے تھی۔ رکی کے اغوا اور مسز فرگوسن کی موت نے یقیناً بھوشن کے لیے جلتی پر تیل کا کام کیا ہوگا۔ ایسی صورت میں اگر ندیم نے بھوشن کے خلاف کسی اقدام کا پروگرام مرتب کر لیا تھا تو وہ انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ میں ابھی ذہن میں ابھرنے والے ان ہی پریشان کن سوالات کے ہجوم میں بھٹک رہا تھا جب فون کی گھنٹی بجی اور میں نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ کال ندیم کی ہوگی لیکن دوسری جانب سراج تھا۔

"میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں۔"

"کوئی خاص بات؟" میں نے بے پروائی سے دریافت کیا۔

"کیا آپ مسز فرگوسن کے نام سے واقف ہیں؟"

"جی نہیں لیکن ..."

"بظاہر وہ آپ کے دفتر کے قریب ہی ایک بیوٹی پارلر چلا رہی تھی لیکن اندر ہی اندر اس نے اپنی جڑیں خاصی دور تک پھیلا رکھی تھیں۔"

"یہ اطلاع بھلا کیا اہم ہو سکتی ہے۔" میں نے الفاظ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "اس شہر میں ہزاروں آدمی ایسے ہوں گے جن کے ہاتھ دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور یہ بھی

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

ظاہر ہے کہ وہ ان تعلقات کی بنیاد پر اپنے بہت سارے جرائم کی پردہ پوشی میں بھی کامیابی حاصل کر چکے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ پولیس کو یقینی طور پر اندازہ ہو کہ ان جرائم کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے لیکن یا تو ان جرائم کو کسی نہ کسی دباؤ کے تحت رسمی تفتیش کے بعد ختم کروا دیا گیا یا پھر کاغذات کی خانہ پری اور پولیس کی کارکردگی میں چار چاند لگانے کی خاطر ایسے بے گناہ لوگوں کو گرفتار کرا لیا گیا جن کے فرشتوں کو بھی اس جرم کے بارے میں کوئی علم نہیں رہا ہوگا۔"

"صرف پولیس پر ہی اس کی ذمے داری عائد نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی عالی عدالت کی اہم ترین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے بڑے بڑے نامور جج صاحبان بھی ایسے فیصلے لکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جن پر ان کا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا لیکن گواہوں اور دستاویزی ٹھوس ثبوت کی بنیاد پر وہ مجرم کو بے گناہ اور بے گناہ کو مجرم گرداننے پر مجبور ہوتے ہیں۔" سراج نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "جرائم کی دنیا کی بیخ کنی کرنے میں پولیس اور عدالت دونوں کے ذمے دار اہل کار بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان دونوں محکموں میں انسانی جذبات کے بجائے دلائل کی دو ٹوکی کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ انصاف کا پلڑا انھی کے حق میں جھکتا ہے جدھر اوزان زیادہ ہوتے ہیں۔ شاید اسی لیے بڑے بڑے مفکرین اور دانشوروں نے قانون اور انصاف کو اندھا قرار دیا ہے۔"

"آپ کسی مسز فرگوسن کی بات کر رہے تھے؟" میں نے اصل مقصد کی جانب آتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔" سراج نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری اطلاع کے مطابق وہ بھی بھوشن کے لیے کسی مخصوص ایجنٹ کا کردار ادا کر رہی تھی۔"

"تھی سے آپ کی کیا مراد ہے؟" میں نے پوچھا۔

"گزشتہ رات کسی نے اسے اس کی خواب گاہ میں گولی ماردی۔" سراج نے مختصر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "جائے واردات پر کچھ ایسے ثبوت بھی پائے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسز فرگوسن کی موت کے ساتھ ساتھ کوئی اور بھی زخمی ہوا ہے لیکن وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔"

"آپ کی ذاتی رائے اس واردات کے بارے میں کیا ہے؟"

"میں بغیر ثبوت کے کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتا۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ خود بھوشن ہی نے یہ ڈراما رچایا ہو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"ریس کے کچھ گھوڑے اتنے قیمتی ہوتے ہیں کہ اوسط درجے کا آدمی ان کی قیمت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ان کے ریکارڈ میں بھی کہیں نمبر تو نہیں ہوتا لیکن اگر وہ کسی حادثے کی وجہ سے ریس میں حصہ لینے کے لیے قابل نہ رہیں تو انھیں گولی ماردی جاتی ہے۔ کچھ اسی قسم کا رواج ہمارے جرائم کی دنیا میں بھی ہے۔ کبھی کبھی جو افراد کسی گینگ لیڈر کی نگاہوں میں سب سے اونچا مقام رکھتا ہے اسے بھی ایک ایسی معمولی غلطی کی وجہ سے راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے جو پولیس کے لیے بڑی کارآمد ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مسز فرگوسن بھی کسی ایسی ہی غلطی کی مرتکب ہو گئی ہو جس کے بعد اس کا ختم ہو جانا بھی بھوشن کے لیے کارآمد ہو سکتا تھا۔"

"صرف بھوشن ہی کیوں؟" میں نے سراج کو الجھانے کی خاطر کہا۔ "اگر آپ کے بیان کے مطابق مقتولہ کی جڑیں اونچے حلقوں میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں تو کوئی اور بھی اس کے قتل کا ذمے دار ہو سکتا ہے۔"

"اس بات کے امکانات کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔"

"یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دل جلے عاشق نے مرنے والی سے کوئی پرانا حساب چکانے کی کوشش کی ہو۔"

"بہت کچھ ممکن ہے لیکن میرا ذہن مسز فرگوسن کی موت میں کسی نہ کسی زاویے سے بھوشن کی شخصیت کے ملوث ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔"

"اس کی کوئی خاص وجہ بھی ضرور ہوگی۔"

"سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس حادثے کی اطلاع مجھے کسی نامعلوم شخص کی جانب سے فون پر موصول ہوئی تھی۔"

"کیا بھوشن ایسی حماقت کر سکتا ہے؟"

"ہو سکتا ہے اس نے جان بوجھ کر کیس کو الجھانے کی خاطر ایسا کیا ہو۔"

"شاید۔" میں نے کہا پھر بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "لیکن مسز فرگوسن کے قتل کی اطلاع بھلا میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہے؟"

"کیوں۔ کیا آپ ایک دوست ہونے کے ناتے اس معاملے میں میری کوئی مدد نہیں کر سکتے؟"

"میں سمجھا نہیں؟" میں نے محتاط لہجہ اختیار کیا۔

"مجھے کسی ایسے قابل اعتماد ڈرائیور کی ضرورت ہے جس پر میں مکمل بھروسا کر سکوں۔" سراج نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ "کیا آپ دو چار دنوں کے لیے اپنے ڈرائیور کو میری خاطر اسپیئر کر سکتے ہیں؟"

"اگر معاملہ اتنا ہی اہم ہے تو میں خود حاضر ہوں۔" میں نے سنبھل کر جواب دیا۔ ڈرائیور کے حوالے نے مجھے چونکا دیا تھا۔

"بہت بہت شکریہ مائی ڈیر شہباز صاحب لیکن آپ کا ڈرائیور میرے لیے زیادہ مناسب رہے گا۔ اس لیے کہ لوگوں کو میرے اور آپ کے تعلقات کا علم ہے جبکہ آپ کے ڈرائیور

کے سلسلے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔"

کریم کے حوالے اور سراج کی سنجیدگی نے میرے ذہن میں بے شمار شبہات کو ہوا دی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ اس میں بھی کاکا کے پراسرار وجود کو دخل رہا ہو۔ وہ کسی بھی شخص کو ذہنی طور پر مجبور کر سکتی تھی کہ وہ مسز فرگوسن کے قتل کی اطلاع سراج تک پہنچا دے۔ اسی شخص نے کاکا کی ناپاک کالی قوتوں کے زیر اثر کریم کے سلسلے میں بھی پولیس کے کانوں میں زہر اگلا ہوگا۔ ندیم نے گزشتہ رات ہی کریم کو زخمی حالت میں اپنے کسی واقف کار کے پرائیویٹ کلینک میں داخل کرا دیا تھا جس کی اطلاع مجھے بھی نہیں تھی کہ وہ کلینک شہر کے کس علاقے میں اور کہاں واقع ہے۔

"آپ نے اپنی درخواست پیش کرنے میں ذرا دیر کر دی۔" میں نے بظاہر دوستانہ انداز میں ندیم کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہا۔ "میرا ڈرائیور کل ہی دس روز کی رخصت لے کر جا چکا ہے۔"

"اور کل رات ہی کسی نے مسز فرگوسن کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔" سراج نے کاٹ دار انداز میں جواب دیا پھر جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔ "اور سنائیے آج کل آپ کا کاروبار کیسا چل رہا ہے۔"

"جس طرح دنیا کا کاروبار چل رہا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہر کاروبار میں نشیب و فراز تو آتے ہی رہتے ہیں۔" میں نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ میں آج یا کل کسی وقت آپ کے ساتھ کسی وقت ایک کپ مزیدار اور گرما گرم کافی پینے کے لیے حاضر ہوں۔"

"آپ جب چاہیں بڑے شوق سے آ سکتے ہیں۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سنائی دی تو میں نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ سراج نے محض رسمی طور پر کریم کا ذکر نہیں کیا ہوگا۔ مسز فرگوسن کی موت کی اطلاع دینے والے نے کریم کا ذکر بھی ضرور کیا ہوگا لیکن اگر وہ حرکت کاکا ہی کی تھی تو کریم کے بارے میں یہ بھی ضرور جانتی ہوگی کہ وہ کس کلینک میں داخل ہے پھر ایسی کیا مصلحت تھی جو اس نے سراج کو اس کلینک کے سلسلے میں کوئی اشارہ نہیں دیا تھا۔ میں ابھی ان سوالات کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ حسنہ کمرے میں داخل ہوئی اور میرے خیالات کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا۔ حسنہ کی شخصیت بھی میری نگاہوں میں پراسرار ہوتی جا رہی تھی۔ مسز فرگوسن کے سلسلے میں اس نے کیا پیش گوئی کی تھی کہ اگر رات کے نو بجے کے بعد میں وہاں پہنچوں تو کسی مزاحمت کا سامنا نہیں درپیش آئے گا۔ ابھی کچھ ایسا ہی تھا لیکن حسنہ کو اس بات کا یقین کس طرح ہو گیا تھا؟ کیا وہ بھی کاکا اور لیڈی مکلارنس کی طرح پراسرار اور ناقابل یقین قوتوں کی مالک تھی؟ اگر ایسا تھا تو وہ خود بھی اپنے دشمنوں کو ہلاک کر سکتی تھی؟ میری ضرورت اس نے کس لیے محسوس کی تھی؟

"میں مخل تو نہیں ہوئی؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بڑی بے تکلفی سے میرے سامنے بیٹھ گئی۔ آج خلاف توقع وہ خود کو لیے دیے نظر آ رہی تھی۔

"ابھی ایک لمحہ پہلے ڈی ایس پی سراج کا فون آیا تھا۔" میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی اہم اطلاع؟" اس نے سادگی سے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے اسے مختصراً تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ سراج کو کسی طرح اس بات کی اطلاع مل گئی ہے کہ کریم بھی۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" حسنہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے بڑے اطمینان سے بولی۔ "سراج صاحب وہاں تک نہیں پہنچ سکتے جہاں آپ کے دوست نے کریم کو علاج کی خاطر داخل کرایا ہے۔"

"آپ یہ بات اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتی ہیں؟" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"بالکل اسی طرح جس طرح میں نے آپ کو رکی اور مسز فرگوسن کے بارے میں یقین دلایا تھا کہ رات نو بجے کے بعد آپ ان پر آسانی سے قابو پا سکتے ہیں۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

"میرا خیال ہے کہ کریم کے بارے میں کسی پراسرار اور نادیدہ قوت نے پولیس کو مخبری کی ہوگی۔" میں نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔" وہ بے پروائی سے بولی "آپ کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔"

"کریم اب میرا محسن ہے۔" میں نے پہلو بدل کر کہا۔ "اگر وہ بروقت میرے اور رکی کے درمیان نہ آ جاتا تو رکی کا پھینکا ہوا خنجر میرے وجود کو چاٹ بھی سکتا تھا۔"

"لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جانتے ہیں کیوں؟" وہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔

"کیوں۔" میں نے وضاحت چاہی۔

"اس لیے کہ ابھی آپ کو میری خاطر ایک دو کام اور انجام دینے ہیں۔"

"تو گویا کریم آپ کی وجہ سے۔"

"یہ میں نے کب کہا۔" وہ تیزی سے بولی۔ "آپ اوپر والے کو کیوں بھول رہے ہیں جس کے بغیر کوئی پتا بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"میں آپ کو کیا سمجھوں؟"

"کس سلسلے میں؟"

"یہی کہ آپ نے جو پیش گوئی کی تھی اسے کاکا کی پراسرار قوت بھی نفی نہیں کر سکی۔" میں نے حسنہ کو کاکا کی گندی قوتوں کے بارے میں کچھ تفصیل سے آگاہ کیا۔ وہ توجہ سے میری بات سنتی رہی، میں خاموش ہوا تو اس نے کہا۔

"دنیا میں بے شمار ایسی سپاورز موجود ہیں جو ایک دوسرے کو اپنی اپنی قوت کے بل بوتے پر تباہ و برباد کر دینے کی دھمکیاں دیتی رہتی ہیں لیکن وہ اس آگ میں کودنے میں پہل بھی نہیں کرتیں۔ شاید اس لیے کہ جب آگ بھڑکتی ہے تو وہ اپنے اور پرائے کی تمیز نہیں کرتی جو بھی اس کی زد میں آتا ہے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر بن جاتا ہے۔"

"میں آپ کی بات سے کیا مطلب اخذ کروں۔"

"میں نے کوئی ایسی مشکل بات تو نہیں کی۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔ "اس کا علم کوئی بھی لگا سکتا ہے کہ جب دو سپاور ٹکراتی ہیں تو دونوں ہی کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے اگر صرف ایک تباہی کا شکار ہو تو پھر اس دنیا میں دو قوتوں یا اس سے زیادہ کا وجود بھی نہ ہوتا۔"

"آئی سی۔" میں نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگانے کی کوشش کی۔ "گویا آپ بھی خود کو کاکا کے مقابلے میں ایک سپاور سمجھ رہی ہیں۔"

"جی نہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "میں کوئی سپاور نہیں ہوں لیکن کبھی کبھی انتقام کی آگ جب شعلوں کا روپ اختیار کر لیتی ہے تو پھر انسان کے سامنے ایک ہی مقصد باقی رہ جاتا ہے۔ دشمن کی موت۔"

"آپ کے اپنا دشمن سمجھ رہی ہیں؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔ حسنہ نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن ندیم اسی وقت میرے آفس میں داخل ہوا تو اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا جلدی سے اٹھی اور ندیم پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے کترا کر باہر چلی گئی۔

"صبح سے میں کئی جگہ تمہاری تلاش کی خاطر جال پھینک چکا ہوں لیکن۔۔۔"

"یہ خاتون کون تھیں؟" ندیم نے میرا جملہ درمیان سے اچکتے ہوئے کہا پھر میرے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ان خاتون کا نام حسنہ ہے اور یہ وہی ہیں جنہیں میں نے عارضی طور پر اپنا سیکریٹری مقرر کیا ہے۔"

"حسنہ کی سفارش کس نے کی تھی؟" ندیم نے بڑی گمبھیر سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"لیڈی مکلارنس نے۔" میں نے کچھ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "دوسری شکل میں شاید میں کسی اجنبی خاتون کو اس قدر خطرناک حد تک اپنے قریب آنے کا موقع دینے کی حماقت بھی نہ کرتا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے وہ لیڈی مکلارنس ہی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ تمہاری کاکا رانی نے تمہیں کوئی حسین فریب دینے کی کوشش نہیں کی۔"

"نہیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں لیڈی مکلارنس سے اس کی تصدیق کر چکا ہوں۔"

"آئی سی۔" ندیم نے کہا پھر یکلخت چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا رکی اور مسز فرگوسن کے بارے میں حسنہ ہی نے تمہیں انفارمیشن دی تھی؟"

"ہاں۔" میں نے اقرار کر لیا۔

"اور شہ زور کے بارے میں؟" ندیم نے تیزی سے دوسرا سوال کیا۔

"اس کے بارے میں لیڈی مکلارنس نے مجھے فون پر آگاہ کیا تھا۔ اسی نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر شہ زور کے دن گنے چنے نہ رہ گئے ہوتے تو وہ اس کی غداری کی نشاندہی کرنے سے گریز ہی کرتی۔"

"اس وقت تمہارے اور حسنہ کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی تھی۔" ندیم نے بدستور سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کوئی خاص نہیں۔" میں نے کہا۔ "ویسے تمہارے لیے ایک خاص اطلاع ہے میرے پاس۔" پھر میں نے سراج سے فون پر ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "سراج نے کھل کر کوئی بات نہیں کی لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح کریم کے زخمی ہونے کی اطلاع مل چکی ہے۔"

"ایسی صورت میں وہ براہ راست تمہیں فون کرنے کے بجائے کریم تک پہنچنے کی زیادہ کوشش کرتا۔"

"ہو سکتا ہے کہ اس نے کریم کی آڑ لے کر مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہو کہ اسے کسی طرح اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ گزشتہ رات میں کہاں تھا۔"

"بہرحال۔ میں تم کو اب سراج سے بھی محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔" ندیم نے کہا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اب تک تمہارے سراج صاحب کو جو اطلاع مل چکی ہو گی وہ ان کی کئی راتوں کی نیند اڑا دینے کی خاطر بہت کافی ہو گی۔"

"کیا۔ خاب۔" میں چونکا۔

"ایک ہی وقت میں کسی ایک علاقے میں دس بارہ آدمیوں کا قتل پورے شہر کو خوف و ہراس میں مبتلا کر دیتا ہے۔" ندیم نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم نے۔۔۔"

"میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنی شخصیت کی نمائش کرتا پھروں۔ میرے لیے جان نثار کارندے ہی بہت کافی ہیں۔"

"قتل کی واردات کس علاقے میں ہوئی ہے؟" میں نے ندیم کو تیز نظروں سے گھورا۔

"اسی علاقے میں جہاں پانڈے اور نرمل ایک بنگلے میں موجود ہیں۔" ندیم نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "تم ان عمر رسیدہ اور کھاگ قسم کے آدمخور گدھوں کو کیوں بھول رہے ہو جو شہ زور کی اطلاع کے مطابق اسپتال کے اردگرد منڈلا رہے تھے۔ اب کیا تم مجھ سے یہ بھی معلوم کرنے کی حماقت کرو گے کہ اسپتال کے حوالے سے شہ زور کی کیا مراد تھی۔"

"کیا بھوشن کے وہ لوگ آسانی سے تمہاری نظر میں آ گئے تھے؟"

"میں نے اپنے آدمیوں کو یہی حکم دیا تھا کہ وہ صرف مشکوک پرندوں کا شکار کھیلیں لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی معصوم پرندہ بھی گولیوں کی بوچھار کی لپیٹ میں آ کر ضائع ہو گیا ہو۔ گیہوں کے ساتھ گھن پس جانے کے امکانات سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

"میرا خیال ہے بھوشن اس وقت دیوانوں کی طرح اپنی بوٹیاں نوچ رہا ہو گا۔" میں نے کہا۔ "مسز فرگوسن کا قتل رکی کی گمشدگی، مارگریٹ کا معمہ، میجر نصیر کے چیک پوسٹ کی تباہی اور اب دس بارہ آدمیوں کی موت' ان پے در پے واقعات نے اس کے اعصاب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہو گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ بوکھلا کر سامنے آ جائے اس لیے کہ جھاڑیوں میں چھپا ہوا کوئی زخمی آدم خور درندہ شکاریوں کے لیے ہمیشہ خطرناک ہی ثابت ہوتا ہے۔ جھاڑیوں سے برآمد ہونے کے بعد اسے آسانی سے شکار کیا جا سکتا ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے کیا بھوشن ایسی حماقت کر گزرے گا؟"

"دنیا کا ہر مجرم اپنی کسی نہ کسی کمزوری یا حماقت ہی کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ رکی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔ بھوشن بھی انسان ہی ہے۔"

"لیکن وہ چونکہ دوغلا ہے اس لیے دو منہ والے سانپ کی طرح ہوشیار بھی ہے۔" میں نے کہا۔ "ہو سکتا ہے ایک طرف خطرے کی بو محسوس کر کے وہ اپنا راستہ بدل دے۔"

"ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" ندیم عجیب انداز میں مسکرایا۔ "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھوشن سامنے آنے کے بجائے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو گولی مار لے۔"

"اب وہ اتنا غیرت مند بھی نہیں ہے۔" میں نے نفرت سے جواب دیا پھر فون کی جانب ہاتھ بڑھا دیا جس کی گھنٹی دوبارہ بج چکی تھی۔ "شہباز بات کر رہا ہوں۔"

"مجھے باس سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

میں نے دوسری جانب سے بولنے والے کا نام پوچھے بغیر فون ندیم کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔" ندیم نے اپنے مخصوص انداز میں کہا پھر دوسری جانب سے ملنے والی اطلاع نے اسے بے حد سنجیدہ کر دیا تھا۔ وہ صرف 'ہاں' 'ہوں' میں جواب دیتا رہا پھر بے پروائی سے بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ کس سمت جا رہا ہے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں' میں یہاں شام تک موجود ہوں۔ نہیں' تم میں سے کوئی بھی حماقت کا ثبوت نہیں دے گا۔ نہیں' جب تک میری طرف سے کوئی اشارہ نہ ملے تم صرف اس کی نگرانی کرتے رہو۔ ٹھیک ہے اگر ایسی کوئی صورت سامنے آ جائے تو تم صرف الجھائے رکھنا اور مجھے کسی دوسرے کے ذریعے اس کی اطلاع کر دینا۔"

"کس کا فون تھا؟" ندیم کے فون رکھنے کے بعد میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"بھوشن بہت غصے میں اپنے آفس سے نکلا ہے۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ اسے اپنے آدمیوں کی موت کی اطلاع مل چکی ہے مگر اس وقت بھی اس نے اپنی حفاظت کا خاص خیال رکھا ہے۔ اس کے دفتر سے نکلتے ہی دو گاڑیاں آگے پیچھے ہو چکی ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق وہ بھوشن کے سادہ لباس والے گارڈز ہیں جو اس کی حفاظت پر مامور ہیں۔"

"دفتر سے نکل کر وہ کس طرف روانہ ہوا ہے؟"

"میرے مخبر کا خیال ہے کہ اس کی گاڑی گورنر ہاؤس کی سمت جا رہی ہے۔"

"اوہ گویا بھوشن اپنے سورسز کے ذریعے کوئی حل تلاش کرے گا۔"

"اس کی جگہ اگر ہم ہوتے تو شاید ہم بھی اپنے تعلقات استعمال کرتے۔" ندیم نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ گورنر سے مل کر کیا زہر اگلتا ہے۔"

"ظاہر ہے کہ وہ جو بھی زہر اگلے گا وہ ہمارے خلاف ہی ہو گا۔" میں بدستور سنجیدہ تھا۔ "کیا تمہارے ساتھی بھوشن کو راستے میں گھیرنا چاہ رہے تھے۔"

"ہاں۔ ان کا خیال کچھ ایسا ہی تھا لیکن میں نے انہیں سختی سے منع کر دیا۔"

"بھوشن سے اس ہمدردی کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟" میں نے ندیم کو گھورا۔

"میں تم سے پہلے بھی متعدد بار کہہ چکا ہوں کہ میں مچان پر بیٹھ کر شکار کھیلنے کے اصول کے خلاف ہوں۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"دشمن کو زیادہ ڈھیل دینا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"
"خطرات سے کھیلنا ہی مردوں کی نشانی ہوتی ہے۔ جو لوگ اچانک پشت سے وار کرتے ہیں وہ بزدل کہلاتے ہیں۔"
"لیکن وہی فاتح بھی ہوتے ہیں۔"
میں ندیم سے الجھ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی دوبارہ بجی۔ اس بار خود ندیم نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ کال اسی کے لیے تھی۔
"گڈ۔ یہ اطلاع میرے لیے دلچسپ ہے۔ نہیں، تم صرف تماشا دیکھتے رہو۔ بھوشن اب کدھر گیا ہے؟ ٹھیک ہے، پریشان مت ہو۔"
"اب کیا اطلاع ملی ہے؟" میں نے ندیم کے ریسیور رکھنے کے بعد سوال کیا۔
"تمہارے سراج صاحب پولیس دستے کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔
"کیا بھوشن گورنر ہاؤس ہی گیا تھا؟" میں نے دریافت کیا۔
"ہاں اور شاید اس بار سراج صاحب کو کسی خاص اقدام کے لیے بہت اوپر سے سخت احکامات ہی ملے ہوں گے۔"
"لیکن سراج کے پاس ہمارے خلاف بھلا کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟"
"جہاں مجبوریاں آڑے آجائیں وہاں ثبوت کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔" ندیم نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "پولیس کے اختیارات خاصے وسیع ہوتے ہیں، وہ اگر چاہے تو بے شمار ایسے عینی گواہ بھی پیش کر سکتی ہے جو بیہ واردات کے وقت کسی چنڈو خانے میں بیٹھے نشے کی حالت میں میز پر طبلہ بجا کر کوئی پسندیدہ فلمی گانے کا بیڑہ غرق کر رہے ہوں لیکن اندھے قانون کے لیے ان کی گواہی بھی اہم ہی ہوتی ہے۔ وہ پولیس کی ہدایت کو کسی رٹو طوطے کی طرح رٹنے کے بعد عدالت میں قدم رکھتے ہیں۔"
"تمہارے ملک سے یہ لعنت کب ختم ہو گی؟"
"جب تک ہم پورے ایک درجن بچوں کے باپ نہیں بن جاتے۔" ندیم نے مجھے چھیڑا پھر ہمارے درمیان اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی کہ سراج اپنے ایک ماتحت اور دو مسلح سپاہیوں کے ساتھ آفس میں داخل ہوا۔ وہ بری طرح الجھا الجھا نظر آ رہا تھا۔ ندیم نے ایک نظر اسے مسکرا کر دیکھا پھر بے پروائی سے دیوار پر لگی ہوئی تصویروں کی سمت متوجہ ہو گیا۔
"خیریت۔" میں نے سراج اور اس کے تیوروں کو دیکھ کر قدرے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا۔
"مسٹر شہباز! کیا آپ کو علم ہے کہ شہر کے ایک ہی علاقے میں دس بارہ آدمیوں کا قتل ہو گیا ہے۔" سراج نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"سوری۔" میں نے بدستور سرد لہجے میں جواب دیا۔

"آپ چاہیں تو مجھ سے سیمنٹ کی بوری اور بجری وغیرہ کے نرخ کی قیمت ضرور دریافت کر سکتے ہیں۔ شاید میں اس سلسلے میں آپ کے کسی کام آسکوں لیکن قتل و غارت سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی۔"
"کیا آپ یقین سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے؟"
"کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔"
"یہ آپ کی ذاتی رائے ہے لیکن ..." سراج نے مجھے نظروں سے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "پولیس کے پاس ایسے گواہ موجود ہیں جنھوں نے آپ کو موقع واردات پر دیکھا تھا۔"
"موقع واردات پر ہزاروں راہ گیر موجود ہوتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کو قاتل نہیں گردانا جا سکتا۔"
"کیا آپ موقع واردات پر موجود تھے؟"
"جی نہیں۔ میں پہلی بار آپ کی زبان مبارک سے اس قتل کے بارے میں سن رہا ہوں۔"
"لیکن ابھی آپ نے خود ..."
"وہ محض ایک مثال دی تھی۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ سراج نے اس وقت جو رویہ اختیار کر رکھا تھا اس میں اس کے اپنے ذاتی ارادے سے زیادہ مجبوری کا دخل تھا۔
"بہرحال آپ کو میرے ساتھ تھانے چلنا ہو گا۔"
"آئی سی۔ گویا آپ اسی غرض سے کیل کانٹے سے لیس ہو کر تشریف لائے ہیں۔" میں نے اس کے تیوروں پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔
"قانون کے کچھ اپنے تقاضے بھی ہوتے ہیں اور انھیں پورا کرنا ہر ذمے دار پولیس آفیسر کا فرض ہوتا ہے۔"
"اور خاص طور سے ایسی صورت میں جب کسی ذمے دار پولیس آفیسر کو گورنر ہاؤس یا پھر آئی جی آفس کی جانب سے ضروری احکامات ملے ہوں۔"
سراج کی نگاہوں میں میرا جواب سن کر ایک لمحے کو تجسس ابھرا پھر غائب ہو گیا۔ اسی وقت ندیم نے بڑی سرد مہری سے اٹھ کر مجھ سے جانے کی اجازت مانگی پھر آفس سے باہر چلا گیا۔ سراج نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا لیکن روکنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔
"کیا ارادہ ہے آپ کا۔" سراج نے دوبارہ مجھے مخاطب کیا۔ "کیا آپ میرے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہیں۔"
"اگر میں نفی میں جواب دوں تو ..."
"مجھے مجبوراً ضابطے کی کارروائی کرنی ہو گی۔" سراج کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔
"سوچ لیں مسٹر سراج۔" میں نے بگڑے ہوئے تیوروں سے

کہا۔ "آپ کو کہیں بعد میں اپنی اس حرکت پر پچھتانا نہ پڑے۔"
"یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔" سراج نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔
"ہمارے لیے کیا حکم ہے سر۔" سراج کے ہمراہ آنے والے سب انسپکٹر نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔
"مسٹر شہباز۔ میری درخواست ہے کہ آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تو بہتر ہو گا۔" سراج نے سب انسپکٹر کو جواب دینے کے بجائے مجھ سے درخواست کی۔
حالات ایسی نازک صورت اختیار کر لیں گے مجھے اس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ میرے انکار کی صورت میں پولیس مجھے زبردستی لے جا سکتی تھی جس سے میری بدنامی بھی ہو سکتی تھی۔ میں نے ایک لمحہ کو کچھ سوچا پھر خاموشی سے اٹھا اور سراج کے ساتھ ہو لیا۔ ندیم جس انداز میں مجھ سے اجازت لے کر گیا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ وہ اندرونی طور پر کسی جوابی کارروائی کا ارادہ کر کے گیا ہو گا۔ میں سراج اور پولیس کے عملے کے ساتھ نیچے جانے کے لیے لفٹ میں داخل ہوا تو کاکا کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔
"میرے من مندر کے دیوتا۔ تمہاری پجارن اب بھی تمہارے کام آسکتی ہے پر تو ایک شرط پر۔ تم بھوشن کا دھیان من سے نکال دو۔"
"میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو؟" میں نے تلخ لہجے میں سوال کیا۔
"اب تمہارے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔" اس کے جواب میں طنز تھا۔
"یہ تمہارا اپنا خیال ہے۔"
"سمے ابھی تمہارے ہاتھ میں ہے پر ان ہاتھ۔" کاکا نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "یہ دھیان من سے نکال دو کہ اب کوئی دوسری شکتی تمہاری سہائتا کر سکتی ہے۔"
"تم خدا کو کیوں بھول رہی ہو؟"
"بھگوان کو دنیا کے دھندوں کے بیچ گھسیٹنے کی کوشش مت کرو۔" کاکا نے برہمی کا اظہار کیا۔ "تم نہیں جانتے کہ تمہارے اوپر کیا بیتنے والی ہے۔ کیا تم جیل میں چکی پیس سکو گے؟"
"دفع ہو جاؤ۔" میں نے نفرت سے جواب دیا۔ "میں اس وقت تمہاری منحوس صورت دیکھنا اور مکروہ آواز سننا پسند نہیں کرتا۔"
"پھر سوچ لو بھولے ناتھ۔ کاکا کی دشمنی تمہیں موت کے گھاٹ تک بھی پہنچا سکتی ہے۔"
"مجھے تمہاری مدد کے بجائے موت گوارا ہے۔" میں نے حقارت کا اظہار کیا۔
"کن وچاروں میں گم ہو شہباز خان۔" کاکا کا لہجہ انتہائی سفاکانہ تھا۔ "تم سسک سسک کر موت کی بھکشا مانگو گے پر موت تمہارے قریب نہیں آئے گی۔ کاکا سے پنچ لڑانا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ میری مہان شکتی تمہیں ایسے اذیت ناک حالات سے دوچار کر دے گی جس کا اندازہ تم سپنوں میں بھی نہیں لگا سکتے۔ جو سمے تمہارے پاس ہے اس کی قدر کرو۔ صرف بھوشن کا دھیان کچھ دنوں کے لیے من سے نکال دو۔ میں وچن دیتی ہوں کہ جب اس کے ستارے گردش میں آجائیں گے تو میں خود اسے تمہارے چرنوں کی دھول چاٹنے پر مجبور کر دوں گی۔"
"نہیں۔" میں نے فیصلہ کن آواز میں جواب دیا۔ "مجھے بھوشن والی شرط کسی قیمت پر بھی منظور نہیں ہے۔ تم اپنی شکتی بھی آزما کر دیکھ لو۔"
"بہت مورکھ ہو شہباز خان۔ تم۔" وہ بڑے تعجب سے بولی۔ "کیا تم کو ابھی تک اپنی کاکا رانی کی مہان شکتی پر وشواس نہیں ہوا۔ پھر سوچ لو۔ اگر یہ سمے بھی ہاتھ سے نکل گیا تو ..."
"جب بھی تمہاری کالی اور ناپاک قوتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔" میں نے پُراعتماد انداز میں کہا۔
"تم جس تپسیا کے کارن اونچا بول رہے ہو۔ اب وہ زیادہ دنوں تک تمہارا ساتھ نہیں دے گی۔" کاکا کا لب و لہجہ سرد ہو گیا۔ "میں جا رہی ہوں پر تو اتنا یاد رکھنا کہ تم نے کاکا کی شکتی سے پنجہ لڑانے کی کوشش کی ہے۔"
میں نے دل ہی دل میں لیڈی مکلارنس کو آواز دی لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ مجھے حیرت تھی کہ ابھی تک لیڈی مکلارنس میری مدد کو کیوں نہیں آئی۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمیشہ آڑے وقتوں میں میرے کام آئے گی پھر اب کس بات کا انتظار تھا؟ کیا کاکا سے کھل کر مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔
میں لفٹ سے نیچے اترا تو سراج نے اپنے ساتھیوں کو دوسری گاڑی میں جانے کی ہدایت کی اور خود مجھے لے کر اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگا تو ایک سب انسپکٹر تیزی سے لپکتا ہوا قریب آکر بولا۔
"سر۔ کیا آپ مسٹر شہباز کو تنہا لے جانے کا رسک لیں گے؟"
"تم دفتر پہنچو۔" سراج نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "میں اپنی ڈیوٹی بہتر سمجھتا ہوں۔"
سب انسپکٹر واپس چلا گیا۔ میں اگلی نشست پر خاموش بیٹھا رہا۔ مجھے معلوم تھا کہ سراج اس وقت مجبور ہے اوپر سے ملنے والی ہدایت پر عمل کرنا اس کے لیے ضروری تھا۔ وہ کسی

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

گہری سوچ میں مستغرق تھا اور میرا ذہن اب ندیم کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ مجھے تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ اپنے تعلقات کو استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہوگا۔ ہو سکتا تھا کہ اس کے سادہ لباس والے اس وقت میری نگرانی پر مامور ہوں۔ اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا اگر ندیم کے ساتھیوں نے مجھے بچانے کی کوشش کی تو اس میں پولیس مقابلے کا خطرہ بھی لاحق ہوگا اگر ایسا ہوا تو میری پوزیشن اور خراب ہو سکتی تھی۔

"مسٹر شہباز۔" تھانہ قریب آنے لگا تو سراج نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ اس وقت مجھے ایک ناخوشگوار حکم کی پیروی کرنی پڑ رہی ہے۔"

"اور وہ حکم آپ کو گورنر ہاؤس سے ملا ہوگا۔" میں نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟" سراج چونکا۔

"آپ کے آنے سے پہلے میرے آدمیوں نے اطلاع دی تھی کہ بھوشن بڑے غصے کی حالت میں اسی طرف گیا تھا۔"

"اس کی کوئی وجہ بھی معلوم ہوئی آپ کو؟"

"جی ہاں۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "ایک ہی علاقے میں دس بارہ آدمیوں کا قتل۔"

"وہ تو ہوئی—"

"بھوشن جی کے اجرتی بدمعاش تھے۔ شاید آپ نے ان کے چہرے ابھی تک نہیں دیکھے۔"

"درست فرمایا آپ نے۔" سراج نے پرخیال انداز میں کہا۔ "مجھے اوپر سے یہی حکم ملا تھا کہ آپ کو فوری طور پر پولیس کی تحویل میں لے لیا جائے۔"

"کس جرم کی پاداش میں؟"

"آپ خود بھی محکمہ پولیس سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ کبھی کبھی ہمیں اپنی مرضی کے خلاف بھی قانونی چارہ جوئی کرنی پڑ جاتی ہے۔"

"اوہ۔" میں نے سراج کو گھورا۔ "گویا اوپر والوں نے بھوشن کی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ دس بارہ آدمیوں کے قتل میں کسی زاویے سے میرا ہاتھ بھی شامل ہے۔"

"ابھی میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔" سراج ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔

"آئی سی۔" میں نے اس کی بے بسی کا مذاق اڑایا۔ "گویا احکام کی دوسری قسط آپ کو بعد میں حاصل ہوگی۔"

"آپ کو اس بات کا اندازہ کس طرح ہوا کہ جو لوگ دہشت گردی کا شکار ہوئے ہیں ان کا تعلق بھوشن جی سے ہوگا۔"

"بالکل اسی طرح جس طرح اوپر والوں کو دفتر میں بیٹھے بیٹھے محض بھوشن کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اس بات کا الہام ہو گیا کہ میں ہی ان تمام قتل کا ذمے دار ہوں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں کہ—"

"پلیز مسٹر سراج۔" میں نے تیزی سے اس کی بات کاٹ دی۔ "آپ فی الحال اپنا ذہن یا ضمیر استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں۔ وہی کریں جو اوپر سے کہا جائے۔"

"آپ کی جگہ اگر میں بھی ہوتا تو شاید میری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہوتی۔"

"ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو۔" میں نے مسکرا کر طنز کیا۔

"کہیے۔"

"ہو سکتا ہے کہ آپ کو اوپر والوں کے حکم کی پیروی کرنے کے سلسلے میں کچھ مشکلات بھی درپیش آ جائیں۔"

"میں آپ کی بات کا برا نہیں مانوں گا۔" سراج نے تھوڑے توقف سے جواب دیا۔

اپنے آفس پہنچ کر اس نے گاڑی روکی تو اس کے انسپکٹر اور مسلح پولیس والے وہاں پہلے ہی سے ہمارے منتظر تھے۔ سراج مجھے براہ راست اپنے دفتر میں لیتا چلا گیا پھر اس نے اپنے سب انسپکٹر کو اندر بلا کر پوچھا۔

"مرنے والوں کے سلسلے میں کیا رپورٹ ہے۔"

"کل گیارہ آدمی مرے ہیں اور دو چار زخمی ہوئے ہیں جنہیں بروقت طبی امداد کی خاطر اسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔" سب انسپکٹر نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے جواب دیا۔ "مرنے والوں میں سے آٹھ پولیس کو مختلف وارداتوں میں مطلوب تھے۔ باقی تین کے بارے میں یہی معلوم ہوا ہے کہ ان کا اس دنگے فساد سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ اچانک ہونے والی فائرنگ کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔"

"اور وہ گواہ کہاں ہیں۔ جنہوں نے عینی شاہد بننے کی خاطر مجھے دفتر میں ہونے کے باوجود جائے واردات پر پولیس کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔" میں نے براہ راست سب انسپکٹر سے دریافت کیا پھر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ انہیں بلا کر میرا چہرہ کرا دیں تاکہ انہیں عدالت میں کوئی مشکل نہ پیش آئے۔"

"مسٹر شہباز۔" سراج نے جلدی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اب آپ زیادتی سے کام لے رہے ہیں۔"

"حیرت ہے۔" میں مسکرایا۔ "میں آپ کی ایک مشکل دور کرنے کی خاطر بلا معاوضہ ایک قیمتی مشورہ دے رہا ہوں۔ آپ اسے زیادتی کا نام دے رہے ہیں۔ شاید نیکی کر اور پولیس کے ہتھے چڑھ جا ایسے ہی موقعوں کے لیے کہا گیا ہے۔"

"میرے لیے اب کیا حکم ہے۔" سب انسپکٹر نے مجھے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے سراج سے دریافت کیا۔

"آپ باہر ٹھہریں، ضرورت پیش آئی تو میں آپ کو دوبارہ بلواؤں گا۔"

سراج نے سب انسپکٹر کے جانے کے بعد مجھ سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اسی وقت باہر سے افراتفری کی آوازیں آنے لگیں پھر قبل اس کے سراج صورت حال دریافت کرنے کی خاطر کسی کو طلب کرتا، وہ خود بھی بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آنے والے کو بڑی سعادت مندی سے سلوٹ کیا تھا۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا پولیس آئی جی بہ نفس نفیس دروازے کے قریب کھڑا سراج کو قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ مسٹر شہباز خان کو کس کے حکم سے یہاں لائے ہیں۔" آئی جی کا لہجہ سرد تھا۔

"مجھے گورنر صاحب کے پرسنل سکریٹری نے فون کیا تھا اور اس کے بعد آپ نے بھی فون پر—"

"میں نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ مسٹر شہباز پر نظر رکھیں۔" آئی جی نے سراج کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔ اس کے لب و لہجے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بات بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ سراج پلکیں جھپکا کر رہ گیا۔

"آپ لوگوں نے مسٹر شہباز کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کی۔"

"جج—جی—نہیں—" سراج نے بڑبڑا کر جواب دیا۔

"میں انہیں اپنی گاڑی میں ساتھ لے کر جاتا ہوں۔"

"آئندہ اوپر سے ملنے والے احکامات کی تصدیق کیے بغیر عمل کرنے سے گریز کریں۔" آئی جی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "غالباً اس سلسلے میں ایک سرکلر بھی جاری کیا جا چکا ہے۔"

"جی ہاں۔" سراج نے دبی زبان میں جواب دیا۔

"گورنر یا ان کے پرسنل سکریٹری کے کسی بھی احکامات کے سلسلے میں رازداری بے حد ضروری ہے۔"

"آئندہ خیال رکھوں گا سر۔"

"مسٹر شہباز۔" اس بار مجھے مخاطب کیا گیا۔ "آپ کو جو زحمت اٹھانی پڑی۔ میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔"

"مجھے کوئی زحمت نہیں اٹھانی پڑی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "مسٹر سراج سے میرے تعلقات خاصے دیرینہ ہیں لیکن میں یہ بھی بخوبی جانتا ہوں کہ مسٹر سراج ایک فرض شناس اور دیانت دار پولیس آفیسر ہیں۔ احکامات کی پیروی کرنا بھی ان کے فرائض منصبی میں شامل ہے اس لیے جو کچھ ہوا مجھے اس کی شکایت بھی نہیں ہے۔"

"لیکن جو کچھ ہوا وہ محض غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔" آئی جی نے اپنی پوزیشن صاف کرنے کی خاطر جلدی سے کہا۔ "میں نے گورنر کے پرسنل سکریٹری سے بھی کنفرم کر لیا ہے۔ اس کا بھی یہی کہنا ہے کہ گورنر صاحب کی طرف سے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔"

"آپ کو اس بات کی اطلاع کس طرح ملی تھی کہ مجھے پولیس تحویل میں لیا جا رہا ہے۔" میں نے قدرے الجھن زدہ انداز میں پوچھا۔

"ہمارے اپنے بھی کچھ ذرائع ہوتے ہیں جن کی وضاحت ضروری نہیں ہے۔" آئی جی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ "بہرحال مسٹر سراج آپ کو آپ کے دفتر تک چھوڑ آئیں گے۔"

"شکریہ۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سراج کو پہلے ہی خاصی زحمت اٹھانی پڑی ہے فی الحال میں انہیں مزید پریشان کرنا نہیں چاہتا۔"

"آپ اگر مناسب سمجھیں تو میرا ڈرائیور آپ کو چھوڑ آئے گا۔"

"نو تھینکس۔" میں نے آئی جی اور سراج سے باری باری ہاتھ ملایا پھر باہر آ گیا۔ تھانے سے نکل کر باہر سڑک پر آیا تو ندیم اپنی گاڑی میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے یہ سمجھنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی کہ آئی جی نے بذات خود سراج کے دفتر تک آنے کی تکلیف کیوں کی تھی۔ ندیم نے یقیناً گورنر لیول سے اونچی ہی کوئی سفارش تلاش کی ہوگی ورنہ آئی جی فون پر بھی سراج کو مجھے باعزت طور پر جانے کی ہدایت جاری کر سکتا تھا۔ میں گاڑی کا دروازہ کھول کر اگلی نشست پر بیٹھ گیا تو ندیم نے گاڑی گیئر میں ڈال کر مین روڈ پر آتے ہوئے کہا۔

"سراج سے پرانے مراسم کا تجربہ کیسا رہا؟"

"وہ مجبور ہو گیا تھا۔" میں نے تھانے میں ہونے والی تمام تفصیل دہراتے ہوئے کہا۔ "آئی جی کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ بڑی مہارت سے اصلیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ خود سراج بھی ششدر ہی رہ گیا تھا۔"

"گورنر صاحب بہادر نے بھی یہی کہہ کر جان چھڑائی ہے کہ ان کی طرف سے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "دانشوروں کا قول ہے کہ سارا جھگڑا زر، زن، زمین کی بنیاد پر ہوتا ہے لیکن جانے کیوں سفارش کا خیال ان کے ذہن سے نکل گیا۔"

"تم نے کس کی سفارش استعمال کی تھی۔" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"ظاہر ہے کہ وہ کوئی ایسی ہی شخصیت ہوگی جس کے آگے گورنر صاحب نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ انہی کے حکم پر آئی جی صاحب نے تھانے تک آنے کی زحمت اٹھائی تھی۔"

"بھوشن کے بارے میں اب تمہارا کیا خیال ہے۔" میں نے اس مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "کیا اب بھی تم اس کے کھل کر میدان میں اترنے کا انتظار کرو گے۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"فکر مت کرو۔" ندیم نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میرے ساتھی اس وقت بھی بھوشن کا قصہ پاک کر سکتے تھے جب وہ اپنے گارڈز کے ساتھ گورنر ہاؤس جانے کے لیے نکلا تھا لیکن میں نے اپنے قیمتی آدمیوں کو کسی خطرناک ٹکراؤ سے روک دیا تھا۔"

"مصلحت کیا تھی؟"

"دس بارہ آدمی پہلے ہی کام آ چکے ہیں اگر بھوشن اور اس کے ساتھیوں کو بھی ٹھکانے لگا دیا جاتا تو پوری انتظامیہ حرکت میں آ جاتی لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ میں بھوشن کو نظرانداز کر دوں گا۔ اس کا نمبر بھی اب بہت جلد آنے والا ہے۔" ندیم نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ خود بھوشن کے عملے کا کوئی پرانا ملازم ہی اپنے پستول کی تمام گولیاں بھوشن کے جسم میں اتار دے۔"

"تم ایسا نہیں کرو گے۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "بھوشن میرا شکار ہے۔ میں اسے اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتاروں گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بشرطیکہ تم بھی میری بات مان لو۔"

"کیا؟"

"تمہارے لیے ماہ رخ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ میں نے اس وقت اسی کو استعمال کیا تھا۔" ندیم نے کہا۔ "ورنہ کسی صوبے کے گورنر کی دم پر پاؤں رکھنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ماہ رخ بھوشن کے سلسلے میں بھی کسی خطرناک اقدام کے بارے میں غور کر رہی ہے۔ تم اس ضمن میں بھی اس سے بات کر لینا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے مختصراً جواب دیا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "رکی کے سلسلے میں کیا ہوا۔ کیا اس نے اپنی زبان کھولی؟"

"وہ عام بدمعاشوں سے ذرا مختلف چیز ہے۔" ندیم بولا۔ "اس کی پنڈلی کا زخم خاصا گہرا ہے لیکن اس نے اس کے بارے میں بھی کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا۔ میں نے بھی فوری طور پر اسے زبان کھولنے پر مجبور نہیں کیا لیکن میرا خیال ہے کہ رکی بھوشن کے خلاف گواہی دینے پر آمادہ ہو جائے گا۔ راجو اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہے کہ میلیا کا قتل بھوشن ہی کے آدمیوں نے کیا تھا۔ میلیا رکی کو بہت عزیز تھی۔ اس کی خاطر وہ اپنے سگے باپ کے خلاف بھی زہر اگلنے کو تیار ہو سکتا ہے۔"

"کریم کی حالت اب کیسی ہے؟"

"اسے ریکور کرنے میں کچھ وقت لگے گا لیکن اس کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔"

پھر ندیم نے مجھے میرے کہنے پر دفتر کے سامنے ہی اتار دیا لیکن جاتے جاتے بھی اس نے مجھے ماہ رخ کا شکریہ ادا کرنے کی تاکید دوبارہ کی تھی۔ میں نے مسکرا کر حامی بھر لی۔ دفتر کے لوگ میری توقع کے عین مطابق میرے سلسلے میں پریشان تھے۔ میری فوری واپسی نے انہیں بڑی حد تک مطمئن کر دیا تھا۔ شام تک میں دفتر ہی میں رہا پھر دفتر سے اٹھ کر ماہ رخ کی طرف چل پڑا۔ بھوشن کے سلسلے میں وہ میرے لیے بہت کارآمد ہو سکتی تھی۔

یوں تو ماہ رخ کو سلیمان شاہ کا ویسے بھی خوف نہیں تھا لیکن اس کی غیر موجودگی میں آنکھوں کا جو پردہ حائل تھا اب وہ بھی اٹھ چکا تھا۔ میں نے اپنی آمد کی اطلاع کرائی تو اس نے فوراً ہی بلوا لیا۔ میں نے اس کی خواب گاہ میں قدم رکھا تو ایک لمحے کو یہ خیال گزرا کہ میں غلطی سے کسی ایسے سمندری ساحل پر پہنچ گیا ہوں جہاں سن باتھ کی ضرورت جسم کی ستر پوشی سے زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے۔ کچھ ایسی ہی صورت اس وقت مجھے ماہ رخ کی خواب گاہ میں نظر آ رہی تھی۔ کمرے میں روشنی کا انتظام پہلے سے مختلف تھا۔ چھت کے ساتھ ساتھ برقی قمقمے ضرور موجود تھے لیکن ان کے نیچے نصف دائرے کی صورت میں اس طرح کسی ٹھوس شے کو لگا دیا گیا تھا کہ روشنی نیچے کی سمت آنے کی بجائے چھت سے ٹکرا کر منعکس ہو رہی تھی جس نے ماحول کو خاصا خوابناک بنا دیا تھا۔ پوری خوابگاہ میں ایک مسحور کن خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

ماہ رخ ایک ہلکے آسمانی رنگ کے ڈریسنگ گاؤن میں تھی۔ جس وقت میں کمرے میں داخل ہوا ماہ رخ خواب گاہ کے ایک گوشے میں بیٹھی پینے میں مست تھی۔ مجھے دیکھ کر ایک خاص ادا سے جسم کو لوچ دیتی اٹھی تو میں نے شرم سے نظریں جھکا لیں۔

"مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے۔" وہ میرے قریب آ کر بہکے بہکے لہجے میں گنگنائی۔ "خود کو بہلانے کی خاطر اور وقت کو کاٹنے کے لیے میں نے پینی شروع کر دی تھی لیکن اتنی زیادہ بھی نہیں پی کہ تمہارا استقبال نہ کر سکوں۔"

"میں اس وقت تمہارا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔" میں نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تو وہ مجھے سنگ مرمر کا تراشیدہ ایک حسین شاہکار نظر آئی جس کے زیروبم کو اجاگر کرنے کی خاطر ایک باریک کپڑا ڈال دیا گیا ہو۔ عریانیت اور ننگے پن کا فرق بھی عجیب ہے اگر جنس مخالف مختصر لباس پہنے تو دیکھنے والے کا تجسس بڑھ جاتا ہے لیکن اگر وہی جسم لباس کی قید سے قطعی آزاد ہو تو پھر حسن کی ساری رعنائیاں بجھ سی جاتی ہیں۔ مغربی تہذیب نے عریانیت کے مفہوم کو چونکہ شروع سے ختم کر رکھا ہے اس لیے ان کے یہاں تجسس باقی نہیں رہ گیا۔ ساحل سمندر، نائٹ کلب اور مساج گھروں میں مادرزاد برہنہ ہوتے ہیں اور چونکہ ایک حمام میں سب ہی ننگے ہوتے ہیں تو پھر شرم و حیا ان کے قریب سے بھی ہو کر نہیں گزرتی۔ ویسے بھی ان کے یہاں ہر بات کی کھلی چھٹی ہوتی ہے اس لیے کوئی کسی پر انگلی نہیں اٹھاتا۔ سب اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ "اپنی اپنی دنیا میں مست رہتے ہیں۔ احساس اور غیرت کا مفہوم ہی اگر ختم ہو جائے تو قیود و بند کے معنی بھی فوت ہو جاتے ہیں۔ ماہ رخ بھی اگر لباس کی قید و بند سے آزاد ہوتی تو شاید اس کے اندر حسن کا مفہوم اور میری نگاہوں میں چھلکنے والا تجسس فوت ہو کر رہ جاتا۔

"شکریہ۔" اس نے بالوں کو پیچھے کی جانب جھٹکتے ہوئے بڑی معصومیت سے کہا۔ "کس بات کا شکریہ؟"

"اگر تم نے آج میری مدد نہ کی ہوتی تو بھوشن اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔ میری تجارتی ساکھ کو شدید دھچکا پہنچ سکتا تھا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" اس نے شرابی اور مخمور نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ "کیا مجھے تمہاری سفارش نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

"یہ میں نے کب کہا۔" میں نے خود کو سنبھالا۔ "دوست وہی ہوتا ہے جو وقت پر کسی کے کام آ جائے۔"

"لیکن دوسرے کے کام آنے والوں کی بھی دو خاصیت ہوتی ہے۔" اس کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔ "ایک وہ ہوتا ہے جو بے لوث خدمت کرتا ہے اور دوسرا۔ دوسرے میں اس کی کسی ذاتی خودغرضی کو بھی دخل ہوتا ہے۔ تم اپنی ماہ رخ کو کس میں شمار کرو گے۔"

"مجھے تمہارے دونوں انداز پسند ہیں۔" میں نے اس بار اسے نظر بھر کر دیکھا۔ میں اس کا مفہوم سمجھ رہا تھا۔ ایک بار اس کا وہی خوبصورت مرمریں تراشیدہ جسم بے ہوشی کے عالم میں میرے تصرف میں آ چکا تھا۔ میں جس گناہ سے بچنا چاہتا تھا وہ ایک بار سرزد ہو چکا تھا۔

"سچ شہباز۔" ماہ رخ نے آگے بڑھ کر درمیانی فاصلہ بھی بڑی حد تک ختم کر دیا۔ میرا ہاتھ تھام کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر عجیب پرمسرت لہجے میں بولی۔ "یہ تم کہہ رہے ہو۔ تم؟ نہیں میرے کان تو نہیں بج رہے۔ ایک بار پھر اپنے جملے کو دہراؤ شہباز تاکہ تمہاری ماہ رخ کو احساس ہو سکے کہ وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہی۔"

"نہیں ماہ رخ۔" میں نے پہلی بار ہمت کی اس کے بازوؤں کو تھام کر بولا۔ "تم خواب نہیں دیکھ رہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے تمہاری زندگی کے دونوں رخ پسند ہیں۔ مجھے تمہاری دوستی پر بھی فخر ہے۔"

"کاش وقت کی نبض یہیں تھم جائے۔" ماہ رخ کی گرم گرم سانسیں میرے سینے سے ٹکرانے لگیں۔ "وقت اسی مرکز پر ٹھہر جائے ہمیشہ کے لیے اور میں اسی طرح تمہارے وجود کی تپش سے اپنے احساس کو گرماتی رہوں۔"

"لیکن یہ سب تو گناہ ہے۔" میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"جب دوستی اپنی انتہا کو پہنچ جائے، دل ایک دوسرے کی دھڑکنیں محسوس کرنے لگیں، آنکھیں آنکھوں کا مفہوم سمجھنے لگیں تو پھر گناہ و ثواب کے تمام فاصلے ختم ہو جاتے ہیں۔" اس نے بڑے فلسفیانہ انداز اور سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن۔" میں نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"کسی کو آسمان کی بلندیوں تک لے جا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جائے تو وہ زمین پر آ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔" وہ بے اختیار میرے جسم سے لپٹ کر خمار آلود لہجے میں بولی۔ "پیاسا کنویں کے پاس تک جائے اور پھر پیاسا ہی رہ جائے اس سے بڑی بے بسی اور کیا ہو سکتی ہے۔ میرے وجود کو تمہاری مضبوط بانہوں کی ضرورت ہے اگر تم نے مجھے ٹھکرا دیا تو میں۔۔۔ میں زہر کھا کر جان دے دوں گی۔"

"خود کو سنبھالو ماہ رخ۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کمزور آواز میں جواب دیا۔ "تم یہ کیوں بھول رہی ہو کہ ہم دونوں شادی شدہ ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے شہباز۔" اس نے اپنے نرم ہاتھوں کی بندش کچھ اور سخت کر لی۔ "مسافر تھک جائیں تو کسی سایہ دار درخت کے نیچے دو گھڑی رک کر سانس لینے کو گناہ نہیں کہا جاتا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کسی اور کے ہو لیکن خوشی سے اگر اپنی زندگی کے چند لمحے مجھے مستعار دے دو تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"ماہ رخ۔"

"مجھے مایوس نہ کرو شہباز۔" اس کے لہجے میں التجا کا رنگ آ گیا۔ "ہم دونوں ایک بار پہلے بھی بہت قریب سے ایک دوسرے کو چھو چکے ہیں۔ محسوس کر چکے ہیں اس لیے ایک دوسرے کے لیے اجنبی بھی نہیں ہیں۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہی ہو مگر اس وقت میں مدہوش تھا۔"

"مجھ سے قریب آ کر دیکھو شہباز میں تمہیں پھر مدہوش کر دوں گی۔" اس نے میرا ہاتھ تھاما پھر صوفے پر آ کر اس طرح بیٹھ گئی کہ اس کا سر میری آغوش میں تھا۔ اس کے سانس کی رفتار سے اس کے جسم میں ہونے والا ارتعاش بڑا ہیجان انگیز تھا۔ اس کی شرابی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔ ان نگاہوں میں ایسا سحر تھا جو مجھے آہستہ آہستہ تسخیر کر رہا تھا۔ میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن میرے قدموں میں لغزش آ گئی۔ میں انسان تھا۔ انسان۔ جو غلطیوں کا پتلا ہوتا ہے۔ فرشتہ ہوتا تو شاید شیطان مجھ پر غالب نہیں ہو سکتا تھا۔ میری نگاہیں ماہ رخ کے وجود پر بھٹک رہی تھیں۔ اس کی مخمور نگاہیں مجھے مدہوش

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

کررہی تھیں۔ اس کے پھولوں کی پتیوں جیسے نرم و گداز ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے اندر بھی ایک کشمکش جاری تھی۔

ماہ رخ میری کیفیت کا اندازہ لگا رہی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ میری گردن میں ڈال کر آہستہ سے زور دیا تو میرے قدم جم نہ سکے۔ اگرچہ مجھے پھر شیطان کی فتح کے وحشیانہ قہقہے خوابگاہ میں گونجتے لگے لیکن ماہ رخ کے اندر چھپا آتش فشاں مجھے اپنے ساتھ بہالے گیا۔ مجھے پیاس آتی تھی لیکن میں نے ہاتھ پیر مار کر خود کو غرق ہوجانے سے بچانے کی کوشش نہیں کی گرم گرم سانسیں بڑی دیر تک آپس میں الجھتی رہیں۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ میرے ذہن پر بوجھل بوجھل سی غنودگی طاری ہوگئی پھر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی بپھری ہوئی لہر نے مجھے اٹھا کر ساحل کی نرم نرم ریت پر ڈال دیا ہو۔ میں نے ہاتھ پیر چھوڑ کر آنکھیں بند کرلیں۔ لمحوں کا شمار بھلا کون کرتا۔ اتنا ہوش کس کافر کو تھا۔

مجھے یاد نہیں کہ میں کب تک نیند کی حالت سے دوچار رہا۔ میری محویت کا طلسم اس وقت آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگا جب ایک مانوس سی آواز میرے کانوں میں رس گھولتی ہوئی ابھری۔

"شہباز۔ میرے من مندر کے دیوتا۔ آج تمہاری پجارن بھی تمہارے پاس جھولی پھیلائے کھڑی ہے۔ مجھ سے مجھے بھی دان کردو۔"

میں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ کاکا اس وقت حسن کی دیوی کے سندر روپ میں میرے سامنے دامن پھیلائے کھڑی مسکرا رہی تھی۔ میں نے تیزی سے بستر کی طرف دیکھا جہاں ماہ رخ کا خوبصورت جسم بکھرا پڑا تھا۔

"تم۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کاکا کو گھورا۔ "تم یہاں کیا لینے آئی ہو۔"

"مجھے بھی تمہاری جوانی کی۔ مکتشاور کار ہے مجھے نراش مت کرنا میرے پران ناتھ۔"

"کاکا۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "کیا میں تمہارے اس سندر شریر کو اپنی بانہوں میں سمیٹ سکتا ہوں۔"

"ہاں۔" کاکا اپنے گداز ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔ "آج تمہاری کاکا بھی اپنی پیاس۔ اپنے من کی آگ بجھانے کے لیے بہت بے کل ہے۔"

"مجھ سے دور کیوں ہو۔" میں نے جان بوجھ کر بہکے بہکے لہجے میں کہا۔ "میرے قریب کیوں نہیں آتیں۔"

"لو۔ میں آنکھیں موندے لیتی ہوں۔" کاکا نے مستی کے عالم میں کہا۔ "آج میں تمہیں اپنے قریب آنے سے روکوں گی نہیں۔"

کاکا نے اپنی آنکھیں جونہی بند کرلیں تو میں تیزی سے اٹھا۔

پانی پانی

ملکہ نور جہاں کو اپنے شوہر شہنشاہ جہانگیر کے ملک الشعراء "فہیم" کا کلام پسند نہیں تھا وہ اکثر فہیم کے اشعار پر دربار میں نکتہ چینی کرتی۔ ایک دفعہ جب دربار لگا ہوا تھا۔ مختلف شعراء اپنے اشعار سنا رہے تھے۔ آخر میں فہیم نے شعر سنانے شروع کیے۔ اس نے یہ شعر پڑھا۔

ز شرم آب شدم آب را شکستے نیست
بحیرتم کہ مرا روز گار چوں بشکست

(میں شرم سے پانی پانی ہوگیا کیونکہ پانی ٹوٹ نہیں سکتا پھر حیران ہوں کہ زمانے نے مجھے کیسے توڑ کر رکھ دیا؟)

نور جہاں برجستہ بولی۔ "یخ بست و بشکست (جما کر توڑ دیا)

جہانگیر متبسم ہوا اور بے ساختہ کہا۔ "فہیم دوبارہ کہو۔ ز شرم آب شدم" فہیم صحیح پانی پانی ہوگیا۔

ضوریہ اختر۔ میرپور خاص

میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ شاید کاکا مجھے اور ماہ رخ کو دیکھ کر بے خود ہوگئی تھی۔ وہ بھول چکی تھی کہ اگر میں نے اس کے جسم کو اپنی بانہوں میں سمیٹا تو اس کا انجام بھی داور، دولی ورما اور موہنی سے مختلف نہیں ہوگا۔ جل بھن کر راکھ کے ڈھیر میں بدل جائے گی۔ کاکا کی موت میرے لیے یقینا فائدہ مند ہی ثابت ہوتی۔ اس لیے کہ اب وہ میرے کام آنے کے بجائے میرے دشمنوں کا ساتھ دے رہی تھی۔ میں نے اپنی رفتار تیز کردی۔ کاکا مستی کے عالم میں آنکھیں بند کیے کھڑی تھی اور میں اس کے انجام پر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

موت اور زندگی کا فاصلہ تیزی سے گھٹ رہا تھا۔ میں نے فاتحانہ انداز میں جھپٹ کر کاکا کے مہکتے مہکتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔ مجھے یقین تھا کہ کاکا کے ناپاک وجود کے خاتمے کا وقت قریب آچکا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کاکا نے آنکھ کھول کر مجھے فاتحانہ انداز میں دیکھا تو میرے دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہوگئیں۔ میں نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھا تو میرا دل دھک سے رہ گیا۔ صندلی انگوٹھی میری انگلی میں نہیں تھی۔

"جو سواد مجھے تمہاری بانہوں میں مل رہا ہے وہ پہلے کبھی نہیں ملا۔" کاکا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "آج میرے جیون کا سب سے سندر دن ہے۔"

صندلی انگوٹھی کی غیر موجودگی نے مجھے بوکھلا دیا تھا۔ میں کاکا کو چھوڑ کر تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ میری کیفیت اس کھلاڑی سے مختلف نہیں تھی جس کے ہاتھوں سے شمشیر زنی کے مقابلے میں اچانک تیغ ہاتھ سے نکل گیا ہو اور وہ دوسرے کے رحم و کرم پر ہو۔ یہ شکست میرے لیے غیر متوقع تھی۔ کپل پوش بزرگ نے بھی اس انگوٹھی کی واپسی پر زور دیا تھا لیکن پھر شاید انہیں میرے دگرگوں حالات پر رحم آگیا تھا۔ جاتے جاتے خدا کے اس نیک اور برگزیدہ بندے نے اشاروں کنایوں میں مجھے گناہ کی سمت راغب ہونے سے منع کیا تھا لیکن وقت کی گردش نے مجھے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔ ماہ رخ میرے لیے اس وقت اس خوشہ گندم سے کم نہیں ثابت ہوئی جس کے کھانے کے بعد حضرت آدم کو جنت سے نکالا ملا تھا لیکن اب پچھتاوے بیکار تھے۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اب میں ایک ناپاک ماورائی قوت کے رحم و کرم پر تھا۔ میں نے کاکا کو جلا کر راکھ کردینے کا جو خواب بھی دیکھا تھا وہ شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔ بازی اچانک اس کے حق میں ہوگئی تھی۔ بساط الٹ چکی تھی۔ اب کوئی مہرے کسی کام کے نہیں رہ گئے تھے۔ میں نے پلٹ کر ماہ رخ کی سمت نظر ڈالی وہ ابھی تک گناہ کی لذتوں سے سرشار خوابوں کی دنیا کی سیر کررہی تھی لیکن وہ اگر جاگتی ہوتی تو بھی میرے کسی کام نہیں آسکتی تھی۔ کاکا کوئی انسانی مخلوق نہیں تھی جو کسی اونچی سفارش کے آگے گھٹنے ٹیک دیتی۔

کاکا کی تیز قاتل نظریں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اس کے گداز ہونٹوں پر فاتحانہ تبسم رقص کررہا تھا۔

"تمہارے من میں اس سمے جو بھونچال اٹھ رہا ہے وہ میں پڑھ رہی ہوں۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔ "تم نراش مت ہو میرے سپنوں کے راج کمار۔ تمہاری کاکا رانی اب بھی تمہارے چرنوں کی داسی ہے پر تو اب تم اپنی من مانی نہیں کرسکو گے۔ اب تمہیں میرے اشاروں پر چلنا ہوگا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں اس جواری سے مختلف نہیں تھیں جو محض ایک غلط چال چلنے کے بعد اپنی زندگی کی تمام جمع پونجی ایک ہی داؤ پر لگا بیٹھا ہو۔ میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ کاکا کی بات سننے کے بعد مجھے بڑی شدت سے اس بات کا احساس ہوا تھا کہ اس کے اور میرے دل کی سوچوں کے درمیان جو پردہ حائل تھا وہ اٹھ چکا ہے۔ اب اس کی ماورائی قوت میرے دل کا حال پڑھ سکتی تھی۔

شکاریات کے موضوع پر دُنیا بھر سے منتخب کہانیاں

آدم خور کا تعاقب

انتخاب

طارق اسمٰعیل ساگر

قیمت:-/70 روپے

مکتبہ القریش

اُردو بازار - لاہور 2

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"اتنے بیاکل کیوں ہو میرے بھولے ناتھ۔" کاکا نے ایک تو بہ شکن انگڑائی لے کر کہا۔ "کیا آج تم کاکا کو اپنی بانہوں میں سمیٹنے کی خواہش کا اظہار نہیں کرو گے کیا تمہاری کاکا رانی اس سندری سے زیادہ حسین اور خوبصورت نہیں ہے جسے تم ابھی مسل چکے ہو۔"

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے۔" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"جو سمے بیت گیا سو بیت گیا' اب ہاتھ ملنے سے کیا فائدہ۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔ "جو چھایا تمہاری رکھشا کر رہی تھی۔ وہ تمہارے سر سے چھٹ چکی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ تم جس شکتی کے بل پر اونچے سروں میں بول رہے ہو وہ زیادہ دنوں تک تمہارا ساتھ نہیں دے گی۔"

"شاید میرے مقدر میں یہی لکھا تھا۔"

"چھی ۔۔۔ چھی ۔۔۔ اب ایسے نراش مت ہو' کاکا اب بھی تمہیں زمین سے اٹھا کر آکاش پر بٹھا سکتی ہے لیکن اب تم میری کسی بات سے انکار نہیں کر سکو گے۔"

"نہیں ۔۔۔" میں نے دل کڑا کر کے کہا۔ "میں اب بھی تمہارے اشارے پر نہیں چلوں گا۔"

"بری بات ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "اچھے بالک بڑوں کے کہنے سے انکار نہیں کرتے۔"

"اوہ ۔۔۔ تم اتنی بڑی کب سے ہو گئیں؟" میں نے اس بار سخت لہجے میں سوال کیا۔

"جب سے تمہاری شکتی کا گھمنڈ ٹوٹا ہے۔" اس کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا۔

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے لیکن اس کے باوجود ۔۔۔"

"تم پھر اونچا بولنے کی کوشش کر رہے ہو شہباز خان۔" اس نے زہر خند سے میری بات کاٹ کر کہا۔ "چکور کی طرح چندرما تک اڑنے کی کوشش مت کرو ورنہ منہ کے بل دھرتی پر گرو گے تو لہولہان ہو جاؤ گے۔"

"تم جس زندگی کی بات کر رہی ہو وہ میری موت سے زیادہ بہتر نہیں ہوگی۔"

"اپنے بھوش کے بارے میں اتنی جلدی کوئی فیصلہ نہ کرو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے اوپر کیا بیتنے والی ہے۔"

"مجھے کچھ جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

"کیا اب بھی کاکا کی مہان شکتی سے پنجہ لڑانے کا دھیان تمہارے من میں کلبلا رہا ہے۔" اس کے لہجے میں خنجر کی سی کاٹ تھی۔ "اپنے من سے اس خیال کو نکال دو بھولے ناتھ' اب کاکا سے اجازت لیے بغیر موت کی دیوی بھی تمہارے قریب نہیں آئے گی۔ الجھی ہوئی ڈور کا سرا تلاش کرنے کی کوشش کرو گے تو اور الجھ جاؤ گے تمہاری مکتی اسی میں ہے کہ آنکھ موند کر اپنی کاکا رانی کی آگیا کا پالن کرتے رہو۔"

"اور اپنے خدا اور رسول کو بھی بھول جاؤں۔" میں نے اسے تیز نگاہوں سے گھورا۔

"وہ تو تم بھول چکے تھے۔" اس نے بڑا گہرا طنز کیا۔ "اگر نہ بھولے ہوتے تو ماہ رخ کی سندرتا کے جال میں پھنس کر موم کی طرح نہ پگھل جاتے' میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہی ہوں؟"

"انسان غلطیوں کا پتلا ہے لیکن اگر وہ سچے دل سے معافی مانگے تو خدا اس کی توبہ ضرور قبول کر لیتا ہے۔"

"تمہیں اب اس کا موقع نہیں ملے گا۔" کاکا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "میں تمہیں دنیا کے گورکھ دھندوں میں اس طرح الجھا دوں گی کہ تم سسک سسک کر موت کی بھکشا مانگو گے پر تو موت بھی تمہارے قریب نہیں پھٹکے گی' جو سے تمہارے پاس ہے اس کی قدر کرو۔ پاپ اور پن کی باتیں دھرماتماؤں اور بڑے بڑے گیانیوں کو شوبھا دیتی ہیں۔ تم ان چکروں میں پڑ کر کیا کرو گے۔"

"تم کیا چاہتی ہو؟" میں نے سرد آواز میں پوچھا۔

"اس سندر ناری کے شریر کو چیر پھاڑ کر روند ڈالو جس نے تمہیں کاکا کے چرنوں پر لا ڈالا ہے۔"

کاکا کا لہجہ تحکمانہ تھا' وہ ماہ رخ کو میرے ہاتھوں قتل کرانا چاہتی تھی' میرے پاس فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن میں ماہ رخ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کو بھی تیار نہیں تھا' وہ میری محسنہ تھی' میں اسے موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتا تھا۔ مجھے یہ بھی علم تھا کہ ماہ رخ کے قتل کے بعد میرے خلاف ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا جس سے بچنے کی خاطر مجھے کاکا کی طاغوتی قوتوں کے سامنے دامن پھیلانا پڑے گا۔

"تم جو سوچ رہے ہو وہ غلط نہیں ہے۔" کاکا نے میرے دل کا حال پڑھتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "پر تو اس کے سوا تمہارے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔"

میں تلملا کر رہ گیا۔ اسی وقت لیڈی مکارتس کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"اتنی جلدی ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں ہے میرے عزیز۔ تم اس وقت کاکا کی گندے جال میں پھنس کر بے بس ہو گئے ہو' میں فوری طور پر تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی لیکن اتنی پیشن گوئی ضرور کر سکتی ہوں کہ حالات ابھی اتنے خراب نہیں ہوئے جتنا تم سوچ رہے ہو۔ میرے ایک مشورے کو گرہ سے باندھ لو تم اپنے دل میں میرے بارے میں کوئی بات مت سوچنا ورنہ کاکا اس بات سے آگاہ ہو جائے گی۔"

میں نے لیڈی مکارتس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچا۔

"آنے والے وقت کا انتظار کرو۔ جلد بازی میں کوئی قدم ایسا نہ اٹھانا کہ بچاؤ کے تمام راستے بند ہو جائیں۔ فی الحال تم کاکا کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کرو۔ ماہ رخ کو قتل کرنے کے بعد تمہیں کوئی طاقت نہیں بچا سکے گی۔"

میں بدستور خاموش کھڑا کاکا کو گھورتا رہا۔

"میں اب جا رہی ہوں' لیکن میں اب بھی تمہیں اس کا یقین دلاتی ہوں کہ ایک نہ ایک دن میں کاکا کی سورتی کی طرح اس کی روح پر بھی قبضہ جما لوں گی۔"

"کن وچاروں میں گم ہو بھولے ناتھ۔" کاکا نے مجھے خاموش دیکھ کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہاری دوستی کے علاوہ اب میرے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔"

"مجھے وشواس تھا کہ تم کاکا کی شکتی کے سامنے سر جھکا دو گے۔" وہ بڑے غرور و تکبر سے بولی۔

"شاید میں نے تمہارا کہنا نہ مان کر غلطی ہی کی تھی۔" میں نے لیڈی مکارتس کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے بھوش کو نقصان پہنچانے کے سلسلے میں کچھ انتظار کر لینا چاہیے تھا۔"

"اب تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں بھوش سے دور ہی رہوں گا۔"

"لیکن اب تم اپنی مرضی سے نہیں کاکا کی مہان شکتی سے ڈر کر یہ فیصلہ کر رہے ہو۔ کیوں شہباز خان؟"

"ہاں۔ میں اس سے انکار نہیں کروں گا۔" میں نے دل میں کچھ سوچے بغیر کہا۔

"کیا تم مجھے وشواس دلا سکتے ہو کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ تمہارے اندر کی آواز ہے۔" کاکا فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں تیار ہوں۔"

"پھر آگے بڑھو ۔۔۔ اور ماہ رخ کو اپنے اور میرے بیچ سے ہمیشہ کے لیے ہٹا دو۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کبھی ماہ رخ نے بھی میرے اوپر کچھ احسانات کیے تھے۔ میری درخواست ہے کہ تم میرا اتنا کٹھن امتحان نہ لو۔"

"مارگریٹ کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟" وہ پینترا بدل کر بولی۔

"وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اسے قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو اس طرح غائب کروا دیا گیا ہے کہ کسی کو اس کی خبر نہ ملے۔"

"اور رگی۔"

"وہ میرے دوست کے کیسینو میں قید ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ اگر تم کوشش کرو تو پروفیسر ابرار کے سلسلے میں میرے کام آ سکتے ہو۔"

"مجھے کیا کرنا ہو گا۔" میں نے بڑی سعادت مندی سے دریافت کیا۔

"دھیرج سے کام لو شہباز خان۔" وہ مسکرائی۔ "میں تمہیں آہستہ آہستہ استعمال کروں گی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ماہ رخ کی خواب گاہ جو کچھ دیر قبل میرے لیے کسی طلسماتی دنیا سے کم نہیں تھی اب جیل کی اس کال کوٹھری سے زیادہ اذیت ناک تھی جہاں پھانسی پانے والے کسی مجرم کو بلیک وارنٹ کے بعد منتقل کیا جاتا ہے۔

"میجر نصیری کی چیک پوسٹ کو بم کے دھماکے سے کس نے اڑایا تھا؟"

"پروفیسر ابرار نے۔" میں نے بغیر جھجکے کہا۔ "کم از کم اس نے یہی کہا تھا۔"

"میں جانتی ہوں۔" کاکا نے میری بے بسی پر لطف اندوز ہوتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے خوشی ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے۔"

میں جواب میں ہونٹ چبا کر رہ گیا۔

"دس بارہ آدمیوں کے قتل میں کس کا ہاتھ تھا؟"

"میں پورے یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ندیم نے مجھے کہ بتایا تھا کہ اس میں اس کے آدمیوں کا ہاتھ تھا۔"

"پانڈے اور زحل کے بارے میں کیا کہو گے؟"

"ندیم نے ان دونوں کو بھی کسی محفوظ مقام پر رکھا ہے۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "کیا تمہاری مہان شکتی ان کا کھوج نہیں لگا سکتی؟"

"کل صبح تم سیدھے بھوش کے دفتر جاؤ گے۔" اس نے میرے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"وہاں جا کر مجھے کیا کرنا ہو گا۔" میں نے دل پر جبر کر کے پوچھا۔

"اب یہ ضروری نہیں ہے کہ کاکا تمہاری ہر بات کا جواب دے۔" وہ بے رخی سے بولی۔ "تم صرف میری آگیا کا پالن کرتے رہو۔ اسی میں تمہاری مکتی ہے۔" میں پھر تلملا کر رہ گیا۔

"اب تم واپس جا سکتے ہو لیکن ایک بات کا دھیان رکھنا۔" اس کا لہجہ سرد اور سفاک تھا۔ "اگر تم نے کاکا کا کہنا نہ مانا تو پھر ماہ رخ کو قتل کرنے کے بعد تمہیں خود بھی تھانے جا کر اس کا اقرار بھی کرنا ہو گا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سر جھکائے ماہ رخ کی خواب گاہ سے باہر آ گیا۔ کاکا کے فاتحانہ قہقہوں نے دور تک میرا تعاقب کیا تھا۔ میرے پاس فوری طور پر لیڈی مکارتس کے مشورے پر عمل کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں تھا۔

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

دوسری صبح میں بھوشن کے دفتر میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ لیڈی مکارنس نے مجھے یہی مشورہ دیا تھا کہ فی الحال میں کاکا سے بگاڑ کرنے کی کوشش نہ کروں مجھے بھی کسی ایسے موقع کی تلاش تھی کہ میں الٹی ہوئی بساط کو اپنے حق میں کر سکوں' کاکا سے الجھنے کی صورت میں اس کی گندی طاقت مجھے کسی خطرناک چکر میں مبتلا کر سکتی تھی۔

بھوشن کے آفس تک پہنچنے میں مجھے کئی جگہ روکا گیا۔ میری جامہ تلاشی لی گئی۔ ان کا سلوک میرے لیے تحقیر آمیز تھا۔ میں خون کے گھونٹ پی کر سب کچھ سہتا رہا' خود بھوشن نے مجھے دیکھ کر نفرت ہی کا اظہار کیا تھا۔

"تشریف لائیں شہباز خان صاحب۔ بیٹھیے اور سنایئے آج کل آپ کے حالات کیسے ہیں' میرے پاس آنے کی زحمت کیسے گوارا کرلی۔ مجھے حکم دیا ہوتا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم دونوں ہی بزنس مین ہیں اس لیے ہمیں مفاہمت اور دوستی کا کوئی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔"

"لیکن ہمارے بزنس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔" وہ میرا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔ "دوسرے یہ کہ دوسروں پر حکم چلانا میری عادت بن چکی ہے" آپ شاید میری اس نیچر کو پسند نہ کریں۔"

"میرا اشارہ کسی مشترکہ کاروبار کی طرف نہیں تھا۔" میں نے دل پر جبر کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اور میں آپ کے کس کام آسکتا ہوں؟" اس کے تیور میں تکبر موجود تھا۔

"میں صرف یہ چاہتا ہوں مسٹر بھوشن کہ ہمارے درمیان جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور ہو جائیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آئی سی۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔ "گویا آپ کو اب اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ بھوشن سے دشمنی آپ کے لیے نقصان دہ ہی ثابت ہوگی۔"

"یہ میں نے کب کہا۔" میں نے سنبھل کر جواب دیا۔

"پھر یہاں آنے میں آپ کی اور کیا مصلحت تھی؟" اس کی کشادہ پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"بزنس میں ہم دونوں کو ہی نقصان پہنچ سکتا ہے۔" میں سنجیدگی سے بولا۔

"کیا تم مجھے دھمکی دینے کی غرض سے آئے ہو۔" بھوشن کے تیور یکلخت بدل گئے۔ "تم شاید بھول گئے ہو شہباز خان کہ اس وقت تم کس کے آفس میں براجمان ہو۔"

"میں اب بھی یہی کہوں گا مسٹر بھوشن کہ تمہیں میرے بارے میں ہی نہیں' خود اپنے بارے میں خاصی غلط فہمی ہو گئی ہے۔" میں نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر قدرے سپاٹ انداز میں جواب دیا۔

"بھوشن کی غلط فہمی بھی کسی کو شمشان گھاٹ پہنچانے کے لیے بہت کافی ہوتی ہے۔" وہ بڑے سرد لہجے میں بولا۔ "لیکن میں اپنے دشمنوں کو للکار کر مارنے کا عادی ہوں۔ تم اس وقت میرے دفتر میں نہ ہوتے تو شاید ـــــ" وہ اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد ہونٹ چبانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔" میں اٹھ کھڑا ہوا۔ "میں صرف یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ تم کس حد تک آگے جا سکتے ہو۔"

"گیٹ لاسٹ۔" وہ چیخ اٹھا۔ "نکل جاؤ یہاں سے اور یاد رکھنا کہ بھوشن نے تمہیں اس وقت جیون دان کیا ہے ورنہ ـــــ"

"ورنہ تم میرا کیا کر سکتے تھے۔" میرے تیور بھی بدل گئے "تم اس وقت اپنے دفتر میں ہو اس لیے اونچی آواز میں بول رہے ہو' کیا مجھے اب وہ محاورہ بھی دہرانا ہوگا کہ اپنی گلی میں ـــــ"

"بلیر ـــــ" بھوشن پوری قوت سے چلایا اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تھا۔ دوسرے ہی لمحے ایک خوفناک قسم کا آدمی ر انفل تانے اندر داخل ہوا۔ "کیا حکم ہے سر۔" بلیر نے میری سمت خطرناک نظروں سے گھورتے ہوئے بھوشن سے سوال کیا۔

"ان مہاشے کو باعزت طور پر باہر جانے کا راستہ دکھاؤ۔ تمام گارڈز اور سیکورٹی کے عملے کو سختی سے ہدایت کر دو کہ اگر یہ شخص دوبارہ میرے آفس کے آس پاس دکھائی دے تو اسے ختم کر دیا جائے۔ ریٹ از آل۔"

اگر میں اس وقت مجبور نہ ہوتا تو شاید بھوشن سے زندگی اور موت کا دو ٹوک فیصلہ کر لیتا۔ لیکن کاکا کی قوت مجھے کسی اور خطرناک کیس میں ملوث کر سکتی تھی چنانچہ میں بھوشن کو گھورتا ہوا واپسی کے ارادے سے پلٹا ہی تھا کہ بلیر نے اپنی رائفل کا رخ بھوشن کی جانب کر کے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم اپنے دفتر میں آئے ہوئے کسی مہمان کی بے عزتی کا کوئی حق نہیں رکھتے' تمہیں مسٹر شہباز سے اپنے رویے کی معافی مانگنی پڑے گی۔"

بلیر کی بدلی ہوئی آواز سن کر میرے علاوہ خود بھوشن بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا پھر اس نے دوبارہ اپنا سیدھا ہاتھ میز کے نیچے لے جانے کی کوشش کی تھی کہ بلیر نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے دونوں ہاتھ اوپر ہی رکھو مسٹر بھوشن جوزف' ورنہ تم جانتے ہو کہ بلیر کا نشانہ آج تک کبھی خطا نہیں ہوا۔"

بلیر کے اندر رونما ہونے والی اس اچانک تبدیلی نے

مجھے ششدر کر دیا۔ وہ یقیناً اس وقت جو کچھ کہہ رہا تھا اس میں اس کے اپنے ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا' لیکن وہ کون سی طاقت تھی جو اس وقت بلیر کو کنٹرول کر رہی تھی؟ شاید لیڈی مکارنس ـــــ میں نے سوچا پھر اچانک میرے ذہن میں کاکا کا تصور ابھرا اگر صندلی انگوٹھی کے بعد وہ مجھے اپنے اشاروں پر نچا سکتی تھی تو پھر اس نے بھوشن کے دفتر آنے پر کیوں مجبور کیا تھا؟ کیا وہ موجودہ صورتحال سے باخبر نہیں تھی کہ بھوشن کے ستارے گردش میں آ چکے تھے؟ اگر یہ دونوں باتیں غلط تھیں تو پھر وہ کون سی قوت تھی جس نے بلیر کے دل و دماغ پر اپنا تسلط جما رکھا تھا' بھوشن کے ذہن میں بھی کچھ ایسے ہی خیالات گردش کر رہے تھے' بلیر کے فیصلہ کن لہجے نے اسے بھی گنگ ہی کر دیا تھا۔

"وقت مت ضائع کرو مسٹر بھوشن ورنہ میں تمہارا جسم چھلنی کر دوں گا۔"

"تم ـــــ تم شاید اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔" بھوشن نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تمہارا خیال غلط ہے۔" بلیر کی بدلی ہوئی آواز کمرے میں گونجی۔ "اس وقت صرف بلیر کا جسم تمہارے سامنے موجود ہے' لیکن اس کے دل و دماغ پر میرا قبضہ ہے' میرا ایک اشارہ بلیر کی انگلیوں کو رائفل کی لبلبی دبانے پر مجبور کر سکتا ہے۔ میں تمہیں صرف ایک منٹ کی مہلت دے سکتا ہوں اس کے بعد کیا ہوگا تم خود بھی اس کا اندازہ لگا سکتے ہو۔"

"آئی ـــــ ای ـــــ ایم ـــــ سوری مسٹر شہباز۔" بھوشن نے مردہ سی آواز میں مجھے مخاطب کیا۔

"بلیر۔" وہی آواز کمرے میں دوبارہ سنائی دی۔ "تم دس منٹ تک اسی پوزیشن میں کھڑے رہو گے۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ مسٹر شہباز کے دفتر سے نکلتے ہی بھوشن کسی کمینگی کا ثبوت دینے کی خاطر دو غلے پن سے کام لینے کی کوشش نہ کرے۔ دس منٹ بعد تم میری قید سے دوبارہ آزاد ہو جاؤ گے۔"

بھوشن کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا' خود میری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی' میں ابھی تک یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ کون سی نادیدہ قوت ہے جو اچانک میری مدد پر آمادہ ہو گئی ہے اور کاکا کو اس کی خبر نہ ہو سکی۔ کیا وہ لیڈی مکارنس تھی جس نے بیک وقت کاکا اور بلیر دونوں کو ایک ہی وقت میں اپنی پراسرار قوت یا بلیک میجک کے ذریعہ باندھ رکھا تھا۔

"زبان پر زیادہ زور مت دو شہباز خان۔" اس بار وہ آواز مجھ سے مخاطب تھی۔ "جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاؤ۔"

"لیکن ـــــ"

"فی الحال سوال جواب کرنے سے پرہیز کرو' واپسی کا راستہ تمہارے لیے بالکل صاف ہوگا' بھوشن کے کارندے اس وقت بھی اپنی اپنی جگہ پوری طرح چوکس ہیں لیکن وہ تمہیں دیکھ نہیں سکیں گے۔"

میں نے دوسرا سوال نہیں کیا' ایک نظر بھوشن اور بلیر پر ڈالی' وہ دونوں ہی کسی بت کی طرح اپنی جگہ کھڑے ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے میں تیزی سے باہر نکل آیا' بھوشن کے حفاظتی دستے کے لوگ باقاعدہ پوزیشن لیے کھڑے تھے' میں ان کے سامنے سے تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت سے باہر آگیا' لیکن کسی نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی تھی۔

اپنے دفتر کی سمت واپس جاتے ہوئے بھی میرے ذہن میں وہی پراسرار آواز گونج رہی تھی۔ جس نے میری مدد کی تھی۔ میرا خیال تھا دس منٹ بعد کاکا دوبارہ مجھ سے ضرور رابطہ قائم کرے گی' اس نے یہی کہا تھا کہ صندلی انگوٹھی نے جسے کمبل پوش بزرگ نے مجھے دیا تھا۔ اس کا میری انگلی سے غائب ہو جانا اس بات کی علامت تھی کہ میرے اوپر سے وہ سایہ ہٹ گیا تھا جس نے کاکا کی شکتی کو بے اثر بنا رکھا تھا اور اب مجھے کاکا کے اشاروں پر چلنا پڑے گا۔ اسی نے مجھے بھوشن کے دفتر جانے کا حکم دیا تھا لیکن صورتحال غیر متوقع پر تبدیل ہو گئی تھی۔

دفتر آنے کے بعد بھی میں تقریباً آدھے گھنٹے تک اسی پراسرار آواز کے بارے میں ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر فون کی گھنٹی کی آواز نے میرے خیالات کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ دوسری جانب سے ندیم کی آواز سنائی دی۔

"تم نے تنہا بھوشن کے دفتر جانے کی حماقت کیوں کی تھی؟"

"میں تنہا کب تھا۔" میں نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "مجھے یقین تھا کہ تمہارے جاں نثار ماتحت میری نگرانی پر ضرور مامور ہوں گے اور کسی آڑے وقت پر میرے کام آنے سے گریز نہیں کریں گے کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ کل رات سے تمہاری ذہنی حالت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ ماہ رخ کی ملاقات نے میرے اوپر سحر کر دیا ہو۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کوئی اہم بات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔" ندیم سنجیدہ تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمارے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ہے جس سے ہم دونوں واقف نہ ہوں۔"

"بھوشن کے پاس کس لیے گئے تھے؟"

aazzamm@yahoo.com

"اسے یہ باور کرانے کے لیے کہ اگر اب بھی وہ اپنی حرام زدگی سے باز نہ آیا تو پھر اس کا انجام بھیانک ہی ہوگا۔"

"اور بھوشن اور اس کے گرگوں نے تمہارا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کی۔" ندیم نے غیر یقینی انداز میں دریافت کیا۔

"ہو سکتا ہے کہ بھوشن نے اپنے دفتر میں کوئی انتہائی قدم اٹھانے سے گریز کیا ہو۔ بہرحال مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ اس نے بات بڑھانے کی حماقت نہیں کی۔"

"تم نے کل رات ماہ رخ کو کس حالت میں چھوڑا تھا۔"

"کیا مطلب۔" میں چونک اٹھا۔ ندیم کے اس غیر متوقع سوال نے میرے ذہن کو الجھا دیا تھا۔

"ماہ رخ اس وقت ایک پرائیویٹ اسپتال کے وی آئی پی روم میں بے ہوش پڑی ہے۔" ندیم نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کی حالت ابھی تک خطرے سے باہر نہیں ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس نے جو شراب پی تھی وہ زہر آلود تھی۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ ماہ رخ کی حالت سننے کے بعد نہ جانے کیوں میرے جسم میں ایک سرد سی لہر دوڑ گئی۔

"ماہ رخ کے بنگلے پر مامور عملے کا بیان ہے کہ تم آخری آدمی ہو جس نے ماہ رخ سے ملاقات کی تھی۔" ندیم نے تیزی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ پولیس تم سے تفتیش کی غرض سے ملے لیکن تم ایک جواب پر ڈٹے رہنا۔ جب تم ماہ رخ کی رہائش گاہ پر گئے تھے اس وقت وہ بالکل نشے کی حالت میں نہیں تھی، جو شراب اس کے معدے سے برآمد ہوئی ہے ہو سکتا ہے وہ تمہارے جانے کے بعد استعمال کی گئی ہو۔"

"کیا تم نے ماہ رخ سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔" میں نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"کی تھی۔ لیکن ابھی ڈاکٹرز نے اس کے کمرے کے باہر نو وزیٹرز کی تختی لگا رکھی ہے۔ جس پر بڑی سختی سے عمل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پولیس نے بھی اسپتال کے عملے کو سخت تاکید کر رکھی ہے کہ جب تک وہ ماہ رخ کا بیان نہیں لے لیتی کسی دوسرے شخص کو اس سے ملاقات کی اجازت نہ دی جائے۔"

"کیا سلیمان شاہ کو بھی ماہ رخ کی کیفیت کی اطلاع مل چکی ہے۔"

"شاید ابھی تک اسے اطلاع نہیں ملی۔" ندیم نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میری اطلاع کے مطابق سلیمان شاہ اپنی زمینوں پر گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد متوقع ہے۔ مجھے ماہ رخ کی ایک پرسنل سکریٹری نے یہی اطلاع دی ہے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ سلیمان شاہ کے اشارے پر اس کے کسی نمک حلال ملازم نے شراب کی بوتلوں میں زہر ملا دیا ہو۔"

"میرا انتظار کرو۔ میں تمہاری طرف آرہا ہوں۔" ندیم نے کہا پھر رابطہ منقطع کر دیا۔

ندیم کے فون نے مجھے ایک نئی الجھن سے دوچار کر دیا۔ واقعات جس انداز سے پیش آرہے تھے انہوں نے میرے ذہن کو بری طرح الجھا دیا تھا۔ بھوشن کے آفس میں اس کے ملازم بلبیر کا میرے بجائے خود بھوشن پر رائفل تان لینا اور اب ماہ رخ کے زہر پینے کی اطلاع۔ یہ سب کچھ میرے لیے حیرت انگیز ہی تھا۔ نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ اب بھی کوئی پراسرار طاقت میری پشت پناہی کر رہی تھی۔ لیکن صندلی انگوٹھی کے غائب ہو جانے کے بعد وہ کون سی قوت تھی جو میرا ساتھ دے رہی تھی، مجھے اس کی مطلق کوئی اطلاع نہیں تھی۔ لیڈی مکلارنس نے اگر میرا ساتھ دیا ہوتا تو وہ کھل کر اس کا اقرار بھی کر سکتی تھی۔ کمبل پوش بزرگ مجھ سے خفا نہ ہوتے تو صندلی انگوٹھی اب بھی میرے ہاتھ میں ہوتی۔ کالکا سے اب اس بات کی کوئی توقع نہیں تھی کہ وہ بھوشن کے مقابلے پر میرے کسی کام آئے گی۔ اجناہو کے قبیلے کی اس نیک دل شخصیت نے جو خدا کے برگزیدہ بزرگ کے اشارے پر میری مدد کر رہی تھی اس نے بھی یقیناً نگاہیں پھیر لی ہوں گی۔ پھر وہ کون سی نادیدہ قوت تھی جس نے بھوشن کے دفتر میں بلبیر کے ذہن کو پلٹا دیا تھا۔ جس وقت وہ بھوشن کے بلانے پر اندر داخل ہوا تھا اس وقت اس کی خونخوار نگاہوں میں میرے لیے قہر ہی قہر تھا۔ اس کے تیور ضرورت سے کچھ زیادہ خطرناک نظر آرہے تھے لیکن پھر انتہائی حیرت انگیز طور پر وہ بھوشن پر رائفل تان کر بیٹھا تھا۔ اس کے علاوہ میرا بھوشن کے آدمیوں کی نگاہوں سے گزر کر واپس نکل آنا اور ان کا دم سادھے کھڑے رہنا یہ سب کچھ کسی طلسمی کہانی سے مختلف نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

معاً میرے دل میں لیڈی مکلارنس کا خیال ابھرا۔ اس کی آواز نے مجھے یقین دلایا تھا کہ بھوشن کے آدمیوں کی نگاہوں کے سامنے ایک پردہ کھینچ دیا جائے گا تاکہ وہ مجھے دیکھنے سے قاصر رہیں۔ ہوا بھی ایسا ہی تھا۔ اس خیال کے تحت میں نے لیڈی مکلارنس کو یاد کیا۔

"میں تمہارے دل کا حال پڑھ رہی ہوں میرے عزیز۔" لیڈی مکلارنس کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ نادیدہ قوت جس نے میرے اور تمہارے درمیان ایک دیوار کھڑی کر رکھی تھی اب تمہارا ساتھ نہیں دے رہی ہے ورنہ میں بھی کالکا کی طرح تمہارے دل کے اندر نہیں جھانک سکتی تھی۔"

"میں تمہارا شکر گزار ہوں لیڈی مکلارنس کہ تم نے

بھوشن کے دفتر میں۔"

"کیا اب تم میرا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہو۔" وہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے بولی۔

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا تم نے مجھے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش نہیں کی تھی کہ بھوشن کے آدمی واپسی میں مجھے نہیں دیکھ سکیں گے۔"

"میں نے کہا تھا مگر اس میں میری قوت کو کوئی دخل نہیں تھا۔" اس نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں بلاوجہ ہیروئن بننے یا دوسرے کا کریڈٹ اپنے سر لینے کی عادی نہیں ہوں۔ وہ کوئی اور ہی قوت تھی جس نے بھوشن کے آفس میں تمہاری مدد کی تھی۔"

"لیکن میں کسی قوت سے واقف نہیں ہوں۔"

"مجھے یقین ہے اگر تم واقف ہوتے تو اس وقت ذہنی الجھن کا شکار بھی نہ ہوتے۔" لیڈی مکلارنس نے کہا پھر سنجیدگی سے بولی۔ "ذہن پر زور ڈال کر سوچو میرے عزیز۔ کیا تم نے وہ آواز پہلے بھی کبھی سنی تھی جو بلبیر کے رنگ بدلنے کے بعد اچانک ہی تبدیل ہو گئی تھی۔"

"نہیں میں نے وہ آواز پہلی بار سنی تھی۔" میں نے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "کہیں اس میں بھی تو کالکا کی طاغوتی قوت کا کوئی دخل تو نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ ڈبل گیم کھیلنے کی کوشش کی ہو۔"

"نہیں۔ وہ کالکا نہیں ہو سکتی۔"

"آپ اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتی ہیں۔" میں نے پہلو بدل کر سوال کیا۔

"اس لیے کہ کالکا کی ایک ایک حرکت اب میرے مشاہدے میں رہتی ہے۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ابھی کچھ عرصے وہ اور میری دسترس سے باہر رہے گی۔ اس کے بعد وہ اپنی مورتی ہی کی طرح میرے قابو میں آجائے گی۔"

"ماہ رخ۔"

"میں جانتی ہوں۔" لیڈی مکلارنس نے ماہ رخ کا نام سن کر جواب دیا۔ "تمہارے دوست کی اطلاع غلط نہیں ہے۔ وہ اس وقت ایک پرائیویٹ اسپتال کے وی آئی پی روم میں بے سدھ پڑی ہے۔ اس نے کل رات جو شراب پی تھی وہ زہر آلود تھی۔"

"کیا اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔"

"نہیں۔ یہ تمہیں پھنسانے کی ایک سازش ہے لیکن تم پریشان مت ہو۔ مخالف قوتیں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے پہلو بدل کر سوال کیا۔ "کیا تم اس طاقت سے واقف ہو جس نے میرے خلاف یہ سازش بنی ہے۔"

"ہاں، لیکن میں ابھی اس کے بارے میں زبان نہیں کھولوں گی۔"

"کیوں۔ کیا اس میں بھی کوئی مصلحت ہے۔" میرے لہجے میں ہلکی سی کاٹ بھی تھی۔

"ہاں۔ کچھ ایسی مصلحتیں ہیں جو ابھی تمہارے ذہن میں نہیں آسکتیں۔"

"بھوشن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ بلبیر کی حرکت کو آسانی سے معاف کر دے گا۔"

"نہیں۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں کہ تمہارے بھوشن کے دفتر سے باہر آتے ہی بلبیر دوبارہ اپنی جون میں آگیا تھا لیکن بھوشن پاگل ہو رہا ہے۔ اس نے بلبیر پر چوری کا الزام لگا کر اسے پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ دفتر کے دوسرے لوگ بھی اس کے عتاب کا نشانہ بنے تھے، لیکن ان کا ایک ہی جواب تھا کہ انہوں نے تمہیں دفتر سے واپس جاتے نہیں دیکھا۔ بھوشن کو مجبوراً ان کی بات تسلیم کرنی پڑی لیکن اس وقت بھی وہ جنون کی حالت سے دوچار ہے۔ اس کا بس نہیں چل رہا کہ خود اپنی ہی بوٹیاں نوچنا شروع کر دے۔"

"کیا تم بھوشن کے بارے میں کوئی پیشین گوئی نہیں کر سکتیں۔ میرا مطلب ہے کہ اب اس کا اگلا قدم میرے خلاف کیا ہو سکتا ہے۔"

"ابھی میں پورے اعتماد سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ اب کسی سفارش کے بجائے اپنی ذاتی قوت استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔"

"کیا وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔"

"اس کا جواب آنے والا وقت ہی دے گا، لیکن میں ہر حال میں تم سے زیادہ دور نہیں رہوں گی۔" اس نے کہا پھر سلسلہ منقطع ہونے کی ہلکی سی کلک کی آواز ابھری تو میں نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اسی لمحے حسنہ کمرے میں داخل ہوئی اور میرا ذہن پھر الٹ گیا۔ ابھی تک اس کی شخصیت کا بھی دوسرا رخ میری سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ میں اسے تنقیدی نظروں سے گھورنے لگا۔

"میں اس وقت مخل تو نہیں ہوئی۔" اس نے بڑی معصومیت سے دریافت کیا۔

"جی نہیں۔ تشریف رکھیے۔" میں نے سنبھل کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر بولا۔ "آپ کو دفتر کا کام سمجھنے میں کوئی دشواری تو پیش نہیں آرہی۔"

"مجھے دفتر کے کام کی نہیں، کسی اور بات کی پریشانی لاحق ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے پوری توجہ سے اسے دیکھا۔

aazzamm@yahoo.com

"میرا خیال ہے شاید رکی آسانی سے اپنی زبان نہیں کھولے گا۔"

"رکی۔" میں چونکا۔ "کیا آپ کو۔"

"اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ وہ آپ کے دوست کے قبضے میں ہے۔" حسنہ نے معنی خیز انداز میں میرا جملہ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "کیا آپ رکی کے سلسلے میں میرا ایک مشورہ قبول کریں گے۔"

"آپ کو رکی کے بارے میں حالات کا علم کس طرح ہوا؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"میرا مشورہ ہے کہ رکی کو قتل کر کے اس کی لاش کے ٹکڑے بھوشن کے بنگلے کے عقبی حصے میں پھینک دیے جائیں۔" وہ میرا سوال نظر انداز کر کے بڑی سنجیدگی سے بولی۔ "پولیس اس سلسلے میں کسی حد تک بھوشن کو پریشان کرنے میں کامیاب بھی ہو سکتی ہے۔"

"فی الحال تو میرے پریشان ہونے کا نمبر ہے۔" میں نے دوسرے زاویے سے حسنہ کو کریدنے کی خاطر کہا۔ "ماہ رخ ایک پرائیویٹ اسپتال کے وی آئی پی روم میں بے ہوش پڑی ہے۔ اسے شراب میں زہر دیا گیا تھا۔ کم از کم پولیس سرجن کی یہی رپورٹ ہے۔"

"اور اس سلسلے میں آپ کی پریشانی یہ ہے کہ اس شام آپ واحد آدمی تھے جو ماہ رخ سے ملے تھے۔"

"میں آپ کے بارے میں کیا سمجھوں۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔ "آپ کو اتنی ساری باتوں کا علم کس طرح ہو جاتا ہے۔"

"جب آپ کو میری فکر دامن گیر ہے تو پھر مجھے بھی آپ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔" اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"میں اب بھی آپ کے اس جملے کا مقصد نہیں سمجھا۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "آپ کو اس بات کا وہم کس طرح ہو گیا کہ مجھے آپ کی فکر دامن گیر ہے جبکہ ملازمت حاصل کرنے کی درخواست خود آپ نے کی تھی۔"

"ماہ رخ کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں۔" وہ میرے جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔ "اسے شراب میں زہر کی آمیزش کا علم ہوتا تو شاید وہ اسے کبھی منہ نہ لگاتی۔"

"کیا مطلب۔" میں پھر چونکا۔

"سلیمان شاہ کی جگہ اگر آپ ہوتے تو شاید آپ کے ذہن میں بھی ماہ رخ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایسی ہی کوئی ترکیب آسکتی تھی۔" وہ اپنے جملے کو منقطع کیے بغیر بولی۔ "یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ سلیمان شاہ ایک ہفتے کے لیے اپنی زمینوں پر گیا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں پولیس کا شبہ اس کی طرف نہیں جا سکے گا۔"

"تو کیا سلیمان شاہ کے کسی خاص آدمی نے جان بوجھ کر شراب کی بوتل میں زہر ملایا تھا۔"

"کبھی کبھی انسان بہت زیادہ محتاط ہونے کے باوجود بھی دھوکا کھا جاتا ہے۔" حسنہ نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "ماہ رخ نے بھی سلیمان شاہ کے کسی آدمی کو اپنی خواب گاہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی تھی۔ دونوں کے تعلقات کی نوعیت کیا ہے یہ بیشتر لوگوں کو معلوم ہے۔ سلیمان شاہ اور ماہ رخ ایک دوسرے کی ضرورت بن چکے ہیں لیکن آپ کی وجہ سے سلیمان شاہ نے یہی بہتر خیال کیا اب وہ ماہ رخ کا کانٹا درمیان سے نکال دے۔"

میں ایک لمحے کو گنگ رہ گیا' حسنہ کی وسیع معلومات نے مجھے پھر اس کی شخصیت کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا' میری چھٹی حس بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ حسنہ بھی پراسرار قوتوں کی مالک ہے ورنہ اسے وہ حالات کس طرح معلوم ہو گئے تھے جو بھوشن کے کمرے یا ماہ رخ کی بند خواب گاہ میں پیش آئے تھے۔

"کیا آپ یہ نہیں پوچھیں گے کہ ماہ رخ کی بوتل میں زہر کس نے شامل کیا تھا۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

"کیا آپ کی شخصیت اس کے بارے میں جانتی ہے؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔" اس نے بے پروائی سے کہا۔ "میرا تعلق جس قبیلے سے ہے اس میں ایسی باتوں کا جاننا ضروری سمجھا جاتا ہے۔" حسنہ نے پھر ایک گول مول انداز میں کہا۔ "ماہ رخ سلیمان شاہ سے اسی قدر محتاط رہنے کی عادی تھی کہ وہ شراب کی ہمیشہ سیل بند بوتل استعمال کرنے کی عادی تھی لیکن اس بار اس کے اعتماد نے اسے دھوکا دیا۔"

"کیا مطلب۔۔۔"

"ماہ رخ کی خواب گاہ میں اس کی سیکریٹری مس ملیحہ کے سوا کوئی دخل نہیں دے سکتا' ملیحہ کو خود ماہ رخ نے بہت پرکھنے کے بعد اپنے لیے منتخب کیا تھا لیکن دولت کی طاقت کے آگے اس کے قدم بھی ڈگمگا گئے۔ سلیمان شاہ نے خاصی بھاری قیمت ادا کرنے کے بعد ملیحہ کے اعتماد کو خریدا ہے۔ زہریلی شراب کی بوتل بھی اسی نے موقع پا کر تبدیل کی تھی۔"

"کالاکا اور لیڈی مکارس کے بارے میں آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟" میں نے تیزی سے برجستہ سوال کیا۔ میں اس کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کا خواہش مند تھا' مجھے یقین تھا کہ وہ روانی میں اپنی اصلیت کا اظہار بھی کر جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔

"کالاکا اور لیڈی مکارس۔" اس نے غیر معمولی سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔ "یہ نام میں پہلی بار سن رہی ہوں۔"

میں جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا اسی وقت ندیم کمرے میں داخل ہوا۔

"میرے بارے میں کسی اور سے ڈسکس نہ کیجئے گا۔ پلیز۔" حسنہ نے سرگوشی کی پھر اٹھ کر آفس سے باہر چلی گئی۔

"کیا راز و نیاز ہو رہے تھے۔" ندیم نے میرے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"دفتری معاملات پر ڈسکشن ہو رہا تھا۔" میں نے حسنہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے جواب دیا پھر موضوع بدل کر پوچھا۔ "ماہ رخ کی حالت اب کیسی ہے۔"

"وہ ابھی تک کوما (COMA) کی کیفیت سے دوچار ہے' ڈاکٹر اسے بچانے کی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں۔" ندیم نے کہا۔ "میں نے ماہ رخ سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا۔ پولیس والے بڑی سختی سے اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں۔"

"سلیمان شاہ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے کیا اسے ابھی تک ماہ رخ کے بارے میں اطلاع نہیں ملی؟" میں نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے ہو گئی ہو لیکن ابھی تک وہ زمینوں سے واپس نہیں آیا۔" ندیم نے کہا پھر سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "میری بات کا خیال رکھنا' جس وقت تم ماہ رخ سے ملے تھے اس وقت وہ نشے کی حالت میں نہیں تھی۔"

میں کچھ اور معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے اس کا موقع نہیں ملا۔ سراج سادے کپڑوں میں دفتر میں داخل ہوا تھا' اس کے ساتھ جو ماتحت تھا وہ بھی سادہ لباس میں ہی تھا۔ البتہ اس نے روزنامچہ ٹائپ کا رجسٹر اور قلم ہاتھ میں دبا رکھا تھا' صاف ظاہر تھا کہ سراج میرا بیان قلمبند کرنے کے ارادے سے آیا تھا' میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا' ندیم کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے اس نے فوراً ہی اپنے آنے کا مقصد ظاہر نہیں کیا' کچھ دیر تک رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر سراج کو ندیم کی موجودگی میں اصل مقصد کی طرف آنا پڑا۔

"مسٹر شہباز' میں اس وقت آفیسر نہیں بلکہ دوست کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔"

"اور یہ روزنامچہ کس خوشی میں ساتھ لیے گھوم رہے ہیں۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ میں آپ کا بیان لینے کی غرض سے آیا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں گے۔" اس کے لہجے میں سعادت مندی سی تھی۔

"خیریت۔۔۔" میں نے انجان بن کر پوچھا۔

"خیریت ہوتی تو اس وقت یہاں کیوں آتا۔" اس نے کرسی پر کسمساتے ہوئے جواب دیا۔ "سوچ رہا ہوں کہ پھر طویل رخصت پر چلا جاؤں۔"

"بات کیا ہے؟"

"ماہ رخ صاحبہ ایک پرائیویٹ اسپتال میں داخل ہیں اور۔۔۔"

"پولیس سرجن کے دفتر کی رپورٹ ہے کہ ماہ رخ نے زہر ملی شراب پی لی ہے۔" ندیم نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ کو یہ خبر بھی مل چکی ہے۔" ندیم کا جواب سن کر سراج نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"آئی سی۔" میں نے سراج سے کہا۔ "گویا آپ اس وقت ماہ رخ کے سلسلے میں میرا بیان لینے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔"

"جی ہاں۔ دراصل وہاں کے گارڈز اور دیگر ملازموں کا بیان ہے کہ کل شام آپ ہی وہ ملاقاتی تھے جو ماہ رخ صاحبہ سے آخری بار ملے تھے۔"

"میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں کل شام ماہ رخ سے ملنے گیا تھا۔" میں نے سنجیدگی اختیار کر لی۔ "آخری ملاقات والی بات ممکن ہے درست بھی ہو لیکن میں اس سلسلے میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"آپ ماہ رخ سے کس سلسلے میں ملے تھے؟"

"خالص کاروباری سلسلے میں۔" میں نے جواب دیا تو سراج کے ساتھ آنے والے اس کے ماتحت نے رجسٹر کھول کر اس پر سوال جواب لکھنے شروع کر دیے تھے' باضابطہ کی کارروائی تھی جسے میں روک نہیں سکتا تھا' مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ بعد میں مجھے اس پر اپنے دستخط بھی کرنے ہوں گے اس لیے میں اپنی جگہ خاصا محتاط ہو گیا تھا۔

"کیا جس وقت آپ ماہ رخ سے ملے اس وقت وہ نشے کی حالت میں تھیں۔"

"بدقسمتی سے نہ تو مجھے مے نوشی کا کوئی تجربہ ہے نہ ہی میں کسی دوسرے کے بارے میں اس کا اندازہ وثوق سے کر سکتا ہوں۔ بہرحال جہاں تک میرا خیال ہے ماہ رخ اس وقت نشے کی حالت میں نہیں تھی جب میں اس سے ملا تھا۔"

"کیا وہ کچھ پریشان معلوم ہو رہی تھی۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرا مطلب ہے کہ دوران گفتگو کیا کوئی ایسی بات ہوئی تھی جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکے کہ محترمہ کسی وجہ سے دل برداشتہ ہوں۔"

"جی نہیں۔ ہمارے درمیان بڑے خوشگوار موڈ اور ماحول میں گفتگو ہوئی تھی۔"

"آپ وہاں سے کس وقت رخصت ہوئے تھے۔"

"میں نے وقت نہیں دیکھا لیکن میرا خیال ہے کہ اس

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

وقت سات یا پھر ساڑھے سات کا وقت رہا ہو گا۔"
"اور کوئی خاص بات جسے آپ نے خاص طور پر نوٹ کیا ہو۔"
"جی نہیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے درمیان بڑے خوشگوار ماحول میں گفتگو ہوئی تھی۔"
"ایک بات اور۔" سراج نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا جس وقت آپ کے اور ماہ رخ صاحبہ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس وقت وہاں کوئی تیسری شخصیت بھی موجود تھی؟"
"جی نہیں۔"
"کیا آپ اکثر کاروباری سلسلے میں محترمہ سے ملتے رہتے تھے؟"
"صرف بوقت ضرورت۔"
"مسٹر شہباز۔" سراج نے پہلو بدل کر سوال کیا۔ "کیا سلیمان شاہ کو اس بات کا علم ہے کہ آپ ان کی مسز سے ملتے رہتے ہیں۔"
"میں اس سوال کی وضاحت چاہوں گا۔" میں نے سراج کو تیز نظروں سے گھورا۔
"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی مکمل وضاحت نہیں کی جا سکتی لیکن وہ قانونی نکتہ نگاہ سے خاصی اہم ہوتی ہیں۔"
"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ سلیمان شاہ کو ہمارے بارے میں کوئی علم رہا یا نہیں۔"
"کیا آپ کبھی سلیمان شاہ سے بھی براہ راست ملے ہیں؟"
"ایک دو بار کسی آفیشل فنکشن میں سرسری سی ملاقات ہوئی ہے۔"
"کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ سلیمان شاہ آج کل اپنی زمینوں پر گئے ہوئے ہیں؟"
"میرا خیال ہے کہ ماہ رخ نے ایسی کوئی بات کی تو تھی لیکن میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔"
"ایک آخری سوال اور۔ کیا آپ محترمہ کے بارے میں یہ بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے جان بوجھ کر زہریلی شراب پی ہو گی یا کسی نے۔"
"آئی ایم سوری مسٹر سراج۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "آپ جو سوال مجھ سے کر رہے ہیں اس کا جواب ماہ رخ ہی بہتر طور پر دے سکتی ہیں۔"
"بائی دی وے مسٹر سراج۔" ندیم نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا آپ کو اس بات کا شبہ ہے کہ ماہ رخ کو زہر آلود شراب شہباز نے زبردستی پلائی ہو گی۔"
"میں نے یہ کب کہا۔" سراج نے ندیم کو گھورتے ہوئے کہا۔
"آپ کے آخری سوال سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کسی نہ کسی زاویے سے میرے دوست کو اس کیس سے منسلک کرنا چاہتے ہیں۔"
"قانونی باریکیوں کو آپ مجھ سے زیادہ نہیں سمجھتے مسٹر ندیم۔" سراج نے ناخوشگوار انداز میں جواب دیا۔ "ویسے بھی آپ کو بلاوجہ قانونی معاملات میں دخل اندازی سے گریز کرنا چاہیے۔"
"سوری۔" ندیم زہر خند سے بولا۔ "دراصل کسی کی مصیبت میں کام آنا میری عادت ہے۔ ایک بار میں نے شہباز ہی کے کہنے پر کسی ایسے ذمہ دار پولیس آفیسر کی بھی مدد کی تھی جسے معافی مانگنے کے جرم میں مجبوراً چھٹی پر جانا پڑا تھا۔ اگر میں اس وقت مداخلت نہ کرتا تو شاید آج صورتحال کچھ مختلف ہی ہوتی۔"
سراج اپنی جگہ تل کھا کر رہ گیا۔ ندیم نے اس کی دکھتی رگ کو چھیڑ دیا تھا۔
"میں اب اجازت چاہوں گا مسٹر شہباز۔" وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ندیم کے تیکھے جملے نے اس کے چہرے کی تمازت کو بڑھا دیا تھا۔ میں نے اس کے کہنے پر رجسٹر پر موجود اپنے بیان کو بہت غور سے دیکھا پھر بلا تامل اس پر دستخط کر دیے۔ سراج تلملاتا ہوا دفتر سے چلا گیا تو ندیم مسکرا کر بولا۔
"میرا خیال ہے تمہارے سراج صاحب اب مجھے بڑی محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔"
"کسی کو پسند یا ناپسند کرنا انسان کی ذاتی رائے ہوتی ہے لیکن سراج خواہ مخواہ کسی کے خلاف کوئی غیر قانونی کارروائی کرنے والے افسران میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔"
"میرا ذاتی شبہ ماہ رخ کے سلسلے میں سلیمان شاہ پر ہے۔" ندیم نے موضوع بدلتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔
"کوئی خاص وجہ۔"
"سلیمان شاہ کا اچانک زمینوں پر جانا، ماہ رخ کا زہر آلود شراب پینا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہو سکتا ہے۔" ندیم نے کہا۔ "تم یہ کیوں فراموش کر رہے ہو کہ ساحلی علاقے میں سلیمان شاہ کی ہٹ میں تمہاری اور اس کی ملاقات کس نوعیت کی تھی۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ خود سلیمان شاہ نے ماہ رخ کو راستے سے ہٹانے کی خاطر کوئی سازشی جال پھیلایا ہو۔"
"ہو سکتا ہے۔" میں نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "میری پوزیشن خاصی نازک ہو گئی ہے اس لیے کہ کسی نے سلیمان شاہ سے ساحلی علاقے میں میری ملاقات کے بارے میں اطلاع فون پر دی تھی۔ شاید وہ سلیمان شاہ ہی کا کوئی آدمی رہا ہو۔"
"ممکن ہے تمہارا قیاس درست ہو لیکن ایک بات طے

ہے۔" ندیم نے بڑے وثوق سے کہا۔ "ماہ رخ کا شمار ان خواتین میں نہیں کیا جا سکتا جو ناسازگار حالات کے پیش نظر خودکشی کو نجات کا ذریعہ سمجھ لیتی ہیں۔"
"تمہارا شبہ کس پر جاتا ہے۔" میں نے پہلو بدل کر سوال کیا۔ میرے ذہن میں حسنہ کے کہے ہوئے جملے گونجنے لگے لیکن میں نے ندیم کے سامنے اس کا اظہار نہیں کیا اس لیے کہ حسنہ نے جاتے جاتے مجھ سے یہی درخواست کی تھی کہ میں اس سلسلے میں کسی اور سے ڈسکس نہ کروں۔
"جب تک ماہ رخ ہوش میں نہ آ جائے ہم کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔"
"بھوشن کے بارے میں کیا خیال ہے۔" میں نے یوں ہی ایک اور ممکنہ پہلو کو کریدنے کی کوشش کی۔ "کیا اسے اس بات کا علم نہ ہو گا کہ اس نے مجھے جس سازش میں پھانسنے کی کوشش کی تھی اس کا توڑ ماہ رخ کی سفارش نے کیا تھا۔"
"اور بھی بہت سارے امکانات ہیں لیکن ابھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔" ندیم نے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ جب تک ماہ رخ کو ہوش نہیں آ جاتا ہمیں بہت محتاط رہنا ہو گا۔ خاص طور پر بھوشن کے سلسلے میں۔ تم نے اس کے دفتر جا کر عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔"
"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ بساط اتنی جلدی پلٹ جائے گی۔"
"میں ایک بار پھر اسپتال جا کر ماہ رخ سے ملنے کی کوشش کرتا ہوں۔" ندیم نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ ہوش میں آ چکی ہو لیکن پولیس ابھی تک اس سلسلے میں رازداری سے کام لے رہی ہو۔"
ندیم کے جانے کے بعد میرے ذہن میں دوبارہ حسنہ کی شخصیت کا پراسرار پہلو ابھر آیا۔ وہ بھی یقیناً کسی ایسی ماورائی قوت کی مالک ضرور تھی کہ اسے تمام باتوں کا علم حیرت انگیز طور پر ہو جاتا تھا۔ میرے ذہن میں اس کے ایک ایک جملے صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ دفتر میں میرے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔ میں نے نظر گھما کر دیکھا، کاکا اس وقت اپنے مکروہ روپ میں میرے سامنے کھڑی مجھے قہر آلود نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس کی خونی آنکھوں میں شعلوں کا رقص ہو رہا تھا۔ اس کے تیور غضب ناک نظر آ رہے تھے لیکن اس میں شکست کا احساس بھی شامل تھا۔
"تم۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میں تمہارے کہنے پر بھوشن کے دفتر گیا تھا لیکن۔"
"پھر کسی کی چھایا تمہارے کام آ گئی۔" کاکا غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔
"مجھے نہیں معلوم لیکن بلیر نے نہ جانے کیوں میری مدد کی تھی جو میں بچ کر واپس آ گیا۔" میں نے کاکا کی چھایا والی بات سن کر کہا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ بھوشن نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا۔"
"مجھے کیول اتنا بتا دو کہ اب کون سی شکتی تمہارے کام آ رہی ہے؟"
"تمہاری شکتی بھی اپرمپار ہے۔" میں نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ عین موقع پر تمہیں میرے اوپر دیا آ گئی ہو اور تم نے بلیر کا دماغ پلٹ دیا ہو۔"
"نہیں۔" وہ اپنی پراسرار نظروں سے میرے وجود کی گہرائیوں میں جھانکتے ہوئے سوچ میں بولی۔ "وہ میں نہیں تھی کوئی اور شکتی تھی لیکن ایک بات میں پورے وشواس سے کہہ سکتی ہوں، اب جو طاقت تمہارا بچاؤ کر رہی ہے وہ پوتر نہیں ہے۔"
"کیا مطلب۔" میں نے سوالیہ نظروں سے کاکا کو گھورا۔ "کیا تم اس طاقت سے واقف ہو چکی ہو۔"
"نہیں۔ پر تو میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اب تمہارے قدم ڈگمگانے کے دن آ گئے ہیں۔"
"میں سمجھا نہیں۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔
"جس سے تم ماہ رخ کے سندر شریر سے کھیل رہے تھے، میں تم دونوں سے زیادہ دور نہیں تھی لیکن اسی پلید آتما نے مجھے ماہ رخ کے شریر میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔" کاکا نے تھوڑے توقف سے جواب دیا۔ "اگر وہ شکتی پوتر ہوتی تو میرا راستہ کھوٹا کرنے کی کوشش کبھی نہ کرتی۔ اس لیے کہ جن کے من اجلے ہوتے ہیں وہ پاپ کی دنیا سے ہمیشہ بہت دور رہتے ہیں، جو چھایا پہلے تمہاری سہائتا کر رہی تھی وہ بہت مہان تھی۔ تم نے شاید اسے ناراض کر دیا۔ کاکا جانتی تھی کہ پاپ اور پن کا جوڑ زیادہ دنوں نہیں چلے گا۔ اسی کارن میں نے کہا تھا کہ وہ شکتی تم سے روٹھ جائے گی اور تم بہت جلد کاکا کی مٹھی میں ہو گے۔"
"لیکن تمہارے سپنے پورے نہیں ہوں گے۔"
"اتنی جلدی کوئی آخری فیصلہ بھی مت کرو۔" کاکا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "جس پلید قوت نے تمہارے ساتھ ناتا جوڑا ہے وہ تمہاری کاکا رانی کی نگاہوں سے زیادہ دنوں چھپی نہیں رہے گی۔"
"میرے لیے اب تمہارا کیا حکم ہے۔" میں نے اسے چڑانے کی خاطر دریافت کیا۔
"تم چاہتے ہو تو اب بھی میرے ساتھ دوستی کا سمبندھ توڑنے کی کوشش نہ کرنا۔"
"میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا۔ تم نے کئی موقعوں پر میری جان بھی بچائی ہے لیکن بھوشن کے معاملے میں۔"
"یہ دیوتاؤں کا حکم ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ میں بھی

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

نہیں۔" وہ نخوس لہجے میں بولی۔ "ہاں۔ جب اس کے ستارے چکر میں آجائیں تو پھر میں دیوتاؤں کی پابند نہیں رہوں گی۔"

"تم جس پلید شکتی کی سمت اشارہ کر رہی ہو کہیں وہ لیڈی مکارنس تو نہیں ہے۔"

"کاکا سے تمسخل بازی کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟" اس کے تیور تیکھے ہو گئے۔ "سفید چمڑی کی وہ بڑھیا میرے چرنوں کی دھول بھی نہیں ہے۔"

"ماہ رخ کے سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔ "کیا اس نے جان بوجھ کر زہریلی شراب پی ہے یا ___"

"چتا مت کرو۔ دھیرج سے کام لو شہباز خان۔ میں دیکھوں گی کہ وہ پلید شکتی کب تک تمہارا ساتھ دے سکے گی۔" کاکا نے خشمگیں نظروں سے مجھے گھورا۔ "میں جا رہی ہوں پرنتو ایک بات دھیان میں رکھنا۔ بھوشن سے پنجہ لڑانے کی کوشش بھول کر بھی نہ کرنا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ میں کوئی جواب دیتا وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور میں اس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ میرے ذہن میں بس ایک ہی سوال گونج رہا تھا۔ اگر کاکا کے کہنے کے مطابق کوئی گندی قوت میرا ساتھ دے رہی تھی تو اس کا مقصد کیا تھا؟ کیا اسی کی وجہ سے خدا کے برگزیدہ بزرگ نے میرے سر سے شفقت کا ہاتھ کھینچ لیا تھا؟

□—❋—□

رکی کے بائیں پاؤں میں پنڈلی پر آیا ہوا میری گولی کا زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوا تھا لیکن اسے اس کی پرواہ بھی نہیں تھی۔ اس کی نگرانی پر مامور افراد کا بیان تھا کہ وہ ہر وقت کسی گہری سوچ میں غرق رہتا تھا۔ اس وقت بھی جب اسے ہمارے سامنے لایا گیا تو وہ کسی سوچ میں مستغرق نظر آ رہا تھا۔

"تمہارا زخم اب کیسا ہے؟" ندیم نے اسے سپاٹ لہجے میں مخاطب کیا تو رکی کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"جب تک رکی اپنے دشمن کے خون سے ہاتھ نہیں دھوتا اس کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"تم اپنا دشمن کسے سمجھ رہے ہو۔" ندیم نے پوچھا۔

"ابھی میں نے اس کا فیصلہ نہیں کیا۔"

"مسز فرگوسن کی خواب گاہ میں تمہیں میں نے زخمی کیا تھا، میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" میں نے رکی کو مخاطب کیا۔

"تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔" اس نے استہزائیہ انداز میں جواب دیا۔ "تم نے اگر بروقت پھرتی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو شاید رکی اس وقت تمہاری قید میں

شاہ فیصل شہید

★---- پروفیسر ایم اشرف

شاہ فیصل شہید کے کارناموں اور ان کی ذاتی زندگی کے متعلق ایک دلچسپ کتاب----

قیمت: -/50 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

کبھی نہ ہوتا۔ بہرحال ابھی تک میں نے تمہارے بارے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا۔"

"پھر ___" ندیم نے سوال کیا۔ "تمہارا دشمن اور کون ہو سکتا ہے۔"

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میلبا کے قتل میں کس کا ہاتھ تھا؟" رکی نے ندیم کے سوال کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔

"بھوشن کے اجرتی قاتلوں نے ___" میں نے تیزی سے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے لیکن کیا تم اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہو؟"

"ثبوت اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" میں نے بے رخی سے کہا۔

"کیا مطلب ___" رکی چونکا۔

"مسز فرگوسن کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"وہ ___ وہ اچھے کردار کی مالک نہیں تھی لیکن اس کے باوجود اس نے مجھے اپنی چھت کے نیچے پناہ دی تھی۔"

"صرف اس لیے کہ وہ تم پر جان چھڑکتی تھی۔"

"مجھے معلوم ہے۔"

"جب تمہیں یہ معلوم ہے تو پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ

رقابت کی آگ جب بھڑکتی ہے تو کسی کا گھر پھونکنے سے دریغ نہیں کرتی۔"

"کیا ثابت کرنا چاہتے ہو۔" رکی نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔

"مس میلبا۔" میں نے مسکرا کر اس کے زخموں پر نمک پاشی کی۔ "مسز فرگوسن کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ وہ تمہاری کمزوری تھی۔ ایسی صورت میں اگر میلبا زندہ رہتی تو مسز فرگوسن تمہارے اوپر مکمل قبضہ نہیں جما سکتی تھی۔"

"ہو سکتا ہے لیکن تم نے ابھی یہ کہا تھا کہ میلبا کو بھوشن کے اجرتی قاتلوں نے قتل کیا ہے۔"

"تمہیں اس بات پر حیرت کیوں ہے۔" میں نے گمبھیر سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ بھوشن کے لیے کوئی حسین اور نوجوان لڑکی اتنی ہی اہم ہے جتنی کسی بھوکے کتے کے لیے گوشت کی بوٹی ہوتی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے مگر میلبا کا ناپ تول ان لڑکیوں میں نہیں کیا جا سکتا۔"

"اور تمہارے ساتھ اس کے تعلقات کیا اس کی شرافت کی ضمانت ہو سکتے ہیں؟" ندیم نے مسکرا کر کہا تو رکی کی پیشانی پر ان گنت شکنیں پیدا ہو گئیں۔

"میری بات اور ہے لیکن وہ دکان پر رکھے ہوئے مال کی طرح برائے فروخت نہیں تھی۔" وہ ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

"اور یہی خصوصیت اس کی موت کی وجہ بن گئی۔" میں نے لوہے کو گرم دیکھ کر کاری ضرب لگائی۔ "تمہیں معلوم ہو گا کہ مسز فرگوسن کے بھوشن کے ساتھ کس قسم کے کاروباری تعلقات تھے۔ وہ منہ مانگے داموں کے عوض بھوشن کو خوبصورت آزاد ماحول میں پروردہ کمسن لڑکیاں بھی فراہم کرتی تھی اور بعد میں ان لڑکیوں کو بلیک میل کر کے ان سے خاصی بڑی بڑی رقمیں وصول کرتی تھی۔"

"یہ بات میں تم سے بہتر طور پر جانتا ہوں کہ بھوشن حسین لڑکیوں کے سلسلے میں کس حد تک کمزور واقع ہوا ہے۔"

"میلبا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔ "کیا اس کا شمار تم حسین لڑکیوں میں نہیں کرو گے۔"

"میرے اندر دبی ہوئی چنگاریوں کو ہوا دینے کی کوشش مت کرو۔" رکی نے مجھے تیز نظروں سے گھورا۔ "میلبا میرے لیے کوہ نور ہیرے سے بھی زیادہ انمول تھی۔"

"اور مسز فرگوسن اس انمول ہیرے کو بھوشن کے ہاتھ فروخت کر کے ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتی تھی۔"

"کیا ___" رکی کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے۔ "تم مجھے بھڑکانے کی کوشش تو نہیں کر رہے ہو؟"

"تم اس وقت ہمارے رحم و کرم پر ہو اس لیے بظاہر ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تمہیں بھڑکانے کی کوشش کریں۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "مسز فرگوسن اب اس دنیا میں نہیں ہے کہ ہم اسے سچ اگلنے کی خاطر اس کا گلا دبا سکیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسز فرگوسن نے متعدد بار تمہاری میلبا کو بھوشن کی نفسانی خواہشات کی بھینٹ چڑھانے کی خاطر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میلبا نے ہر بار اس کی آفر کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس نے ایک موقع پر فرگوسن کو اس بات کی دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس نے بھوشن کے سلسلے میں اس پر زور دینے کی کوشش کی تو وہ تم سے سب کچھ صاف صاف بتا دے گی۔ ایسی صورت میں مسز فرگوسن نے وہی کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ اس نے بھوشن کو اعتماد میں لے کر تمہاری میلبا کی زبان ہمیشہ کے لیے بند کرا دی۔"

رکی نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ میری بات اس کے دل کو لگی تھی۔ کچھ دیر تک وہ خلا میں گھورتا رہا پھر اس نے ندیم کی طرف دیکھا۔

"کیا تم مجھے بھوشن سے فون پر گفتگو کرنے کی سہولت فراہم کر سکتے ہو؟"

ندیم نے جواب دینے کے بجائے اپنے آدمی کو اشارہ کیا۔

رکی کو ایک کارڈلیس فراہم کر دیا گیا پھر کمرے میں لگے پوشیدہ اسپیکر آن کر دیئے گئے۔ رکی نے نمبر ڈائل کرنے شروع کیے پھر ایک منٹ بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری جانب سے ایک نسوانی آواز ابھری تھی۔

"بھوشن سے ملا دو۔" رکی نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں۔"

"ڈبل ٹو ڈبل ٹو ___" رکی نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے غالباً کوئی مخصوص کوڈ ورڈ استعمال کیا تھا۔

"میں سمجھی نہیں۔" دوسری جانب سے وضاحت طلب کی گئی۔

"زیادہ سمجھنے کی کوشش مت کرو۔" رکی نے اونچی آواز میں غصے کا اظہار کیا۔ "جو نمبر میں نے کہا ہے وہ بھوشن کو بتا دو۔"

"ہولڈ آن پلیز۔" نسوانی آواز کمرے میں گونجی پھر کچھ دیر بعد بھوشن کی آواز سنائی دی۔

"کلر راؤنڈ۔" بھوشن نے بھی کسی کوڈ ورڈ کا سہارا لیا تھا۔

"بلا سٹڈ۔" رکی نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو؟"

"جہنم سے ___" رکی نے جھلا کر کہا۔ "لیکن فی الحال تم پریشان مت ہو۔ میں جہاں بھی ہوں خیریت سے ہوں۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"میں نے سنا تھا کہ تم کوف ـــــ"

"مسز فرگوسن اب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن رکی ابھی زندہ ہے۔" رکی نے بھوشن کی بات کاٹ کر کہا۔ "کیا تم مجھ سے فوری طور پر مل سکتے ہو؟"

"نہیں۔"

"مجھے اپنے نمبر بتاؤ۔" بھوشن نے کسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر بڑی دانش مندی سے کہا۔ "میں تمہیں رنگ بیک کرتا ہوں۔"

"فون بند مت کرنا بھوشن۔" رکی نے بھی دوراندیشی کا ثبوت دیا۔ "میں ایک پبلک بوتھ سے کال کر رہا ہوں۔"

"فون کا مقصد کیا تھا؟" بھوشن نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میلیا کو کن لوگوں نے قتل کیا تھا؟" اس بار رکی نے بدلے ہوئے تیور سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ فون پر ہمیں ـــــ"

"ہم جانتے ہیں مائی ڈیئر بھوشن کہ رکی کی زبان اگر کھل گئی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔" رکی نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔ "میلیا کے قتل میں کس کا ہاتھ تھا؟"

"شاید مسز فرگوسن کا۔"

"بکواس مت کرو۔" رکی کسی زخمی درندے جیسے انداز میں غرایا۔ "مسز فرگوسن نے مجھے مرنے سے پیشتر بہت کچھ بتا دیا تھا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ تم ہر قیمت پر میلیا کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہتے تھے لیکن اس نے تمہاری ناپاک خواہش کو رد کر دیا تھا اور اس کے بعد تمہارے شکاری کتوں نے تمہارے اشارے پر میلیا کو راستے سے ہٹا دیا۔"

"رکی۔" بھوشن نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "تم شاید اس وقت نشے کی حالت سے دوچار ہو۔"

"تمہارا خیال کسی حد تک ٹھیک ہی ہے۔" رکی نے سفاک لہجے میں کہا۔ "میں اس وقت واقعی نشے کی حالت میں ہوں لیکن رکی کا نشہ اب کسی کے جسم سے ابلتے ہوئے گندے خون ہی سے ٹوٹ سکے گا۔ تم شاید میرا مطلب سمجھ رہے ہو؟"

"کتے جب پاگل ہو جائیں تو انہیں گولی مار دی جاتی ہے۔" بھوشن نے کھردری آواز میں جواب دیا۔ "تم شاید اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہو۔"

"گویا میرا اندازہ درست ہے۔ میلیا کو تمہارے ہی آدمیوں نے ٹھکانے لگایا ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم رکی نہیں کوئی اور بول رہے ہو۔" بھوشن نے نفرت کا اظہار کیا۔ "ورنہ میں جس رکی سے واقف ہوں وہ نمک حرام نہیں تھا۔"

"رکی کی دشمنی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی بھوشن جوزف۔" رکی نے تیزی سے کہا۔ "تمہاری خیریت صرف اسی میں ہے کہ تم مجھے اس شخص کا نام بتا دو جس نے میلیا پر پہلی گولی چلانے کی جرات کی تھی۔ اس طرح تمہارا نمبر بعد میں آئے گا۔ دوسری شکل میں شاید مجھے تم ہی سے ابتدا کرنی پڑے۔"

"شٹ اپ۔" بھوشن فون پر چیخا۔ "دوبارہ میرے نمبر ڈائل کرنے کی حماقت نہ کرنا۔"

دوسری جانب سے ریسیور رکھنے کی آواز ابھری تو رکی نے کارڈلیس ندیم کی سمت بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس وقت میرے اور بھوشن کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے وہ تمہارے کسی خفیہ نظام نے ضرور ٹیپ کرلی ہوگی۔"

"میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کروں گا۔"

"کیا تم مجھ پر اعتماد کر کے صرف چوبیس گھنٹوں کے لیے آزاد کر سکو گے؟" رکی نے ہونٹ چباتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زندہ رہا تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اپنے آپ کو دوبارہ تمہارے حوالے کردوں گا۔"

"بھوشن کے خون سے اپنے انتقام کی آگ بجھانا چاہتے ہو؟" اس بار میں نے سوال کیا۔

"تمہاری جگہ اگر کوئی دودھ پیتا بچہ ہوتا تو وہ بھی یہی رائے قائم کر سکتا تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارے اور بھوشن کے درمیان ہونے والی گفتگو کی ٹیپ ہی ہمارے لیے بہت کارآمد ثابت ہوگی۔"

"نہیں۔" رکی نے تڑپ کر جواب دیا۔ "میں بھوشن کو مہلت نہیں دینا چاہتا۔ تم شاید نہیں جانتے کہ اس ولد الحرام کے تعلقات کتنے اوپر تک ہیں۔ وہ جب چاہے بساط کا رخ اپنے حق میں پلٹ سکتا ہے۔"

"ہمیں معلوم ہے۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "لیکن تم شاید اس بات سے ناواقف ہو کہ آج کل بھوشن نے اپنے اطراف جو حفاظتی جال پھیلا رکھا ہے اس کو توڑنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

"جب سر ہتھیلی پر رکھ کر کوئی فیصلہ کر لیا جائے تو پھر ایک ہی بات ممکن ہوتی ہے۔ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی موت۔"

"تمہاری موت کی خواہش ہم بھی پوری کر سکتے ہیں۔" میں نے حسنہ کے مشورے کے تحت فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟" رکی نے مجھے گھورتے ہوئے بڑی سفاکی سے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ "اور فی الحال یہ بات اپنے ذہن سے نکال دو کہ ہم تمہیں آزاد کرنے کا کوئی خطرہ مول لینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

جواب میں رکی کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ کمرے میں اس وقت ہم تینوں کے علاوہ ندیم کے دو مسلح گارڈ بھی موجود تھے جن کی نگاہیں جھپکے بغیر رکی پر جمی ہوئی تھیں لیکن رکی نے شاید ان پر غور کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ میرا جواب سن کر نہتا ہونے کے باوجود اس نے کسی زخمی آدم خور چیتے کی طرح اچانک مجھ پر چھلانگ لگا دی تھی۔ شاید وہ پاگل ہی ہو گیا تھا۔ اتفاق ہی تھا جو میں نے رکی کا ارادہ بھانپ لیا تھا اس لیے جلدی سے کترا کر ایک طرف ہو گیا۔ رکی نے حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ پلٹنے کی کوشش کی تھی لیکن اسی وقت دو بار مدھم سی آواز گونجی اور رکی کے جسم سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ وہ اپنا توازن تمام تر کوششوں کے باوجود برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

"تم ـــــ مجھے ـــــ اب بھی تھوڑی سی مہلت دے دو۔" وہ رک رک کر ملتجیانہ آواز میں کہہ رہا تھا۔ "اگر میلیا کی موت کا انتقام ـــــ لیے بغیر رکی ـــــ ای ـــــ ای ـــــ مر گیا تو ـــــ اس کی روح کو بھی ـــــ کبھی ـــــ کبھی چین نہیں ملے ـــــ آ ـــــ آ ـــــ گے ـــــ" رکی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا۔ اس کا سر ایک سمت ڈھلک گیا لیکن اس کی پتھرائی ہوئی نگاہیں اب بھی ہماری طرف بڑی حسرت بھرے انداز میں جم کر رہ گئی تھیں۔

"نمبر فور زیرو۔" ندیم نے ایک مسلح گارڈ کو مخاطب کیا۔ "تم رکی کی آخری خواہش پوری کرو گے۔ اس کی لاش کو بڑی احتیاط سے بھوشن کی کوٹھی کے عقبی حصہ تک پہنچا دو لیکن ایک بات کا خیال رہے، پکڑے جانے کی صورت میں تم وہی کرو گے جو وفادار اور سرو قسم کے افراد کرتے ہیں۔ تم شاید میرا اشارہ سمجھ گئے ہو گے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" مسلح گارڈ نے بڑے پرسکون اور ٹھوس لہجے میں سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "دشمن کے جال میں پھنسنے کے بجائے میں موت ہی کو زیادہ ترجیح دوں گا۔"

"گڈ۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا پھر رکی کی اکڑی ہوئی لاش پر ایک سرسری نظر ڈالی اور میرا ہاتھ تھام کر دوبارہ اپنے آفس میں آ گیا۔ دوسرا گن مین ہمارے ساتھ ساتھ ہی اوپر آیا تھا۔

"میں نے فور زیرو کو جو ہدایت دی ہے تمہیں اس کی گہرائی کا علم ہوگیا ہوگا۔" ندیم نے بڑے پرسکون انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کبھی کبھی انسان کو خود اپنی موت کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ کرنے میں خاصی دشواری پیش آتی ہے لیکن فور زیرو کی مشکل آسان کرنی ہوگی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں باس۔"

"ایک بات اور ذہن نشین کر لو۔" ندیم نے کہا۔ "رکی کی لاش بھوشن کی کوٹھی کے عقبی حصے میں ڈالنے کے بعد تم فوری طور پر مجھے صورت حال سے آگاہ کرو گے اور اس وقت تک وہاں سے دور نہیں ہوگے جب تک پولیس موقع واردات پر نہیں پہنچ جاتی۔"

"او کے باس۔" گن مین نے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں جو ہدایت دی ہے اس کی بھنک فور زیرو کو نہیں ملنی چاہیے۔" ندیم نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "فور زیرو کی کامیابی کی صورت میں اسے اپنی رہائش گاہ کی طرف پہنچنے کی ہدایت ضرور کر دینا۔ اگلے چوبیس گھنٹوں تک اسے اپنے ٹھکانے پر ہی محتاط رہنا ہوگا۔ کسی صورت میں بھی اسے زندہ حالت میں دوسرے گروہ تک نہیں پہنچنا چاہیے۔"

گن مین نے رائفل کے دستے پر ہاتھ مار کر اپنی وفاداری کا یقین دلایا پھر الٹے قدموں تہ خانے والے راستے کی جانب لوٹ گیا۔ مجھے خوشی تھی کہ ندیم نے اتفاق سے وہی فیصلہ کیا تھا جس کا مشورہ مجھے حسنہ نے دیا تھا پھر بھی میں نے ندیم کو ٹٹولنے کی خاطر پوچھ ہی لیا۔ "رکی کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے بعد تم نے پولیس کو اس کی اطلاع دینی کیوں ضروری سمجھی ہے؟"

"میں ولیم پوکر کو ایک بار پھر زندہ کرنا چاہتا ہوں۔" ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ہمارے پاس بھوشن اور رکی کی گفتگو کی جو ٹیپ ہے وہ فور زیرو کی کامیابی کے فوراً بعد تمہارے سراج صاحب تک پہنچا دی جائے گی جسے ولیم پوکر کی طرف سے سراج کے لیے ایک حقیر تحفہ قرار دیا جائے گا اگر اس کے باوجود تمہارے سراج صاحب ناکام رہے تو میں ان کی بزدلی پر آنسو بہانے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔"

"تمہاری پلاننگ یقیناً شاندار ہے۔" میں نے ندیم کو سراہتے ہوئے کہا۔ "مجھے امید ہے کہ سراج اس سنہری موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھائے گا لیکن ایک بات قابل غور ہے کیا بھوشن واقعی اتنی بڑی حماقت کا ثبوت دے سکتا ہے کہ رکی کو گولی مارنے کے بعد اسے اپنی ہی کوٹھی میں پڑا رہنے دے۔"

"یہ سوچنا پولیس کا کام ہے۔ ہمارا نہیں۔"

"لیکن بھوشن اس اہم نکتے کی آڑ لے کر اپنی پوزیشن کی وضاحت ضرور کر سکتا ہے۔"

"اور تمہارے سراج صاحب اگر عقل مندی کا ثبوت دیں تو اپنی رپورٹ میں یہ بھی شو کر سکتے ہیں کہ انہوں نے بھوشن کے آدمیوں کو عین اس وقت رنگے ہاتھوں پکڑ لیا جب رکی کی لاش کو وہ کسی اور جگہ منتقل کرنے کی کوشش کر رہے

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

تھے اس کے لیے سراج کو بھوشن کے چوکیدار اور دوسرے ایک دو ملازموں کو بھی گرفتار کرنا ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ ولیم پو کر سراج کو اس بات کا مشورہ بھی دے سکتا ہے۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ تمہاری کالکا رانی بھوشن کے معاملے میں اپنی پر اسرار قوتوں سے ضرور کام لے گی۔"

"ماہ رخ کے بارے میں تازہ رپورٹ کیا ہے؟" میں نے بات کا رخ بدلا۔

"پولیس ابھی تک اسے کسی سے ملنے کی اجازت نہیں دے رہی ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا پھر ایک لمحے کی خاموشی کے بعد بولا۔ "میری رپورٹ کے مطابق سلیمان شاہ کو اس حادثے کی اطلاع مل چکی ہے۔ کل صبح تک شاید وہ بھی واپس آجائے۔"

"کریم کی حالت اب کیسی ہے۔" میں نے سلیمان شاہ کے ذکر کو نظر انداز کرنے کی خاطر پوچھا۔

"خطرے سے باہر ہے لیکن شاید اسے ابھی ہفتہ دس دن تک مزید اسپتال میں رہنا پڑے گا۔ ڈاکٹروں کا یہی مشورہ ہے۔"

"کیا میں کریم سے مل سکتا ہوں۔"

"بھوشن اور رکی کے ڈرامے کو اسٹیج ہو لینے دو اس کے بعد کریم سے بھی مل لینا۔"

"میں سمجھا نہیں۔ کریم سے میری ملاقات کا بھوشن اور رکی کی ذات سے بھلا کیا تعلق ہے؟" میں نے تعجب سے دریافت کیا۔

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو فوری طور پر سمجھ میں نہیں آتیں لیکن ان کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

"کیا مطلب؟"

"ہوسکتا ہے کریم سے تمہاری ملاقات تمہاری کالکا رانی کو بھی وہاں تک پہنچا دے۔ ایسی صورت میں کریم کی زندگی خطرے میں بھی پڑ سکتی ہے۔"

"کیا موجودہ حالت میں کالکا وہاں تک رسائی حاصل نہیں کرسکتی۔" میں نے ندیم کو تعجب سے گھورا۔

"کیا تم مجھے تفصیل سے بتانا پسند کرو گے کہ ماہ رخ سے آخری ملاقات کے دوران تم دونوں میں کیا گفتگو ہوئی تھی؟" ندیم نے بڑی خوبصورتی سے میرے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ تمہاری قسمت اچھی ہی تھی جو تم بال بال بچ گئے ورنہ سلیمان شاہ خاصی خطرناک قسم کی چیز ہے۔"

مہاراجہ رنجیت سنگھ
اور ان کی عیاشیاں

★---- پروفیسر ایم اشرف

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے متعلق تحریر کی گئی ایک مکمل حوالہ جاتی کتاب جو قاری کے لئے دلچسپی کا باعث بنے گی۔

قیمت: -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

"میں سمجھا نہیں؟"

"میں نے بڑی آسان سی بات کی ہے۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "سلیمان شاہ اور ماہ رخ کے درمیان جو معاہدہ ہے اس کی نوعیت تم بھی جانتے ہو لیکن شاید سلیمان شاہ ان قابل اعتراض قسم کی تصاویر کو برداشت نہیں کرسکا جو اس تک پہنچائی گئی تھیں۔"

"کسی صورت میں وہ ماہ رخ کے بجائے مجھے بھی نشانہ بنا سکتا تھا۔"

"نہیں۔ وہ ایسا کرنے کی حماقت کبھی نہیں کرے گا۔" ندیم نے ایک معقول جواز پیش کیا۔ "تمہاری موت ماہ رخ کے لیے کسی تازیانے سے کم نہیں ہوگی اور ایسی صورت میں اس کا شبہ سلیمان شاہ کی طرف جائے گا جس کے نتائج سلیمان شاہ کے حق میں خطرناک بھی ہوسکتے ہیں۔ تمہیں شاید ابھی پوری طرح اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ ماہ رخ نے سلیمان شاہ کو کس طرح اپنے شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے۔ وہ جب چاہے سلیمان شاہ کی پگڑی اچھال سکتی ہے اس کی مضبوط ساکھ کو ملیامیٹ کرسکتی ہے۔"

"ان حالات کے پیش نظر تو یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ خود سلیمان شاہ نے ماہ رخ کو اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ہو۔"

"شاید ایسا ہی ہو۔" ندیم نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "لیکن ایک بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ ماہ رخ کو یہ خطو شروع ہی سے ہے کہ سلیمان شاہ اپنا کام نکل جانے کے بعد اسے ٹھکانے لگا سکتا ہے۔ اسی غرض سے اس نے اپنے لیے کچھ خاص قسم کے شکاری کتے بھی پال رکھے تھے جو سلیمان شاہ کے پیچھے سائے کی طرح لگے رہتے تھے اس کے علاوہ ماہ رخ کبھی ایسی بوتل کی شراب نہیں پیتی تھی جو سیل بند نہ ہو۔"

"ہوسکتا ہے کہ ـــ" میں نے حسنہ کی بات دہرانی چاہی لیکن پھر فوراً ہی اپنا ارادہ تبدیل کرلیا۔ حسنہ نے مجھے تاکید کی تھی کہ اس سلسلے میں کسی اور سے ڈسکس نہ کیا جائے۔

"کیا بات ہے؟" ندیم نے میرے چہرے کے تاثرات کو بھانپتے ہوئے سوال کیا۔ "تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہوگئے تھے۔"

"ماہ رخ کی موجودہ حالت نے مجھے بری طرح الجھا دیا ہے۔" میں نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "اگر مان لیا جائے کہ سلیمان شاہ نے محض میری خاطر ماہ رخ کو اپنی کسی سازش کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے تو پھر ماہ رخ کے بچ جانے کی صورت میں وہ اور زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے۔"

"تم اس کی فکر مت کرو۔" ندیم نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ "جب تک ماہ رخ زندہ ہے وہ تمہارے خلاف کوئی خطرناک قدم اٹھانے کی حماقت بھی نہ کرے گا۔"

"میں کسی روڈ ایکسیڈنٹ کا بھی شکار ہوسکتا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "کوئی بس کوچ یا پھر لوڈنگ ٹرک بھی میری گاڑی کے ساتھ ٹکرا کر میرے وجود کے بھی پرخچے اڑا سکتا ہے اس کو محض ایک اتفاقی حادثہ سمجھا جائے گا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ اب تمہیں گھر جاکر آرام کرنا چاہیے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "اس وقت تمہارے ذہن کو سکون اور آرام کی ضرورت ہے ویسے میں تمہیں یقین دلا سکتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایسا کوئی حادثہ پیش نہیں آئے گا۔"

"لیکن کالکا کی گندی قوت ناممکن کو ممکن بھی بنا سکتی ہے۔"

"رحمانی قوتیں کالی طاقتوں کے مقابلے میں زیادہ قابل بھروسا ہوتی ہیں۔ یقین شرط ہے۔" ندیم نے بزرگانہ لہجے میں کہا پھر مجھے تسلی دیتے ہوئے بولا۔ "جب تک کریم کی صحت نہیں ہوجاتا میں اس کی جگہ تمہارے لیے کسی دوسرے قابل اعتماد ڈرائیور کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔"

"میں موت سے نہیں گھبراتا لیکن ـــ"

"ذہن پر زیادہ بوجھ نہ دو۔ میں جانتا ہوں کہ تم بہت زیادہ طرح باز خان اور توپ قسم کی چیز واقع ہوئے ہو۔" ندیم نے اٹھتے ہوئے کہا پھر اس نے مجھے سمجھا کر گھر واپس جانے پر مجبور کردیا۔

راستے بھر میرا ذہن مختلف قسم کے سوالات کے جواب تلاش کرتا رہا۔ جہاں تک ماہ رخ کو پیش آنے والے حادثے کا تعلق تھا تو حسنہ کی پر اسرار شخصیت نے مجھے بتایا تھا کہ ماہ رخ کو مارنے کی سازش میں اسی کی پرسنل سکریٹری ملیحہ نے سلیمان شاہ سے ایک بھاری رقم لینے کے بعد زہریلی شراب کی سیل بند بوتلیں اصلی شراب کی جگہ رکھی تھیں۔ ماہ رخ کو سازش کا شکار کرنے کے بعد ملیحہ نے یقیناً باقی زہر آلود بوتلیں ہٹادی ہوں گی لیکن کیا سلیمان شاہ ملیحہ کے جیتے جاگتے اہم ترین ثبوت کو زندہ رہنے کی مہلت دے گا؟ حفظ ماتقدم کے طور پر اس کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ ملیحہ کے وجود کو ختم کرادے؟ اگر حسنہ کو اس سازش کا علم ہوچکا تھا تو اس نے ماہ رخ کو بچانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ حسنہ نے رکی کے ذریعے بھوشن کو پھنسوانے کا مشورہ دیا تھا؟ اس کی باتوں سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اس کا اصل شکار بھوشن ہے لیکن کیا وہ بذات خود اپنی نادیدہ قوتوں کو بھوشن کے خلاف استعمال نہیں کرسکتی تھی؟ اس میں ایسی کیا بات تھی کہ کالکا بھی اس کے وجود سے بے خبر تھی؟ لیڈی مکلارنس نے حسنہ پر اعتماد کرنے کا مشورہ کس بنیاد پر دیا تھا؟ کیا وہ حسنہ کی اصلیت سے واقف تھی؟ اگر ایسا تھا تو پھر وہ اس کے سلسلے میں اس قدر رازداری سے کام کیوں لے رہی تھی؟ ندیم کے پاس ایسی کون سی قوت تھی جس نے کریم کو کالکا کی دسترس سے دور کررکھا تھا؟ کیا کالکا بھوشن کے قانونی شکنجوں میں پھنس جانے کے بعد اس کی مدد نہیں کرسکتی تھی؟ اگر اس بات کے امکان تھے تو پھر حسنہ نے بھوشن کو پھنسانے کی خاطر رکی کی لاش کے استعمال کا مشورہ کیوں دیا تھا؟ کیا حسنہ کالکا کی کالی قوتوں کے راز سے آگاہ نہیں تھی؟ کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ کالکا اور حسنہ ایک ہی وجود کے دو مختلف روپ تھے؟ اگر ایسا تھا تو پھر لیڈی مکلارنس نے حسنہ کی سفارش کیوں کی تھی؟ کہیں وہ بھی متعلق انگوٹھی کے غائب ہوجانے کے بعد کالکا اور حسنہ کے ساتھ مل کر میرے خلاف سازش کا کوئی نیا جال تو نہیں بن رہی تھی؟ اور وہ قوت کس کی تھی جس نے بھوشن کے دفتر میں ملیر کی رائفل کا رخ میرے بجائے بھوشن کی سمت موڑ دیا تھا؟

گھر پہنچ کر کھانا کھانے کے بعد میں بستر پر لیٹا تو اس وقت بھی بے شمار سوالات میرے ذہن میں ابھر ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہوتے رہے۔ عارفہ نے میری کیفیت کو محسوس کرکے میری پریشانی کا سبب جاننے کی کوشش کی لیکن میں اسے بڑی خوبصورتی سے ٹال گیا۔ رات کو خاصی دیر بعد میری آنکھ لگی لیکن اس وقت تک ندیم کیسینو سے واپس نہیں لوٹا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ غنودگی کے بعد نیند کی حالت سے دوچار ہونے تک عارفہ آہستہ آہستہ میرا سر دبا رہی تھی۔

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

صبح ناشتے کی میز پر ندیم خاصا تروتازہ نظر آرہا تھا۔ حالانکہ رات کو اس کی واپسی دیر سے ہوئی تھی۔ عارفہ اور نسیم کی موجودگی میں میں نے اسے کریدنا ضروری نہیں سمجھا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ رکی کے سلسلے میں اس نے جو پلان مرتب کیا تھا اس میں اسے یقیناً کامیابی ہوئی ہوگی۔

"کیا بات ہے خان صاحب۔" ندیم نے بڑے موڈ میں مجھے مخاطب کیا۔ "عارفہ بتا رہی تھی کہ رات تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔"

"ہاں... آں..." میں نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "کام کی زیادتی کی وجہ سے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔"

"پریشان مت ہو۔" ندیم نے مجھے چھیڑنے کی خاطر معنی خیز انداز میں کہا۔ "میں نے تمہارے سلسلے میں نسیم کو بھی وہ بات نہیں بتائی ورنہ نسیم کے پیٹ میں تکلیف ہوتی تو وہ عارفہ سے بتا دیتیں اور پھر تم بلاوجہ مجھ سے ناراض ہوتے کہ میں نے زبان کیوں کھولی۔"

"کس سلسلے میں۔" عارفہ نے پہلے مجھے دیکھا پھر ندیم کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"نہیں ایسی کوئی خاص بات بھی نہیں ہے۔" ندیم نے جان بوجھ کر الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ "آخر اتنا پھیلا ہوا کاروبار ہے کسی نہ کسی کو تو تمہاری جگہ لینی تھی لیکن تمہارے خان صاحب کو ہر کسی سے اتنا فری ہونے کی کیا ضرورت ہے کہ بعد میں وہ گلے ہی پڑ جائے۔"

"آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟" عارفہ نے چونک کر پوچھا۔

"کسی کی نہیں۔" ندیم نے بڑبڑا کر ایک فرضی مذاق کو حقیقت کا رنگ دیتے ہوئے کہا۔ "تم فکر مت کرو ابھی معاملہ زیادہ آگے نہیں بڑھا اور میرے ہوتے ہوئے ایسا ہو بھی نہیں سکتا۔"

"کیا بات ہے؟" عارفہ نے دبی زبان میں مجھ سے سوال کیا۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔

"تم بھی کس کی باتوں میں آرہی ہو۔" نسیم نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں اتنا بیوقوف نہیں سمجھتی تھی کہ تم کلن کو ہاتھ لگانے کے بجائے کوے کے پیچھے دوڑ پڑو گی۔"

"کچھ بھی ہو لیکن شہباز کو کم از کم عارفہ کو اعتماد میں لینے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا چاہیے تھا۔" ندیم بدستور سنجیدہ تھا۔ "بس۔ اب میری زبان کھلوانے کی کوشش نہ کریں۔"

نسیم نے پیار سے ندیم کو گھورا۔ "خود آپ ہی نے تو عارفہ کی جگہ اس لڑکی کو ملازم رکھنے کی سفارش کی تھی مگر شہباز بھائی نے منع کر دیا تو اب بیچاری عارفہ کو پریشان کر رہے ہیں۔"

"اچھا ہوا جو تم نے میری پوزیشن صاف کر دی ورنہ اس وقت جو گھنگھور بادل اٹھے تھے وہ کسی طوفان کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتے تھے۔" میں نے کن انکھیوں سے عارفہ کی سمت دیکھتے ہوئے نسیم سے کہا تو عارفہ بھی سمجھ گئی کہ ندیم اس وقت شرارت کے موڈ میں ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی جھلاہٹ پر بڑی خوبصورتی سے قابو پاتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ ندیم بھائی بلاوجہ ہمارے درمیان لڑائی لگوانے کی کوشش کیوں کریں گے۔ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔"

"بیچارے۔ تمہارے ندیم بھائی۔" نسیم نے میری طرف داری کی۔ "ابھی تک ان کے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے ارے ان کی تو وہی مثل ہے کہ بھس میں چنگاری ڈال بی جمالو دور جا کھڑی ہوئیں۔ مجھ سے پوچھو اپنے ندیم بھائی کے کرتوت۔ میں بتاؤں تمہیں کہ بھینس کتنے پانی میں اور رنگ سفید ہے یا کالا۔"

"نسیم۔ زندہ باد۔" میں نے نعرہ بلند کیا۔

"آپ کیوں نہیں کہیں گے زندہ باد۔" عارفہ نے مجھے مسکرا کر گھورا۔ "آپ کی منہ بولی بہن جو ہیں۔"

"اسے کہتے ہیں کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال۔" ندیم نے بڑی معصومیت سے انڈے اور توس کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "میں نے تو بھلائی کی کوشش کی تھی لیکن وہاں گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے پر آمادہ ہو گیا۔"

"قرب قیامت کی دلیل ہے ندیم بھائی۔" عارفہ نے ندیم کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔ "ورنہ پہلے زمانے میں تو بیویاں شوہروں کے سامنے گھونگھٹ اٹھانے سے بھی پرہیز کرتی تھیں۔ اب گز بھر کی زبان چلانے لگی ہیں۔"

ابھی ہمارے درمیان اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی کہ ملازم نے آکر مجھے سراج کے فون کی اطلاع دی۔ میں تیزی سے ناشتے کی میز سے اٹھ کر ٹی وی لاؤنج میں آگیا۔ اس وقت سراج کا فون آنے کا مطلب یہی تھا کہ کوئی بہت ہی خاص اور اہم بات رونما ہوئی ہوگی۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔

"مسٹر شہباز۔" سراج نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ ماہ رخ صاحبہ کے سلسلے میں مجھے آپ کا بیان لینے کا فریضہ انجام دینا پڑا لیکن اب اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"ماہ رخ صاحبہ کو ہوش آگیا ہے' ان کا بیان بھی لیا گیا ہے کہ انھوں نے آپ کے جانے کے بعد مے نوشی کا شغل شروع کیا تھا۔"

"اور شراب میں زہر کی آمیزش کے سلسلے میں ان کا کیا بیان ہے؟"

"انھوں نے اس حیثیت کو تسلیم کرنے سے قطعی انکار کر دیا ہے۔"

"گویا پولیس سرجن کی رپورٹ۔"

"وہ میں نے پولیس سرجن ہی کے کہنے پر اب فائل سے نکال دی ہے۔" سراج نے دبی زبان میں کہا۔ "دراصل کوئی خاص وجہ ہے جو ماہ رخ صاحبہ زہر والی کہانی کو چھپانا چاہتی ہیں۔"

"کیا سلیمان شاہ آگئے ہیں؟"

"جی نہیں۔ ابھی میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکا۔" سراج نے کہا پھر بڑے جذباتی انداز میں بولا۔ "اس وقت میں نے آپ کو ایک خاص خبر سنانے کی خاطر فون کیا تھا۔ بھوشن اس وقت ہماری تحویل میں ہے۔ اس بار اسے رنگے ہاتھوں ...ا گیا ہے اور مجھے ایسے ثبوت بھی ملے ہیں جو بھوشن کو قاتل ...ت کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔"

"آپ مجھ سے مذاق تو نہیں کر رہے؟" میں نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ میں بالکل سنجیدہ ہوں۔" سراج نے بڑی گمبھیر...گی سے کہا۔ "مس میلبا کے سلسلے میں رکی اور بھوشن کی ان بن ہو گئی تھی۔ رکی اگر زبان کھول دیتا تو بھوشن بری ...پھنس سکتا تھا چنانچہ اس نے کسی بہانے سے رکی کو ...ت کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس کے بعد بھوشن نے اسے گولی ... اور اس کی لاش کو ٹھکانے لگانے کا پروگرام مرتب کر رکھا ...کسی نے فون پر اطلاع کر دی اور ہم نے عین وقت پر ...ے رکی کی لاش سمیت اپنی تحویل میں لے لیا۔ میرا ...ہے کہ اس بار وہ آسانی سے رہائی نہیں حاصل کر سکے..."

"فون کس نے کیا تھا؟"

"سوری مسٹر شہباز۔" سراج نے جلدی سے معذرت کی۔ "...الا افسروں کے یہی احکام ملے ہیں کہ ہم بہت رازداری سے ... ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ اس بار ...ڈی آئی جی صاحب کی موجودگی میں بھوشن کے خلاف ...روائی کی ہے۔ پولیس پارٹی ڈی' آئی جی صاحب کی ...میں ہی بھوشن کے بنگلے میں داخل ہوئی تھی۔" ...آپ نے بڑی عقل مندی کا ثبوت دیا۔ ...پھر کسی وقت آپ کو مفصل کہانی سنانے کی کوشش ...ماہ رخ صاحبہ کے سلسلے میں آپ کا بیان ریکارڈ کرنے ...میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں۔" سراج نے بڑی ...مندی سے کہا پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔

...تے کے بعد میں نے ندیم کو سراج کی فون کال کے ...تفصیل بتائی تو اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ خبر مجھے گزشتہ رات ہی مل گئی تھی۔ سراج نے عقل مندی کا ثبوت دیا جو ڈی آئی جی کے ساتھ ریڈ کیا۔ تمہاری کالا رانی نے اب اگر بھوشن کی مدد کی تو اس میں ڈی آئی جی کی ٹانگ بھی گھسیٹ جائے گی۔"

"ماہ رخ کے بیان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"مجھے پہلے ہی امید تھی کہ وہ کم از کم تمہارے خلاف کوئی بیان نہیں دے گی۔"

"کیا تمہاری اور ماہ رخ کی براہ راست کوئی ملاقات ابھی تک نہیں ہو سکی؟"

"نہیں۔ لیکن تم بھی یہی کوشش کرنا کہ فی الحال اس سے دور ہی رہو۔ سلیمان شاہ میری اطلاع کے مطابق زمینوں سے واپس آگیا ہے۔ اگر ماہ رخ کے خلاف اس نے کوئی سازش مرتب کی تھی تو پھر شاید وہ اپنی موجودگی میں تمہارا اور ماہ رخ کا ملنا پسند نہ کرے گا۔"

میں تیار ہو کر دفتر جانے کے لیے باہر آیا تو میری گاڑی پہلے ہی سے پورٹیکو میں موجود تھی۔ اس کے قریب ہی وہ نوجوان داڑھی والا بھی موجود تھا جسے میں ندیم کے کیبن پر متعدد بار دیکھ چکا تھا۔ مجھے باہر آتا دیکھ کر اس نے تیزی سے پچھلا دروازہ کھولا۔ شاید ندیم نے اسے کریم کی جگہ تعینات کیا تھا۔ میرے ذہن میں اس وقت بھی داڑھی والے کے بارے میں یہی شبہ ابھار رہا تھا کہ میں اس سے پہلے بھی کہیں مل چکا ہوں۔ میں نے دو ایک بار اسے غور سے دیکھا لیکن وہ بڑی مستعدی سے اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف تھا۔

"تمہیں ندیم نے یہ ڈیوٹی انجام دینے کو کہا ہے۔" میں نے تھوڑے توقف کے بعد اسے مخاطب کیا۔

"یس سر۔" اس نے نہایت سعادت مندی سے جواب دیا۔ "جب تک آپ کا ڈرائیور ڈیوٹی پر واپس نہیں آتا یہ خدمت مجھے ہی انجام دینی ہے۔"

"کیا تم مجھے پہلے سے جانتے ہو؟" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"یس سر۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اور ندیم صاحب ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"آپ مجھے ساجد کے نام سے پکار سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے اس کے جواب پر غور کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارا اصلی نام ساجد نہیں ہے۔"

"باس نے یہی نام تجویز کیا ہے۔" اس نے صاف گوئی سے جواب دیا جس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اپنا اصلی نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میرے لیے اس کا جواب مزید الجھن کا سبب تھا لیکن میں نے اس سے باز پرس ضروری نہیں سمجھی اور

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

سلیمان شاہ کے بارے میں غور کرنے لگا۔ حسنہ نے مجھے یہی بتایا تھا کہ سلیمان شاہ نے بلیو کے ذریعے قتل کرا کے ماہ رخ کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی تھی لیکن ساتھ ہی اس نے تاکید بھی کی تھی کہ میں اس کا ذکر کسی اور کے سامنے نہ کروں اور اگر حسنہ کی اطلاع درست تھی تو پھر مجھے سلیمان شاہ سے بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی۔ اگر وہ ماہ رخ کو راستے سے ہٹانے کی سازش مرتب کر سکتا تھا تو پھر میرے لیے بھی اپنے شکاری کتوں کو کوئی خطرناک حکم دے سکتا تھا۔

بھوشن اس وقت پولیس کی تحویل میں تھا۔ ندیم نے کہا تھا کہ سراج نے ڈی آئی جی کی سربراہی میں کارروائی کر کے عقلمندی کا ثبوت دیا تھا لیکن کاکا کی طاغوتی قوت ڈی آئی جی کے لیے بھی خطرناک ہو سکتی تھی۔ اس نے محض بھوشن کی وجہ سے مجھ سے منہ موڑا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ کاکا بھوشن کے خلاف کسی پولیس کیس کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ اس سے پہلے بھی بھوشن کو دودھ کی مکھی کی طرح کئی مقدمات سے گلو خلاصی دلا چکی تھی لیکن اس بار اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ وہ چاہتی تو قبل از وقت بھوشن کو آنے والے خطروں سے آگاہ کر سکتی تھی مگر اس نے ایسا کوئی اقدام بھی نہیں کیا۔ آخر کیوں؟ میں نے سوچا۔ کیا وہ ابھی تک کسی خاص مصلحت کی بنا پر خاموش تھی یا پھر بھوشن کے ستارے ہی گردش میں آ چکے تھے؟

"بھوشن کے لیے تم پریشان مت ہو شہباز خان۔" اچانک کاکا کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "وہ میرا مسئلہ ہے اور میں ہی جانتی ہوں کہ مجھے اس کے لیے کیا کرنا ہے۔"

"اگر تم بھوشن کی خاطر مجھ سے ناراض تھیں تو پھر تمہیں اسے پولیس کی تحویل میں بھی نہیں جانے دینا چاہیے تھا۔"

"تمہارے پیٹ میں درد کیوں ہو رہا ہے۔" وہ تلملا کر بولی۔ "تم کاکا کی مہان شکتی کے بہت سارے چمتکار دیکھ چکے ہو۔ پولیس نے بھوشن کو گرفتار ضرور کر لیا ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ رکی کا خون کس نے کیا تھا۔"

"کس نے کیا تھا؟" میں نے کاکا کو ٹٹولنے کی خاطر بڑی معصومیت سے دریافت کیا۔ نہ جانے کیوں میرے ذہن میں اچانک یہ خیال ابھرا تھا کہ جس قوت نے مجھے بھوشن کے دفتر میں بلبیر کے ہاتھوں سے بچایا تھا وہ کاکا سے زیادہ بڑی طاقت ہے ورنہ کاکا اتنی آسانی سے مجھے وہاں سے فرار ہونے کا موقع بھی نہ دیتی۔

"دھیرج سے کام لو۔ سمے تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔" کاکا نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہیں اس بات کی خبر مل چکی ہوگی کہ سلیمان شاہ زمینوں سے واپس آ گیا ہے۔"

طنز و مزاح

انگور کھٹے ہیں	اعتبار ساجد	100/-
غالب کی آمد	اعتبار ساجد	80/-
ایمرجنسی وارڈ	اعتبار ساجد	80/-
منہ شگافیاں	اعتبار ساجد	75/-
جا پگلی اسے مار	اعتبار ساجد	75/-
اس طرح تو ہوتا ہے	اعتبار ساجد	80/-
غالب ہمیں بھی چھیڑ	اعتبار ساجد	100/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

"یہ اس وقت تمہیں سلیمان شاہ کا خیال کس طرح آ گیا؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میں چاہوں تو سلیمان شاہ کے ذریعے بھی تمہاری زندگی کے دیے (چراغ) کو گل کرا سکتی ہوں لیکن ایسا کروں گی نہیں۔"

"مجھے معلوم ہے کاکا رانی۔" میں نے اسے شیشے میں اتارنے کی کوشش کی۔ "تم نے جسے اپنے من مندر کے اندر پتر موری بنا کر سجا رکھا ہے اس کو۔"

"اس خیال کو من سے نکال دو۔" وہ خشک لہجے میں بولی۔ "ہمیں دھرم کے کارن اور دیوی دیوتاؤں کی آگیا کے انوسار اپنی منو کامناؤں (دل کی خواہشات) کو بھی کچلنا پڑتا ہے۔"

"پھر انتظار کس بات کا ہے؟" میں نے خود کو دل برداشتہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ "سسکا سسکا کر مارنے کی ضرورت ہے۔ ایک ہی دفعہ میرا کریا کرم کیوں نہیں کر دیتیں؟"

"نراش مت ہو۔ وہ گھڑی بھی بہت جلد آنے کی۔ تمہیں کاکا کے اشاروں پر عمل کرنا ہو گا۔" اس نے آواز میں کہا۔ "میری بات دھیان سے سنو۔ اپنے متر سے کہو کہ وہ بھوشن کے سلسلے میں زیادہ اچھلنے کودنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی میں اس کی مکتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ڈی آئی جی کی وجہ سے سراج کا دخل اتنا نہیں ہو گا کہ۔"

"شہباز خان۔" کاکا کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ "

چاہتے ہو کہ میں سارا کھیل پلٹ دوں اور بھوشن کی جگہ رکی کے قتل کے الزام میں تم اور تمہارے متر کو پھنسوا دوں۔"

"لیکن۔" میں نے دل کڑا کر کے جواب دیا۔ "کیا تم اپنی قوت سے ڈی آئی جی کو بھوشن کے سلسلے میں رام نہیں کر سکتیں۔"

"اچھا۔ اب تم کاکا کی بات سے انکار نہیں کرو گے کیوں۔"

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"زیادہ اونچی اڑنے کی کوشش مت کرو۔" وہ میرا جملہ کاٹ کر بولی۔ "کاکا سے پنجہ لڑانے کی کوشش تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ میں چاہوں تو اس سمے بھی کسی حادثے کے ذریعے تمہارے جیون کی نیا ڈبو سکتی ہوں۔"

"میں سراج کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔" میں نے جلدی سے ہامی بھری اس لیے کہ میں کاکا کی طاغوتی قوت کے بہت سارے کرتب پہلے دیکھ چکا تھا۔

"مجھے وشواس تھا بھولے ناتھ کہ تم میری بات سے انکار نہیں کرو گے۔"

"ماہ رخ کے سلسلے میں تم کیا کہو گی؟" میں نے تھوڑے توقف سے دریافت کیا۔ "کیا اس نے خود سلیمان شاہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خاطر زہریلی شراب پی تھی؟"

"نہیں۔ ایسا نہیں تھا۔" کاکا نے جواب دیا۔ "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جس سمے تم ماہ رخ کے ساتھ گل چھرے اڑانے میں مگن تھے میں نے اس کے شریر میں داخل ہو کر اپنے من کی اگنی بجھانے کی کوشش کی تھی لیکن آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ میرے آڑے آ گیا تھا۔"

"آگ کا شعلہ۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"چنتا مت کرو۔" وہ تیزی سے بولی۔ "ابھی وہ اصلی روپ میں میرے سامنے نہیں آیا ہے لیکن میں دیوتاؤں کی سہائتا حاصل کر کے بہت جلد اس کا کھوج لگا لوں گی۔"

"سلیمان شاہ کے سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" میں نے کچھ سوچ کر دریافت کیا۔ "کیا ماہ رخ کی خودکشی میں اس کا ہاتھ تو شامل نہیں ہے؟"

"سمے آنے دو۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گی کہ یہ کیا گورکھ دھندا ہے۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ آگ کا شعلہ کیوں میری مدد کر رہا ہے؟ اس کی اصلیت کیا ہے؟"

"تم نے سراج کے سلسلے میں بات کرنے کا جو وچن دیا ہے اسے بھول مت جانا۔" کاکا نے میری بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا پھر میں نے اس کو کئی بار دل ہی دل میں آوازیں دیں لیکن دوسری سمت سے کوئی جواب نہیں ملا۔

دفتر پہنچ کر میں اپنے آفس میں داخل ہوا تو خلاف توقع سراج وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"کوئی تازہ خبر؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"فی الحال میں آپ کو ایک خوشخبری سنانے کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔" سراج نے پرجوش انداز میں کہا۔ "ڈی آئی جی نے بھوشن کا جسمانی ریمانڈ حاصل کر لیا ہے۔"

"گویا اب اس کے ساتھ پولیس کا ڈرائنگ روم ٹریٹمنٹ شروع ہو گا۔"

"میں ضابطے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔ ویسے ہمارے اوپر بھوشن کے کچھ قرض باقی ہیں۔ ان میں کچھ ادائیگی کر دی جائے تو یہ زیادتی بھی نہیں ہو گی۔"

"اس واردات کی اطلاع آپ کو کس نے دی تھی۔"

"میں اس کا نام ظاہر نہیں کر سکتا۔" سراج نے جواب دیا۔ "لیکن اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ وہ بھوشن کے اپنے حلقے ہی کا کوئی آدمی ہے۔"

"ایک بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔" میں نے بڑی معصومیت کا اظہار کیا۔ "کیا بھوشن اپنی کوٹھی میں رکی کو گولی مارنے کی حماقت کر سکتا ہے؟ میرا مطلب ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو یہ بھی حکم دے سکتا تھا کہ رکی کو کسی اور جگہ لے جا کر ختم کر دیا جائے۔"

"قاتل جب اشتعال کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو پھر مصلحتوں کو یکسر فراموش کر دیتا ہے۔" سراج نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ رکی نے کوئی ایسی ہی اہم بات کہہ دی ہو جو بھوشن کے برداشت کی حد سے تجاوز کر گئی ہو۔"

"آپ نے بتایا تھا کہ واردات کی اطلاع دینے والے نے کچھ اور اہم ثبوت بھی مہیا کیے ہیں جو بھوشن کو مجرم یا قاتل ثابت کر دینے میں موثر ثابت ہوں گے۔"

"کچھ ایسی ہی بات ہے لیکن فی الحال میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہوں گا۔"

"مائی ڈیئر مسٹر سراج۔" میں نے کاکا سے کیے ہوئے وعدے کے پیش نظر دبی زبان میں کہا۔ "کیا آپ بھول رہے ہیں کہ اس سے پہلے بھی کچھ نادیدہ طاغوتی قوتوں نے عین وقت پر بساط پلٹ دی تھی۔ آپ کو بھوشن ہی کے سلسلے میں چھٹی بھی لینی پڑی تھی۔"

"میں آپ کی بات کو سمجھ رہا ہوں۔" سراج نے قدرے سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ پراسرار قوتیں اس بار بھی ہمارے راستے میں رکاوٹ ڈالیں۔ اسی خیال کے پیش نظر میں نے ڈی آئی جی کو فور فرنٹ پر رکھا ہے۔"

"یہ آپ نے دور اندیشی سے کام لیا ہے۔" میں نے کہا پھر پوچھا۔ "ویسے کیا بھوشن نے رکی کے قتل کا اعتراف کر لیا

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

ہے؟"

"آپ خود بھی محکمہ پولیس سے وابستہ رہ چکے ہیں۔" سراج نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ کوئی اپنے جرم کا اعتراف کرلے اور وہ بھی قتل کے سلسلے میں۔ جو لوگ پولیس کی سختی سے بچنے کی خاطر جیل کسٹڈی میں جانے کے لیے اعتراف کرلیتے ہیں وہ بھی عدالت میں جاکر اپنے بیان سے منکر ہوجاتے ہیں۔ بھوشن تو ویسے بھی بہت گھاگ ہے۔ وہ ابھی تک نہ صرف یہ کہ رکی کے قتل سے انکار کر رہا ہے بلکہ پولیس کے اعلیٰ افسران واپنے تعلقات کی وجہ سے دھمکی بھی دے رہا ہے۔"

"میرا مشورہ ہے کہ اگر آپ ڈی آئی جی ہی کو آگے رکھیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" سراج نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"بھوشن کی رسائی کہاں تک ہے۔ آپ پہلے بھی اس کا اندازہ لگا چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس بار بھی وہ بال بال بچ جانے میں کامیاب ہوجائے۔"

"ہونے کو اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن پولیس کو تو بہرحال آخری وقت تک مجرم کو سزا دلانے کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔"

"ماہ رخ کے بیان سے آپ نے کیا اندازہ لگایا ہے؟" میں نے گفتگو کا رخ بدلا۔

"ابھی تک میڈم نے صرف آپ کو بچانے کی خاطر اپنا تحریری بیان دیا ہے۔" سراج نے مسکراتے ہوئے کہا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "زہر آلود شراب کے سلسلے میں اس نے یہی کہا ہے کہ وہ اپنے قانونی مشیر سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ہی کوئی بیان دے گی۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"میرا اندازہ ہے کہ ماہ رخ صاحبہ کو یقین ہے کہ زہر آلود شراب کی سیل بند بوتل کو ان کے اسٹاک میں رکھنے میں کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے لیکن وہ کسی خاص وجہ سے اس کا نام زبان تک لانے سے گریز کر رہی ہیں۔"

"سلیمان شاہ۔" میں نے اپنے شک کا اظہار کیا۔

"فی الحال کوئی بات یقین سے نہیں کی جاسکتی۔" سراج نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "ممکن ہے میڈم کسی کو جان بوجھ کر بچانا چاہتی ہوں یا پھر وہ بذات خود اس شخصیت سے نپٹنے کے بارے میں غور کر رہی ہوں۔"

"خودکشی کا کیس تو بہرحال رجسٹر کرلیا گیا ہوگا۔"

"میں اب اجازت چاہوں گا۔" سراج نے میری بات کو ٹالتے ہوئے جواب دیا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "کیا میں یقین رکھوں کہ اس وقت ہمارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس کا علم کسی اور کو نہیں ہوگا۔"

"آپ میری ذات پر اعتماد کرسکتے ہیں۔" میں نے اٹھ کر رخصتی مصافحہ کیا پھر سراج کے جانے کے بعد کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ حسنہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور میں ایک بار پھر اس کی پراسرار شخصیت میں الجھ کر رہ گیا۔ اب تک اس نے جو باتیں کی تھیں وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہو رہی تھیں۔ بھوشن کے سلسلے میں بھی اس کی پیش گوئی غلط نہیں ہوئی۔ ماہ رخ کے سلسلے میں بھی اس نے بڑے یقین کے ساتھ اس کی سکریٹری ملیحہ کے بارے میں کہا تھا کہ اس نے سلیمان شاہ سے ملنے کے بعد ایک بھاری معاوضہ کے عوض اس کی سازش میں ہاتھ بٹایا تھا۔ ابھی تک اس سلسلے میں ملیحہ کا نام سامنے نہیں آیا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ ملیحہ کے بارے میں بھی اس کے شبہات درست ہی ثابت ہوں گے لیکن وہ آخر تھی کون؟ اس نے میرے دفتر میں ملازمت کرنے کی آڑ کیوں لی تھی؟ حقیقتاً کچھ لوگوں سے خوف زدہ تھی یا اس نے محض فرضی کہانی سنائی تھی؟ اور لیڈی مکارس نے اس کی سفارش کیوں کی تھی؟ وہ میرے اشارے پر بیٹھ گئی تو میں نے پوچھا۔

"کیا آپ کو بھوشن کی گرفتاری کی اطلاع مل چکی ہے؟"

"جی ہاں۔" اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"آپ کا سورس آف انفارمیشن کیا تھا؟" میں نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"وہی جس نے مجھے ملیحہ کے بارے میں بتایا تھا۔" اس کا لہجہ اس بار معنی خیز ہوگیا۔

"سلیمان شاہ میری اطلاع کے مطابق اپنی زمینوں سے واپس آچکا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔" اس نے مختصراً کہا۔

"کیا اپنی سازش میں ناکام ہونے کے بعد سلیمان شاہ کو اس کی ذات سے کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا؟"

"میں آپ کا مقصد سمجھ رہی ہوں۔" اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "اپنی سازش میں ناکامی کے بعد اصولی طور پر سلیمان شاہ کو ملیحہ کو یا تو ختم کردینا چاہیے یا پھر انڈر گراؤنڈ کروادینا چاہیے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔"

"آپ اس قدر وثوق سے کس طرح کہہ سکتی ہیں؟" میں نے حسنہ کو پھر حیرت سے گھورا۔

"کیا اس کا جواب دینا میرے لیے ضروری ہے؟"

"بظاہر کوئی حرج بھی نہیں ہے اس لیے کہ ملیحہ کی [illegible] کو بے نقاب کرنا اصولی طور پر ہمارے اوپر فرض بنتا ہے۔"

"پریشان مت ہوں۔" وہ بڑے اطمینان سے بولی۔ "اس کو اس کے کیے کی بڑی عبرتناک سزا ملے گی۔"

"میں آپ کی پراسرار شخصیت کے بارے میں کیا رائے قائم کروں۔" میں نے قدرے جھلا کر سوال کیا۔

"یہ بات آپ پہلے بھی شاید ایک دو موقعوں پر کہہ چکے ہیں۔" وہ ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ "اگر آپ کو میرا وجود اس دفتر میں بوجھ محسوس ہو رہا ہے تو آج ہی اس ملازمت سے۔۔۔"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا لیکن۔۔۔"

"میں آپ کو ایک مشورہ دینے کی خاطر حاضر ہوئی ہوں۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے بڑی معصومیت سے کہا۔ "آپ اگر کسی پراسرار شخصیت سے خائف ہیں تو اس خوف کو دل سے نکال دیں۔ فی الحال وہ آپ کے خلاف کامیاب نہیں ہوسکے گی۔"

"آپ کا کیا خیال ہے؟" میں نے چونک کر پوچھا۔ "میں کس سے خائف ہوں؟"

"آگ کے شعلے کی لپک جب تک آپ کی پشت پناہی کرتی رہے گی کوئی دوسری قوت آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

حسنہ کے جواب پر میں اچھل پڑا۔ اس نے بھی کالکا ہی کی طرح کسی آگ کے شعلے کا حوالہ دیا تھا لیکن وہ آگ کا شعلہ کیا تھا؟ کون تھا؟ اس کا علم کالکا کے علاوہ حسنہ کو بھی تھا لیکن ابھی تک میں تاریکی میں بھٹک رہا تھا۔ میرے ذہن میں مختلف سوال آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔ میں نے حسنہ سے کھل کر بات کرنے کی ٹھان لی لیکن اس سے پیشتر کہ میں کوئی بات کہتا اس نے مجھے مزید حیرت زدہ کرنے کی خاطر معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو دانش تو یاد ہوگا؟ آپ کا وہی وفادار ملازم جو خان جبار کے ہاتھوں مرتے مرتے بچا تھا۔"

"کیا آپ اس کے بارے میں بھی جانتی ہیں؟" میں نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر چاہیں تو ساجد اور دانش کو ایک ہی شخصیت کے دو مختلف روپ سمجھ سکتے ہیں لیکن اس کا اظہار ابھی کھل کر نہ کیجیے گا ورنہ دانش یا ساجد کی زندگی کو خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔ "میں دو روز تک دفتر نہ آسکوں گی۔"

پھر اس سے پہلے کہ میں اس کے بارے میں مزید کچھ جاننے کی کوشش کرتا وہ ایڑیوں کے بل گھومی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آفس سے باہر نکل گئی۔ میں نے اسے روکنا چاہا تھا لیکن میری آواز سلب ہو کر رہ گئی۔ کچھ دیر بعد میں نے وارثی کو طلب کیا۔ کچھ دیر تک کاروباری امور کے بارے میں گفتگو کرنے کے بعد میں نے دبی دبی زبان میں پوچھا۔

"حسنہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کس خانے میں فٹ کیا جائے؟"

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔

"آج کل اس کے دفتر آنے جانے کا کوئی وقت نہیں ہے۔ کب آتی ہے اور کب چلی جاتی ہے یہ معلوم کرنا مشکل ہے لیکن اس کا سارا کام اپ ٹو ڈیٹ ہوتا ہے۔"

"کیا آج وہ دفتر آئی ہے؟"

"جی نہیں۔ میں نے اسے صبح سے نہیں دیکھا۔" وارثی نے سنجیدگی سے کہا۔ "ابھی کچھ دیر پہلے میں خود بھی اس کی طرف گیا تھا لیکن۔۔۔"

"وہ مجھ سے چھٹی لے کر گئی ہے۔ دو روز کی۔" میں نے کہا۔ "چند لمحے پہلے وہ میرے ہی پاس بیٹھی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اسے کوئی ضروری کام درپیش ہے۔"

"آپ کے پاس وہ کب آئی تھی؟" وارثی نے تعجب سے پوچھا۔

"کوئی دس منٹ پہلے۔ واپسی آپ کے آنے سے ایک منٹ پہلے ہی ہوئی ہے۔"

"حیرت ہے۔" وارثی نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ نے اپنے گارڈ کو حسنہ کے سلسلے میں کوئی خاص ہدایت دی ہے؟"

"نہیں۔ کیوں؟"

"میں ابھی حسنہ کے کمرے سے ہوتا ہوا آیا ہوں۔ وہ اپنے آفس میں نہیں تھی۔ آپ کے دفتر میں داخل ہونے سے پہلے میں نے گارڈ سے بھی دریافت کیا لیکن اس کا بیان ہے کہ اس نے بھی حسنہ کو نہیں دیکھا۔"

"ہوسکتا ہے کہ یہ محض اتفاق ہو۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا پھر دوسری ضروری باتیں کرنے لگا لیکن میرا ذہن بدستور حسنہ میں الجھا ہوا تھا۔ وارثی کے بیان نے اس کی شخصیت کو اور پراسرار بنا دیا تھا۔ مجھے اس وقت کول ورما یاد آرہی تھی جو پاٹے کے لیے مرنے کے بعد بھی کام کرتی رہی تھی لیکن حسنہ؟ میں نے اپنے ذہن پر زور دینے کی بہت کوشش کی لیکن ہر بار دھوئیں کے بادل میرے راستے میں حائل ہوجاتے تھے۔

وارثی کے جانے کے بعد میں اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ حالات کے نشیب و فراز نے دفتری معاملات سے مجھے خاصا دور کر رکھا تھا۔ بہت ساری ضروری فائلیں میری خصوصی توجہ کی منتظر تھیں۔ میں انہیں ایک ایک کرکے نمٹاتا رہا۔ دوپہر کو کھانے کے بعد میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا کہ ندیم کا فون آگیا۔

"سراج آیا تھا تمہاری طرف؟"

"ہاں۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"کوئی خاص بات معلوم ہوئی۔"

"نہیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس بار وہ کچھ زیادہ ہی محتاط نظر آرہا ہے۔"

"تمہارے لیے ایک اہم اطلاع ہے۔" ندیم نے کہا۔ "مجھے پتا چلا ہے کہ کچھ دیر پیشتر سلیمان شاہ نے ماہ رخ سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن ڈاکٹروں نے اسے اجازت نہیں دی لیکن میرا خیال اس کے برعکس ہے۔"

"وہ کیا؟"

"ہو سکتا ہے کہ خود ماہ رخ نے ڈاکٹروں کو ہدایت کردی ہو کہ وہ ابھی کسی سے نہیں ملنا چاہتی۔"

"کیا پولیس کو اسپتال سے ہٹالیا ہے۔"

"نہیں۔ پولیس کے مسلح افراد اب بھی پوری مستعدی سے ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں لیکن اب ماہ رخ سے ملنے کی اجازت کا دارومدار صرف ڈاکٹروں کی صوابدید پر ہے۔"

"کیا ماہ رخ ابھی تک کسی سے نہیں ملی؟"

"براہ راست نہیں ملی لیکن ہمارے مخبروں نے اطلاع دی ہے کہ آج صبح سے وہ دو فون کرچکی ہے۔"

"سلیمان شاہ سے نہ ملنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" میں نے بے چینی کا اظہار کیا۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ ماہ رخ کو بھی یہی اندیشہ ہوگا کہ اسے زہریلی شراب دلوانے میں سلیمان شاہ کا ہاتھ بھی شامل ہو سکتا ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "ویسے سلیمان شاہ نے ماہ رخ سے ملاقات نہ ہونے پر کسی غصے یا جھلاہٹ کا اظہار نہیں کیا' وہ خاموشی سے ڈاکٹروں سے ماہ رخ کی خیریت دریافت کرکے واپس چلا گیا تھا۔"

"اس اطلاع میں میرے لیے بھلا کیا اہم بات ہے۔"

"اگر سلیمان شاہ نے ماہ رخ کے خلاف سازش کی ہے تو پھر ماہ رخ کے بعد اس کے ذہن میں تمہارا ہی خیال ہوگا۔" ندیم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تم سلیمان شاہ کے بارے میں ابھی پوری طرح واقف نہیں ہو' سیاسی حلقوں میں اسے پوجا جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ اس کی ایک حیثیت اور بھی ہے اس کے بے شمار مرید بھی ہیں جو اس کے ایک اشارے پر جان دینے کو آمادہ ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی طرح سے تمہیں بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے' اپنے گارڈز کو ہدایت کردو کہ کسی اجنبی کو اس حصے میں بھی داخلے کی اجازت نہ دیں جہاں تمہارا آفس واقع ہے۔"

"میرا خیال اس کے برعکس ہے۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے سلیمان شاہ نے میری ہی وجہ سے ماہ رخ کو مروانے کی کوشش کی ہو لیکن ماہ رخ کے منہ سے انکار کے بعد اگر اس نے فوری طور پر میری سمت رخ کیا تو ماہ

اردو کے شاہکار سفرنامے	ضیاء ساجد	200/-
منتخب مشہور سفرنامے	ضیاء ساجد	250/-
منتخب مشہور افسانے	ضیاء ساجد	160/-
منتخب اعلیٰ افسانے	ضیاء ساجد	125/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

رخ کے شک کو اور بھی تقویت حاصل ہوئی۔"

"بہرحال' تمہارا محتاط رہنا ضروری ہے لیکن پریشان مت ہونا' میں نے خاص طور پر ماسٹر کی اور اس کی ٹیم کو تمہاری حفاظت پر مامور کردیا ہے۔"

"کریم کی جگہ دوسرا ڈرائیور بھی اپنے فرائض کو پوری تندہی سے انجام دے رہا ہے۔ تم نے مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا لیکن میرا خیال ہے کہ میں اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"کیا تم اس کا مکمل تعارف نہیں کراسکتے۔"

"آئی ی۔" ندیم نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو گیا ہو لیکن اس کے سلسلے میں تمہیں اپنی زبان بند ہی رکھنی ہوگی۔"

"کیا وہ بہت خاص آدمی ہے۔" میں نے زہرخند ہو لہجے میں سوال کیا۔

"میں کچھ دیر بعد تمہیں دوبارہ فون کروں گا۔" ندیم نے کہا پھر دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کردیا گیا' میں نے گارڈ کو بلا کر سختی سے تاکید کردی کہ میری اجازت کے بغیر کسی کو میرے آفس کی سمت آنے کی اجازت نہ دی جائے۔

ندیم نے سلیمان شاہ کے سلسلے میں جس خطرے کا اظہار کیا تھا میں اس سے پوری طرح متفق نہیں تھا۔ مجھے توقع تھی کہ ماہ رخ کے اسپتال سے رخصت ہونے سے قبل وہ دوسری حماقت کا ثبوت پیش کرسکتا ہے لیکن وہ جس قسم کا آدمی تھا اس سے کچھ بعید بھی نہیں تھا کہ وہ کس وقت کیا چال چل جائے۔

اچانک میرے ذہن میں ملیحہ کا خیال ابھرا اگر حسنہ کا خیال درست تھا کہ ملیحہ نے ہی سلیمان شاہ سے کوئی بھاری

لے کر ماہ رخ کے خلاف سازش کی تھی تو پھر اس کی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ میرے مقابلے میں ملیحہ سلیمان شاہ کے لیے زیادہ اہم تھی' ایک اہم ثبوت کو مٹانے کی خاطر اس کا پہلا نشانہ ملیحہ بھی بن سکتی تھی۔ اگر کسی طرح ملیحہ ہمارے قبضے میں آجاتی تو وہ سلیمان شاہ کے خلاف بہت کارآمد ہو سکتی تھی' ابھی میرے ذہن میں ملیحہ کے متعلق یہ خیال ابھرا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے لپک کر ریسیور اٹھالیا۔

"کیا میں مسٹر شہباز سے بات کرسکتی ہوں؟" دوسری جانب سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص کام۔"

"کام کی نوعیت بھی میں مسٹر شہباز کو ہی بتاسکتی ہوں۔"

"آپ کا نام۔"

"میں ۔۔۔ ملیحہ بول رہی ہوں۔"

"ملیحہ۔" میرے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا' اگر وہ واقعی ملیحہ ہی بول رہی تھی تو اس کا مجھے فون کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا تھا؟ میں نے سوچا۔ اسے میرے بارے میں کس طرح علم ہوا تھا؟ کیا سلیمان شاہ ماہ رخ کے بعد اب مجھے بھی ملیحہ کے ذریعے کسی سازش کا شکار کرنا چاہتا تھا؟ ماہ رخ کو درمیان سے ہٹانے کے لیے ممکن ہے سلیمان شاہ نے میرا ذکر بھی کیا ہو اور اب وہ اسی حسین تلوار سے میری شہ رگ تک پہنچنے کی کوشش کرنا چاہتا ہو؟

"مسٹر شہباز!" ملیحہ نے میرے جواب دینے سے پیشتر ہی سنجیدگی سے کہا۔ "تم مجھ سے بہت دور ہو' میں تم سے پہلی بار ہم کلام ہو رہی ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ تم ہی شہباز ہو گے۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے محترمہ۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "مسٹر شہباز اس وقت واش روم میں ہیں آپ کو کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔"

"میرے پاس وقت کم ہے مسٹر شہباز' مجھے تم سے ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔"

"لیکن ۔۔۔"

"مجھے ٹالنے کی کوشش مت کرو مائی ڈیئر۔" اس نے تیزی سے کہا۔ "میں تم سے دور ہونے کے باوجود تمہاری ایک ایک نقل و حرکت کو دیکھ رہی ہوں۔ کہو تو یہ بھی بتادوں کہ ابھی کچھ دیر پیشتر تم نے اپنے دوست مسٹر ندیم سے کیا باتیں کی تھیں۔"

"دو کوٹھیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو ایکسچینج سے بھی سنی جاسکتی ہے۔" میں نے ایک ممکنہ شک کا اظہار کیا۔

"تو ۔۔۔ گویا اب مجھے تمہیں اپنی شخصیت کے بارے میں یقین دلانے کی خاطر وہ باتیں بھی دہرانی پڑیں گی جو تمہارے اور حسنہ کے درمیان ہوئی تھیں' اس کے بعد تم نے نوادری کو بلا کر کیا گفتگو کی تھی۔"

میں حیرت سے اچھل پڑا' دوسری طرف سے بولنے والی ملیحہ نہیں ہو سکتی تھی وہ یقیناً کالکا یا پھر حسنہ کی پراسرار شخصیت ہو سکتی تھی ورنہ میرے بند کمرے میں ہونے والی گفتگو کسی کو بھلا کس طرح معلوم ہو سکتی۔

"تم بھول رہے ہو میرے دوست۔" اس بار ایک نوجوان کی آواز ریسیور پر سنائی دی۔ "تمہاری کالکا دیوی نے کیا تم سے کسی آگ کے شعلے کا ذکر نہیں کیا تھا؟"

"کون ہو تم؟" میں حیرت سے اچھل پڑا' ایک ہی لائن پر پہلے ملیحہ اور پھر کسی نوجوان کی آواز نے مجھے حیرت زدہ کردیا تھا اور پھر آگ کے بھڑکتے شعلے کا حوالہ۔ یہ سب طلسمی باتیں تھیں جو میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔

"میری بات کا یقین کرو۔ اس وقت ملیحہ ہی تم سے ہمکلام ہے۔"

"لیکن تم ۔۔۔"

"سلیمان شاہ کے اشارے پر میں نے ہی ماہ رخ کے اسٹاک میں زہر آلود شراب کی سیل بند بوتل رکھی تھی۔" نسوانی آواز دوبارہ ابھری۔ "زہر اتنا خطرناک تھا کہ اس کے دو قطرے بھی کسی ہاتھی کو زمین بوس کرسکتے تھے لیکن ماہ رخ نہ جانے کیسے بچ گئی اور اب سلیمان شاہ میری نیت پر شبہ کررہا ہے اس کا خیال ہے کہ میں نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔"

"اصلیت کیا ہے۔" میں نے حقارت کا اظہار کیا۔

"میں نے سلیمان شاہ کے ساتھ کوئی دھوکا نہیں کیا تھا۔"

"اگر سلیمان شاہ کو تمہاری نیت پر شبہ ہوگیا ہے تو پھر تم ابھی تک زندہ کس طرح ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس حسین تتلی کو اپنے دوست کے زمین دوز کمروں تک پہنچادو ورنہ سلیمان شاہ کی خباثت اسے بھی چٹ کرجائے گی۔" اس بار نوجوان کی آواز ابھری پھر فوراً ہی نسوانی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "میں نے فی الحال ایسی جگہ پناہ لے رکھی ہے جہاں تک سلیمان شاہ کا ذہن بھی نہیں پہنچ سکتا لیکن اس کے بھوکے شکاری کتے چاروں طرف میری خوشبو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"

"مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ میں تمہاری پناہ میں زیادہ محفوظ رہ سکتی ہوں۔"

"سلیمان شاہ کا میرے بارے میں کیا خیال ہو رہا ہے۔"

"وہ تمہارے خون کا پیاسا ہو رہا ہے' مجھے وہ تمہارے سلسلے میں بھی بطور چارہ استعمال کرنا چاہتا ہے۔"

"پھر تم نے انکار کیوں کردیا؟" میں نے زہرخند سے کہا۔

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

میرے خلاف بھی تم اس سے منہ مانگی قیمت وصول کر سکتی تھیں۔"

"وقت ضائع مت کرو۔" نوجوان کی ٹھوس آواز ابھری۔ "اپنے دوست سے کہو کہ میں ملیحہ کو اس کے آفس تک پہنچا رہا ہوں۔ اس کے بعد اس کی حفاظت کرنا تمہارے دوست کا فرض ہوگا۔ ملیحہ کی ایک مخصوص نشانی نوٹ کر لو۔ اس کے گداز ہونٹوں کے بائیں جانب ٹھوڑی سے ذرا اوپر ایک سیاہ رنگ کا تل ہے جو اس کے حسن میں چار چاند سی لگتا ہے۔"

"خاصے رومانٹک معلوم ہوتے ہو۔"

"تمہیں بھی بتادوں گا۔ فکر مت کرو۔" اس نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا پھر گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ میں نے کچھ توقف کے بعد ندیم کو فون کیا لیکن ملیحہ کے سلسلے میں اس کے استفسار پر میں نے لیڈی مکلارنس کا نام لیا تھا۔ کوئی نادیدہ قوت مجھے اس وقت بھی نوجوان کے ذکر سے روک رہی تھی۔!!

"ملیحہ کو میرے پاس بھیجنے کی کوئی خاص وجہ؟" ندیم نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے سلیمان شاہ کے کہنے پر ماہ رخ کو راستے سے ہٹانے کی سازش کی تھی۔"

"یہ تمہارا ذاتی خیال ہے کہ لیڈی مکلارنس نے ایسا کیا تھا۔" ندیم نے مجھے معنی خیز انداز میں کریدا۔

"لیڈی مکلارنس نے یہی بتایا ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "وہی اپنے کسی بندے کے ذریعے اسے تمہارے پاس پہنچائے گی۔"

"کیا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے یا مجھے اندھیرے میں رکھنے کی خاطر لیڈی مکلارنس کی آڑ لے رہے ہو؟"

"باقی باتیں ملنے کے بعد ہی تفصیل سے بتاؤں گا۔"

"ملیحہ کے ساتھ میرا برتاؤ کیا ہوگا؟" ندیم نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "میں اسے کئی بار ماہ رخ کے گھر دیکھ چکا ہوں۔ اچھی خاصی صحت مند اور جاندار لڑکی ہے۔ تم اسے ایسی چکنی کائی بھی کہہ سکتے ہو کہ کوشش کے باوجود بھی اس پر پاؤں رپٹ جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔"

"اس کا مشورہ تم تہیم سے کر لینا۔"

"وہ کتنی دیر تک یہاں پہنچ جائے گی؟" ندیم نے اس بار سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔" میں نے کہا۔ "فی الحال تم صرف اتنا خیال رکھنا کہ وہ تمہاری قید سے فرار نہ ہو جائے۔"

"تمہاری قید سے انسان نہیں صرف اس کی روح ہی فرار حاصل کر سکتی ہے۔"

ندیم سے فون پر گفتگو کرنے کے بعد میں نے اس نوجوان کے بارے میں غور کرنا شروع کر دیا۔ کالکا کے آگ کے شعلے والی بات کا ذکر اس نوجوان سے سننے کے بعد میں کچھ زیادہ ہی الجھ گیا تھا۔ مجھے اس بات کا شبہ بھی لاحق تھا کہ ملیحہ کے جسم پر اس کا مکمل قبضہ تھا اسی لیے وہ کبھی اپنی اور کبھی ملیحہ کی زبان میں بات کرنے لگتا تھا۔ کالکا کی گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ صندلی انگوٹھی کے بعد آگ کا بھڑکتا ہوا ایک شعلہ میرے اور اس کے درمیان آجاتا ہے۔ فون پر ملیحہ کے سلسلے میں گفتگو کرنے والے نوجوان نے بھی آگ کے شعلوں ہی کا حوالہ دیا تھا۔ تو کیا وہ نوجوان ہی آگ کا شعلہ تھا؟ میرا ذہن الجھ رہا تھا کہ میرے ذہن میں اس نیک دل جن کا خیال ابھرا جسے کمبل پوش بزرگ نے میری نگرانی پر مامور کر رکھا تھا۔ میں نے کچھ سوچ کر اسے یاد کیا۔

"اب تم نے مجھے کس لیے یاد کیا ہے؟" میرے ذہن میں اس کی آواز گونجی تو ایک لمحے کو میرے اندر خون کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"میرے محترم۔ کیا آپ کے علم میں ہے کہ میاں صاحب نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے؟"

"ہاں۔ پیر و مرشد تم سے خوش نہیں ہیں۔"

"ان کی خفگی کی وجہ کیا ہے؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"اپنے اندر جھانک کر دیکھو میرے عزیز۔ کیا تمہیں وہاں گھپ اندھیرے نظر نہیں آتے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میاں صاحب نے کئی بار اشاروں کنایوں میں تمہارے لیے ایک مخصوص راستے کا تعین کرنے کی کوشش کی تھی لیکن افسوس کہ تم ان کے اشاروں کا مفہوم نہ جان سکے۔"

"میرے محترم۔ کیا آپ میری کوتاہیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔" میں بڑی لجاجت سے بولا۔ "میں اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"یہ کام پیر و مرشد ہی نے اپنے ذمے لے رکھا تھا۔ میں ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کر سکتا۔"

"لیکن سیدھا راستہ تو دکھا سکتے ہیں؟" میں نے عاجزی کا اظہار کیا۔

"صندلی انگوٹھی کی واپسی پیر و مرشد کی خفگی کی دلیل ہے اس لیے میں ان کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔"

"اس کراماتی انگوٹھی کے چھن جانے کے بعد سے میں خود کو بڑا بے دست و پا محسوس کر رہا ہوں۔ طاغوتی قوتیں میری عبرتناک موت کا پلان بنا رہی ہیں میں تنہا کب تک ان کی پراسرار قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔"

"تم پھر گمراہی کی بات کر رہے ہو میرے عزیز۔ خدا کی قوت کے آگے تمام عالم کی قوتیں مل کر بھی ہیچ ہیں۔"

"حالات نے مجھے چاروں طرف سے جکڑ رکھا ہے۔"

"میں دیکھ رہا ہوں لیکن افسوس کہ میں پیر و مرشد کی خفگی کے سبب تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

"تو کیا آپ بھی اب میرا ساتھ چھوڑ دیں گے؟"

"اس کی رسی کو پکڑنے کی کوشش کرو۔ اصل نجات دہندہ وہی ہے۔"

"کالی اور گندی قوتیں میرے اطراف مکروہ سازشوں کا جال بن رہی ہیں۔" میں نے کہا۔ "کیا محترم بزرگ مجھے صندلی انگوٹھی واپس نہیں کر سکتے؟"

"یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔"

"اور آپ۔ کیا آپ بھی۔؟"

"مجھے افسوس ہے میرے عزیز کہ میں پیر و مرشد کے حکم اور اشاروں کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔"

"وہ آگ کا بھڑکتا ہوا شعلہ کیا ہے جو میری مدد کر رہا ہے؟"

"میں جا رہا ہوں۔" اس بار تلملا کر جواب ملا۔ "کاش میں اسے اس کے ارادوں سے روک سکتا۔"

"اس کے ارادے سے آپ کی کیا مراد ہے؟" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"اس کا جواب تمہیں آنے والا وقت دے گا لیکن تم اگر چاہو تو اب بھی سنبھل سکتے ہو۔ میں اس کے سوا کوئی اور اشارہ نہیں دے سکتا۔"

"کیا ہاتھ تھام کر صراط مستقیم پر بھی نہیں لگا سکتے؟"

"تم کفر کا کلمہ ادا کر رہے ہو۔ سنبھلو میرے عزیز سنبھلو۔ زمانہ تمہارے لیے قیامت کی چال چل رہا ہے اگر تمہارے قدم ڈگمگا گئے تو پھر تمہاری کیفیت بھی اس بدنصیب جیسی ہوگی جو دلدل سے نکلنے کی خاطر جتنا ہاتھ پاؤں چلاتا ہے اتنا ہی اور اس کی گندگی اور غلاظتوں میں لتھڑ کر رہ جاتا ہے۔ کوشش کرو کہ۔۔۔"

لیکن پھر میں اس کا مکمل جملہ نہیں سن سکا۔ میرے رگ و پے میں دوڑنے والی خون کی گردش اس قدر تیز ہو گئی کہ میں ذہنی طور پر تپنے لگا۔ میری نگاہوں کی سامنے چنگاریاں سی چٹخنے لگیں لو کے گرم اور تیز جھونکے میرے وجود کو جھلسانے لگے پھر اسی نوجوان کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"تم کو سکون کی ضرورت ہے میرے دوست۔ ایسے لذت آمیز اور خواب آگیں سکون کی ضرورت جو تمہیں دنیا ومافیہا سے بے خبر کر دے۔ تم بھول جاؤ کہ دشمن کی قوتیں تمہارے خلاف کوئی چال بھی بن سکتی ہیں۔"

"کیا مجھے ایسا سکون میسر آسکتا ہے؟" میں نے خوابیدہ انداز میں سوال کیا۔

"ہاں لیکن اس کے لیے تمہیں میرے اشارے پر چلنا ہوگا۔"

"تمہارے اشارے پر لیکن تم کون ہو؟"

"تم چاہو تو مجھے اپنا ہمراز بھی سمجھ سکتے ہو۔" وہ بے تکلفی سے بولا۔

"کیا تم مجھے کالکا کی منحوس قوتوں سے نجات دلا سکتے ہو؟"

"اس کی طرف سے بے فکر ہو جاؤ۔ اب کالکا تمہارے خلاف کچھ نہیں کر سکے گی ہاں اگر تم چاہو تو اب بلا کسی خوف خطر کالکا کے حسین وجود سے اپنا دل بہلا سکتے ہو۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "تم نے شاید ابھی تک ملیحہ کو بھی نہیں دیکھا۔ صرف ایک بار اسے نظر بھر کر دیکھ لو۔ تمہارے ذہن کی ساری تپش سرد ہو جائے گی۔"

"لیکن تم ملیحہ کو ندیم کے پاس چھوڑ آئے ہو۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں مگر تم پریشان مت ہو۔" وہ ٹھوس آواز میں بولا۔ "تمہارا دوست یا اس کے ماتحت بھی ملیحہ کے خوبصورت جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکیں گے۔"

"تمہیں ملیحہ کو منظر عام سے ہٹانے کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔ "کیا تم ویسے اسے سلیمان شاہ کے عتاب سے نہیں بچا سکتے تھے؟"

"بچا سکتا تھا لیکن میں چاہتا ہوں کہ سلیمان شاہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جائے۔ ماہ رخ کے سلسلے میں جو گھٹیا چال چلی تھی اس کی سزا تو اسے بہرحال ملنی چاہیے۔"

"ملیحہ کی گمشدگی کے بعد سلیمان شاہ کے احمق چاچل میرا جینا دوبھر کر دیں گے۔" میں نے ایک ممکنہ خطرے کا اظہار کیا۔

"ماہ رخ تمہیں کیسی لگتی ہے؟" نوجوان کی سرسراتی ہوئی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"میں سمجھا نہیں؟"

"اگر سلیمان شاہ کی گدی پر ماہ رخ کو بٹھا کر تمام سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا جائے اور سلیمان شاہ کو کو دیوں کے اسپتال میں داخل کرنے کی نوبت آجائے تو کیا تم اسے پسند کرو گے؟"

"مجھے ماہ رخ یا سلیمان شاہ کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"دلچسپی پیدا کرو میرے دوست۔ ماہ رخ کی خواب گاہ تمہارے لیے سکون کا ایک موثر ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔"

"نہیں۔ میں دیدہ و دانستہ گناہ کے راستوں پر نہیں چل سکتا۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔ "میں شادی شدہ ہوں اور اپنی بیوی کی حق تلفی نہیں کر سکتا۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"تمہاری بیوی۔" نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "انسان ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ کل کیا ہونے والا ہے، کون کہہ سکتا ہے۔"

"میں ـــ میں تمہارا مقصد نہیں سمجھا۔"

"کچھ قوتیں تمہاری عارفہ کے گرد اپنی قوتوں کا گھیرا تنگ کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا ذہنی توازن خراب کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اسے تمہارے وجود سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیں۔"

"نہیں۔" میں جذباتی ہو کر جذباتی انداز میں بولا۔ "وہ ایسا نہیں کر سکتیں۔"

"میں بھی نہیں چاہوں گا کہ تمہارے ذہن کو کوئی شدید جھٹکا پہنچے۔"

"کیا تم عارفہ کا تحفظ نہیں کر سکتے؟" میں نے بے چینی سے سوال کیا۔

"حالات پر منحصر ہے۔" اس نے مبہم انداز میں جواب دیا۔

"لیکن تم کون ہو۔ تم نے ابھی تک مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ آہستہ آہستہ تمام گرہیں کھلتی چلی جائیں گی۔ وقت کا انتظار کرو۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور میرے خیالات کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ مجھے ایسا ہی لگا تھا جیسے میں کسی گہری نیند سے اچانک جاگ اٹھا ہوں۔ بہرحال میں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"شہباز اسپیکنگ۔"

"میں ماہ رخ بول رہی ہوں۔" دوسری جانب سے ماہ رخ کی آواز ابھری۔ "تم نے ابھی تک میرے پاس آنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔"

"حالات نے مجبور کر رکھا ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "پولیس اور ڈاکٹر ابھی تک کسی کو تم سے ملاقات کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔"

"سلیمان شاہ کے لیے میں نے خاص طور پر یہی ہدایت جاری کی تھی کہ اسے مجھ سے دور رکھا جائے لیکن تم ـــ تمہاری بات اور ہے۔"

"سلیمان شاہ سے تمہاری اتنی نفرت کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟"

"مجھے یقین ہے کہ مجھے مروانے میں اس کا ہاتھ شامل ہے۔"

"لیکن وہ تو اپنی زمینوں پر گیا ہوا تھا۔"

"تم ابھی ان سیاسی ہتھکنڈوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔" ماہ رخ نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے شبہ تھا کہ سلیمان شاہ ہماری

اسلام کے نامور مجاہدین	قمر تسکین	50/-
اسلام کی نامور خواتین	قمر تسکین	40/-
سو مسلمان مشاہیر	قمر تسکین	75/-
ملک ملک کی عورتیں	قمر تسکین	35/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

تصویریں دیکھ لینے کے بعد چپ نہیں بیٹھے گا۔ زمینوں پر جانے کا محض ایک بہانہ تھا۔ جانے سے پہلے وہ اپنی ناپاک سازش کا جال بن کر گیا تھا۔"

"تم اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتی ہو؟"

"کچھ مہرے بساط سے ہٹا دیے گئے ہیں۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔ "شاید مجھے دیر ہو گئی اور سلیمان شاہ نے زمینوں سے واپس آتے ہی انہیں یا تو ختم کرا دیا یا پھر ملک سے باہر فرار کرا دیا لیکن شاید وہ ماہ رخ سے پوری طرح واقف نہیں ہے۔"

"تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے؟" میں نے انجان بن کر کہا۔ "کیا میں تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہوں؟"

"کیا تم نے میری پرائیویٹ سیکریٹری کو دیکھا تھا؟"

"نہیں لیکن ـــ"

"بڑی جاندار اور حسین شے ہے۔" ماہ رخ نے اپنا انداز اختیار کیا۔ "جب میں نے اس کا انتخاب کیا تھا اسی وقت سے سلیمان شاہ کی رال اس پر ٹپکنی شروع ہو گئی تھی۔ میرے شراب کے اسٹاک کی دو چابیاں ہیں۔ ایک میرے پاس رہتی تھی اور دوسری اسی حرافہ کے پاس۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ سلیمان شاہ نے اسے بھاری رقم چکا کر خرید لیا ہوگا۔ اس کی گمشدگی ہی میرے شک کو تقویت دینے کے لیے بہت کافی ہے۔"

"مگر تم نے پولیس کو ایسا کوئی بیان کیوں نہیں دیا؟" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

"میں چاہتی ہوں کہ سلیمان شاہ کو اسی جال میں پھانس کر ماروں جو اس نے میرے لیے بنا تھا۔" ماہ رخ نے بے حد سنجیدہ تھی۔ "سیکریٹری کو میرے آدمیوں کے ہاتھ آ لینے دو پھر میں سلیمان شاہ کو بتاؤں گی کہ اس نے مجھ سے بے وفائی کر کے اپنی موت ہی کو دعوت دی ہے۔"

"تمہیں اس بات کا علم کس طرح ہوا کہ سلیمان شاہ نے تمہاری سیکریٹری کو انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے۔"

"میرا نام ماہ رخ ہے جان من۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "اسپتال کے بند کمرے میں ہونے کے باوجود باہر کے تمام

حالات سے باخبر ہوں۔"

"کیا میں تم سے مل سکتا ہوں۔"

"میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گی لیکن فی الحال تمہارا میرے قریب آنا مناسب نہیں ہوگا۔ میں نہیں چاہتی کہ سلیمان شاہ کے حواری کے لیے تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں۔ کچھ دنوں اور انتظار کر لو اس کے بعد میں سلیمان شاہ کو یا تو ختم کرا دوں گی یا پالتو کتوں کی طرح اپنے قدموں پر لوٹنے پر مجبور کر دوں گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود میں اس جنگ میں کام آ جاؤں اگر ایسا ہوا تو میری بے چین روح بھی ہمیشہ تمہارے آس پاس بھٹکتی رہے گی۔"

"بہت خوب۔" میں نے پہلی بار شوخی سے جواب دیا۔ "گویا تم مرنے کے بعد بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑو گی۔"

"سچ بتاؤ۔" وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "کیا تم نے بھی اپنی ماہ رخ کی زندگی کی دعا مانگی تھی؟"

"کچھ کچھ۔"

"میرے ـــ یہ بھی بہت کچھ ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولی پھر یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔ "میں تمہیں پھر کسی وقت فون کروں گی۔ کوئی اندر آنے کی خاطر دستک دے رہا ہے۔"

میں نے ریسیور رکھ دیا۔ مجھے ماہ رخ کی گفتگو پر کوئی تعجب یا حیرت نہیں ہوئی۔ سلیمان شاہ جوڑ توڑ کرنے کا ماہر تھا لیکن اس کی ساکھ کو بنانے میں بقول ندیم کے ماہ رخ کی ذات کو زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ ان کے درمیان محبت سے زیادہ کاروباری رشتہ قائم تھا جو حیا اور شرم سے بالاتر تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے نجی معاملات سے پردہ پوشی کرنے کے معاہدے پر عمل پیرا تھے لیکن سلیمان شاہ میرا دشمن بن گیا۔ شاید وہ مخرب اخلاق تصویریں اس سے ہضم نہیں ہو سکی تھیں۔ اس نے بڑی چالاکی اور عیاری سے ماہ رخ کو درمیان سے ہٹانے کی چال چلی تھی لیکن ماہ رخ بروقت طبی امداد کے سبب زندہ تھی اور اب وہ سلیمان شاہ سے انتقام لینے کے منصوبوں کو تشکیل دے رہی تھی۔ اس کے ذرائع لامحدود تھے۔ ملیحہ کے بارے میں اس کا شبہ کرنا قدرتی بات تھی اس لیے کہ صرف اسی کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ ماہ رخ کی خواب گاہ میں بلا کسی روک ٹوک کے آ جا سکتی تھی۔ اس کی مے نوشی کے اسٹاک کا خیال رکھنا بھی ملیحہ کے فرائض منصبی میں شامل تھا چنانچہ زہریلی شراب کی سازش میں بھی اسی کا ہاتھ سرفہرست سمجھا جا سکتا تھا۔ بہرحال ماہ رخ اور سلیمان شاہ کی ذاتی چپقلش اور رنجشوں کا معاملہ تھا جس میں کالکا کی پراسرار قوتوں نے مجھے بھی شامل کر دیا تھا۔

ماہ رخ کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں اس پراسرار نوجوان کا خیال بھی ہلچل مچا رہا تھا جو ایک طرف میری مدد کر رہا تھا تو دوسری جانب مجھے دھمکیاں بھی دے رہا تھا۔ اسی نے مجھے

بھوشن کے آنگن میں ملیحہ کے ہاتھوں سے بچایا تھا اور اب اسی نے مجھے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اگر میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تو سلیمان شاہ کی موت میرے دفتر میں بھی واقع ہو سکتی تھی جس کے بعد قانون کے ہاتھوں میں پھنس کر ذلیل ہونا میرا مقدر بن سکتا تھا۔ میری نئی بنائی ساکھ اور کاروباری پوزیشن پلک جھپکتے میں خاک میں مل سکتی تھی۔ دبی زبان میں اس نے عارفہ کے ذہنی توازن کھو جانے کی بات بھی کی تھی۔ وہ کیا چاہتا تھا؟ کیا اس کی صرف یہی ایک خواہش تھی کہ میں اس کے فیصلوں پر بلا چوں و چرا عمل کرتا رہوں؟ لیکن اس سے اسے کیا حاصل ہو سکتا تھا؟ کالکا نے اسے لپکتا ہوا شعلہ کہا تھا جس نے کالکا کو ماہ رخ کے جسم میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا یقیناً حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا جس کا اندازہ مجھے ملیحہ کی گفتگو سے بخوبی ہو گیا تھا۔ کبھی وہ اپنی زبان میں گفتگو کرتی تھی اور کبھی نوجوان کے لب و لہجے میں۔ یقیناً ملیحہ کو اس نے اپنی بھرپور اور حیرت انگیز قوتوں کے جال میں جکڑ لیا تھا ورنہ ملیحہ اتنی احمق بھی نہیں ہو سکتی تھی کہ ماہ رخ کی سازش میں ملوث ہونے کے بعد وہ مجھ سے ہی پناہ کی درخواست کرتی۔ حسنہ کا کردار بھی میری عقل کو خبط کر دینے کے لیے کافی تھا۔ بظاہر وہ ایک عام سی مظلوم لڑکی معلوم ہوتی تھی لیکن اس کی نگاہیں حیرت انگیز طور پر دل میں چھپے ہوئے راز بھی جان لینے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ ملیحہ کے بارے میں بھی اسی نے مجھے بتایا تھا۔ ساجد کے سلسلے میں بھی اسی نے کہا تھا کہ وہ دانش کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے لیکن اس نے مجھے تاکید بھی کی تھی کہ میں ساجد یا دانش کے بارے میں کوئی بات زبان تک نہ لاؤں۔ رکی کے بارے میں بھی حسنہ ہی نے مجھے خبر دی تھی جو سو فیصد درست ثابت ہوئی تھی لیکن اس نے وہ معلومات مجھے لکھ کر فراہم کی تھیں۔ ایسا کیوں تھا؟ کیا حسنہ بھی کسی دوسری قوت سے خائف تھی؟ وہ دوسری طاقت کون تھی؟ کالکا یا وہ نوجوان جو اچانک میرا ہمدرد بن کر سامنے آ رہا تھا؟

شام کو میں گھر جانے کے لیے دفتر سے نکلا تو ساجد پارکنگ لاٹ میں میرا منتظر تھا۔ حسنہ کے بتا دینے کے بعد میرا وہ تجسس بھی دور ہو گیا جو اب تک قائم تھا۔ میں اسے دانش کی حیثیت سے پہچان چکا تھا۔ مجھے خوشی تھی کہ دانش جیسا جانثار پھر میرے ساتھ ہو گیا تھا۔ جب دشمنوں نے کالکا کی ایما پر میرے گھر کو آگ لگائی تھی اس وقت دانش ہی نے خان جابر کا پیچھا کر کے میرے دشمنوں کو گھیرنے کی کوشش کی تھی لیکن خود حالات کا شکار ہو کر رہ گیا۔

اس وقت بھی ساجد نے بڑی مستعدی سے لپک کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا تھا پھر میرے بیٹھنے کے بعد اس نے ڈرائیور کی سیٹ سنبھال لی تھی۔ میں اس سے بہت ساری باتیں دریافت

aazzamm@yahoo.com

کرنا چاہتا تھا لیکن حسنہ کی ہدایت کے پیش نظر میں نے ایسا نہیں کیا۔ ویسے دانش کے اچانک سامنے آجانے سے ماضی کی بہت ساری باتیں تازہ ہو رہی تھیں' جو زخم مندمل ہو رہے تھے وہ پھر سے تازہ ہونے لگے تھے۔ میں نے بیک ویو مرر میں دانش کو دیکھا لیکن وہ مجھ سے قطعی بے خبر ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔

پھر اچانک گھر کے قریب پہنچنے پر ایک آخری موڑ کاٹتے ہوئے اگر دانش نے سنجیدگی کے ساتھ اپنی مہارت کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو ہماری گاڑی اس ٹرک سے ٹکرا کر الٹ جاتی جو اچانک سامنے آگیا تھا۔ وہ کوئی لوڈنگ ٹرک تھا جس کے اوپر ایک مقامی ادارے کا نام جلی حروف میں درج تھا۔ اس نام کو پڑھتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا۔ وہ جس ادارے کا ٹرک تھا اس میں بھی بھوشن پچاس فیصد سے زیادہ کا شیئر ہولڈر تھا۔ دانش نے معاملے کی نوعیت سمجھنے میں شاید کسی غلطی کا ثبوت نہیں دیا۔ گاڑی روکتے ہی وہ بڑی پھرتی سے دروازہ کھول کر قلابازی کھاتا ہوا اس طرح کار کی دوسری جانب چلا گیا کہ اب وہ ٹرک گاڑی کی دوسری جانب ہو گیا تھا جس کی بدولت اس میں بیٹھے ہوئے افراد دانش کی نقل و حرکت پر نظر نہیں رکھ سکتے تھے۔ وہ شاید بھوشن کے آدمی تھے جنہوں نے مجھے راستے میں گھیرنے کی کوشش کی تھی۔ سڑک پر اس وقت زیادہ ٹریفک نہیں تھا۔ انہوں نے یقیناً اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس موڑ کا انتخاب کیا تھا۔ میں نے بڑی پھرتی سے بغلی ہولسٹر سے اپنا آٹومیٹک نکال لیا۔ میرا خیال تھا کہ گاڑی رکتے ہی ٹرک میں چھپے ہوئے اجرتی قاتل مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ٹرک میں بیٹھے بیٹھے بھی وہ خود کار رائفل سے میرا قصہ تمام کر سکتے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ خلاف توقع ٹرک سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر کا شخص اتر کر تیزی سے میرے قریب آگیا۔ میری گرفت آٹومیٹک کے دستے پر مضبوط ہو گئی لیکن ادھیڑ عمر کے شخص نے میرے قریب آکر بڑے مہذب لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے گا جناب' میرا ٹرک اس جگہ پہنچ کر اچانک بند ہو گیا۔ شاید انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے' میں نیچے اتر کر کسی ممکنہ حادثے کے پیش نظر اس موڑ کی طرف آنے والی گاڑیوں کو روکنے کا خواہشمند تھا لیکن اس سے پہلے ہی آپ کی گاڑی آگئی۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ آپ کو میری وجہ سے زحمت اٹھانی پڑی لیکن آپ کا ڈرائیور ـــ" ادھیڑ عمر شخص نے خالی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف غور سے دیکھا پھر حیرت سے بولا۔ "آپ کا ڈرائیور کہاں چلا گیا' یا خدا انخواستہ ـــ"

"نہیں ـــ" میں نے اسے بغور گھورتے ہوئے کہا۔ "وہ ہر وقت آنکھ کھلی رکھنے کا عادی ہے' شاید اس نے کوئی خطرہ محسوس کرتے ہی گاڑی روک کر چھلانگ لگا دی۔"

"لیکن کیوں' اسے کس قسم کا خطرہ تھا۔"

"ٹرک میں تمہارے علاوہ اور کون ہے؟" میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"کوئی بھی نہیں۔" بوڑھا جو بظاہر شریف ہی نظر آرہا تھا ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "اگر میرے ساتھ کوئی اور ہوتا تو میں انجن خراب ہوتے ہی ٹرک کو کم از کم اس بلائنڈ ٹرننگ (BLIND TURNING) سے فوراً ہٹا لیتا۔"

"ٹرک میں کس قسم کا سامان لدا ہے؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر دریافت کیا' اسی وقت دانش بھی سامنے آگیا۔ اس نے ادھیڑ عمر والے شخص کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں اس موڑ کے سوا کوئی اور جگہ نظر نہیں آئی۔"

"یہ اتفاق کی بات ہے جناب ورنہ ـــ"

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" دانش نے نفرت اور غصے کا اظہار کیا پھر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سامنے ٹرک کے ہونے کے باوجود اتنی جگہ تھی کہ گاڑی کو احتیاط سے نکالا جا سکتا تھا۔ دانش نے گاڑی اسٹارٹ کرنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا تھا لیکن اسی وقت ادھیڑ عمر والے شخص نے مسکرا کر کہا۔

"گاڑی اسٹارٹ کرنے کا ارادہ ترک کر دو میرے دوست' تم یہاں سے آگے نہیں جا سکتے۔"

"کیوں۔ کیا آگے سڑک کھدی پڑی ہے۔"

"کبھی کبھار نئی سڑکوں پر بھی موت اور زندگی کا سنگم ہو جاتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تیزی سے آٹومیٹک نکال کر اسے ادھیڑ عمر والے کی طرف تان کر سرد لہجے میں پوچھا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم نے گاڑی سے چھلانگ کیوں لگائی ہو گی۔" وہ میری بات نظر انداز کر کے دانش سے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تم اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد ہی سامنے آئے ہو کہ ٹرک میں میرے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟" میں نے اسے دوبارہ للکارا' وہ میری زد میں تھا لیکن پر میرا ایک معمولی سا دباؤ بھی اسے جہنم رسید کر سکتا تھا لیکن وہ بے حد بے پروا نظر آرہا تھا' میرے سوال پر اس نے مسکرا کر کہا۔

"سائنس رفتہ رفتہ بہت ترقی کر گئی ہے اب ہر کام سائنٹفک اصولوں پر کیا جاتا ہے۔ ویسٹرن فلموں کا دور ضرور ختم ہو گیا لیکن جرائم کی دنیا کا گراف وقت کے ساتھ ساتھ تو اب بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ تم چاہو تو مجھے گولی مار سکتے ہو لیکن اس کے بعد تم دونوں کے سارے جسم سے خون کے فوارے ابل پڑیں گے' میرے ساتھی جو پوزیشن لے تمہاری گھات میں بیٹھے ہیں وہ مجھے گرتا دیکھ کر ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کریں گے اگر تم خون کی ہولی

کھیلنا چاہتے ہو تو یہ تمہاری مرضی ہو گی۔ بغیر خون خرابے کے صرف ایک ہی راستہ ہے تمہارے پاس' خاموشی سے گاڑی سے اتر کر نہایت شرافت کے ساتھ ٹرک کے پچھلے حصے میں بیٹھ جاؤ' لیکن ایسا کرنے سے پہلے تمہیں اپنے یہ آتشی کھلونے میرے حوالے کرنے پڑیں گے۔"

"دغا بازی کا یہ کاروبار کب سے کر رہے ہو؟" دانش نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"اس وقت سے جب تمہارے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے ہوں گے۔" اس نے حقارت سے جواب دیا۔

"کیا تمہیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ مداخلت کی صورت میں ہمیں ٹھکانے لگا دو۔" میں نے سرد لہجے میں دریافت کیا لیکن میری چھٹی حس گواہی دے رہی تھی کہ ادھیڑ عمر کے شخص نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں ہو گا۔ ٹرک پر اس فرم کا نام ہی اس بات کی دلالت کر رہا تھا کہ اس کا تعلق بھوشن سے بھی تھا اور ایسی صورت میں بھوشن کے شکاری کتوں کا ہماری گھات لگائے خفیہ مقامات پر موجود ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔

"فرسٹ چوائس یہ ہے کہ تم موت پر زندگی کو ترجیح دے کر ہمارے ساتھ چلو۔ دوسری صورت میں تمہاری موت پر بھی ہم سے کوئی جواب طلبی نہیں ہو گی۔"

"بھوشن کے آدمی ہو؟" میں نے سرد لہجے میں دریافت کیا' آٹومیٹک کا رخ ابھی تک میں نے ادھیڑ عمر والے شخص کے سینے کی طرف کیا ہوا تھا۔

"اس دور میں آدمی آدمی کی پہچان بھی ایک مشکل مسئلہ ہے۔" اس نے اپنے غلیظ دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا پھر ہمیں پچکارتے ہوئے بولا۔ "لاؤ یہ کھلونے میرے حوالے کر دو۔"

میں نے دانش کو بہت حیرت اور تعجب سے دیکھا جو اپنا ریوالور بڑی خاموشی سے ادھیڑ عمر والے کے حوالے کر چکا تھا۔ شاید اس نے فوری طور پر بچاؤ کا یہی راستہ مناسب سمجھا تھا۔

"تمہارا کیا فیصلہ ہے؟" دانش کا ریوالور جیب میں ڈالنے کے بعد وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔

"اس کی بات مان لو بھولے ناتھ۔" کالکا کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "حماقت کرو گے تو جیون گنوا بیٹھو گے۔"

کالکا! میرے ذہن میں کالکا کا منحوس تصور ابھرا تو میں نے بھی خاموشی سے اپنا آٹومیٹک ادھیڑ عمر والے کے حوالے کر دیا' منگلی انگوٹھی کے غائب ہونے کے بعد کالکا کی پراسرار قوت سے مقابلہ کرنا میرے لئے کوئی دانشمندانہ اقدام نہیں تھا۔ لیڈی مکارنس نے بھی یہی کہا تھا۔

"اب اچھے بچوں کی طرح گاڑی سے نیچے اترو اور ٹرک کے پچھلے حصے میں بیٹھ جاؤ' تمہیں تھوڑی سی زحمت ضرور ہو گی اس لئے کہ لوڈنگ ٹرک میں صرف باربرداری کا سامان رکھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ رہا اگلی سیٹ پر گنجائش ہونے کا مسئلہ تو میں یہ رسک مول نہیں لے سکتا' میری جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی اپنے دو دشمنوں کو اپنے ساتھ بٹھانے کی حماقت کبھی نہ کرتے۔"

گاڑی سے اترنے میں دانش نے پہل کی اس کے بعد مجھے بھی اس کی پیروی کرنی پڑی۔ فی الحال عقل مندی کا تقاضا بھی یہی تھا۔ ویسے میرا دل گواہی دے رہا تھا ماشری اور اس کے ساتھی اس وقت بھی کہیں قریب ہی موجود ہوں گے۔ ندیم نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ حالات کے پیش نظر اس نے ماشری اور اس کی ٹیم کو میری نگرانی پر مامور کر دیا ہے۔ ماشری' جو اپنے جسم کے ہر حصے پر ایک خفیہ آنکھ رکھتا تھا' میں اس کے کچھ حیرت انگیز کارنامے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔

ٹرک ہمارے اندر بیٹھتے ہی چل پڑا' اس کی رفتار بتدریج تیز ہو رہی تھی۔ دانش کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔

"کیا ہم نے اپنے اسلحے دشمنوں کے حوالے کر کے حماقت نہیں کی۔" میں نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد دانش سے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ زندگی اسلحے سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے ساجد یا دانش کو حیرت سے گھورا۔

"موت برحق ہے باس۔" اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "جو وقت' جو طریقہ کار لوح محفوظ پر رقم کر دیا گیا ہے اسے کوئی بھی نہیں ٹال سکتا۔"

"میرا خیال ہے کہ میں تم کو ـــ"

"اب ان باتوں سے کیا فائدہ۔" اس نے مجھے ٹوکتے ہوئے کہا۔ "مقدر کا لکھا ہمیشہ ہو کر رہتا ہے۔"

"تمہارے خیال میں یہ کون لوگ ہوں گے جنہوں نے ہمیں اغوا کرنے کی کوشش کی ہے۔" میں نے دانش کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"جو بھی ہوں لیکن ہمارے دوست نہیں ہوں گے ورنہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کبھی نہ کرتے۔"

میں نے دانش کو مزید چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ مجھے معلوم تھا کہ ہمارے اغوا میں کس کا ہاتھ تھا' بھوشن کا اور کالکا اس کی مدد کر رہی تھی۔ اس کی آواز اس وقت بھی میرے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہی تھی۔

بھوشن پولیس حراست میں تھا۔ سراج کے بیان کے مطابق وہ پورے ثبوت کے ساتھ گرفتار کیا گیا تھا۔ ایسی صورت میں اگر کالکا ہمیں اپنی پراسرار قوتوں کا نشانہ بناتی تو بھوشن پر کوئی حرف نہیں آسکتا تھا۔ شاید اسی لئے کالکا نے اپنی

aazzamm@yahoo.com

عظیم جرنیل بوناپارٹ کی زندگی
اور کارناموں پر مشتمل
ایک دلچسپ کتاب-----

نپولین بوناپارٹ

قیمت: -/75 روپے

★ ---- پروفیسر ایم اشرف

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

طاغوتی قوتوں کے ذریعے بھوشن کے اجرتی قاتلوں اور بدمعاشوں کو ہمیں اغوا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اگر میں نے اس کی آواز نہ سنی ہوتی تو شاید خود کو بچانے کی خاطر رسک لینے سے دریغ نہ کرتا لیکن کاکا نے یہی کہا تھا میں دشمنوں کا کہنا مان لوں ورنہ مارا جاؤں گا۔

میرے ذہن میں متعدد خیال گونج رہے تھے' سب سے زیادہ حیرت مجھے دانش کی شخصیت پر تھی۔ حسنہ کے بیان کے مطابق وہ دانش ہی تھا۔ اس نے حالات کے پیش نظر اپنا حلیہ اور نام تبدیل کر لیا تھا لیکن کیا کاکا کی ناپاک اور کالی قوتیں بھی اس کی اصلیت کا راز نہیں معلوم کر سکی تھیں؟ یقیناً ایسا ہی تھا ورنہ حسنہ مجھے اس بات کی تاکید کبھی نہ کرتی کہ میں ساجد کو دانش کے نام سے مخاطب نہ کروں۔

"تمہارا کیا اندازہ ہے۔" میں نے ایک بار پھر دانش کو مخاطب کیا۔ "کیا ندیم کے آدمی ہماری نگرانی پر مامور نہیں ہوں گے؟"

"میں ایک ڈرائیور ہوں جناب۔ بھلا میں مالکوں کے بارے میں اس کے سوا اور کیا جان سکتا ہوں کہ کون سی گاڑی کس کی ہے۔"

میں نے دوبارہ خاموشی اختیار کر لی۔ دانش کا طرز عمل اس بات کی ترجمانی کر رہا تھا کہ میں اس وقت اس سے گفتگو نہ کروں' میں نے دوبارہ کاکا کے سلسلے میں سوچا' وہ مجھے ادھیڑ عمر کے ٹرک ڈرائیور کے ہمراہ جانے کی ہدایت کر کے واپس چلی گئی تھی۔ مگر کہاں؟ کیا اسے علم ہو گیا تھا کہ ہمارے کچھ اور ساتھی بھی ہماری نگرانی پر مامور ہیں۔ یقیناً ایسی ہی بات ہو گی۔ وہ ماسٹر جی اور اس کے ساتھیوں کا بندوبست کرنے گئی ہو گی۔ میں نے دانش کی سمت دیکھا جو آنکھیں بند کیے ٹرک کے تختوں سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا' اس کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔ موت یا خوف کی ایک ہلکی سی جھلک بھی موجود نہیں تھی۔ شاید اسے علم تھا کہ ماسٹر جی کن صلاحیتوں کا مالک ہے' جس انداز میں اس نے ایئرپورٹ پر بھوشن کے خاص الخاص ٹونی ہری رام یا کرشن شرما کو قابو کیا تھا اس نے میرے علاوہ پولیس پارٹی کو اور شاید بھوشن کے آدمیوں کو بھی ششدر کر دیا ہو۔ پھر ہری رام یا کرشن شرما نے ہی اس بات کی تصدیق کی تھی کہ وہ بھوشن کے لیے ہیرے جواہرات کی اسمگلنگ کے مذموم کاموں میں اس کا ساتھ دینے کے لیے مجبور تھا اس لیے کہ بھوشن نے اس کی خوبصورت' حسین اور نوجوان بیوی گیتا کو یرغمال بنا رکھا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد ٹرک کی رفتار مدھم ہونی شروع ہو گئی پھر وہ رک گیا' ہمیں دو اسلحہ برداروں نے ٹرک سے اتارا تو ہم کسی ویران مکان کے گیراج میں تھے' میں نے اس مقام کا اندازہ لگانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا پھر دونوں مسلح آدمیوں نے ہمیں اسی ویران مکان کے ایک زمین دوز کمرے میں پہنچا دیا جہاں سیلن کی بو پھیلی ہوئی تھی' وہ باہر سے کمرے کا دروازہ بند کر کے چلے گئے تو ہم نے کمرے پر نظر ڈالی' وہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو شاید کبھی گودام کے کام آتا رہا تھا لیکن وہاں سازوسامان قسم کی کوئی شے موجود نہیں تھی البتہ کمرے کے مشرقی گوشے میں دیوار سے ٹیک لگائے ایک نوجوان ضرور موجود تھا جس کی ظاہری حالت بتا رہی تھی کہ اسے خاصے طویل عرصے سے وہاں مہمان رکھا گیا تھا' اس کی داڑھی جھاڑ جھنکار کی طرح بڑھی ہوئی تھی۔ جسم پر ایک نیکر کے سوا کوئی لباس نہیں تھا اس لیے میل کی وہ تہیں بھی صاف نظر آ رہی تھیں جو گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس کے جسم پر جمتی رہی تھیں' اس کے ہاتھ پیر آزاد تھے لیکن اس کے باوجود پہلی نظر میں ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے سے بھی معذور ہے۔ اس کی آنکھیں بہت ویران تھیں۔ ہمارے آنے سے پہلے شاید وہ خواب خرگوش میں مبتلا رہا ہو گا لیکن اب وہ ہمیں عجیب وحشت ناک نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اس وحشت کے باوجود اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی چغلی کھا رہے تھے کہ اسے ہمارے وہاں آنے سے مسرت ہوئی ہے۔ شاید اس لیے کہ تنہائی کا زہر پیتے پیتے اس کی قوت رفتہ رفتہ دم توڑتی جا رہی تھی۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی موجودگی نے کمرے کی وحشت میں کچھ اور اضافہ کر رکھا تھا۔ کمرے سے نکاسی کا وہی ایک دروازہ تھا جس سے ہمیں اندر دھکیلنے کے بعد باہر سے مقفل کیا جا چکا تھا لیکن کمرے میں ایک زیرو پاور کا بلب چھت سے لٹک رہا تھا جس کی روشنی پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اب ندیم کے آدمی بھی یہاں نہیں پہنچ سکیں گے۔" میں نے دانش کی طرف دیکھتے ہوئے خود کلامی کے لہجے میں کہا۔ "پراسرار اور گندی قوتوں نے شاید انہیں گمراہ کر دیا ہو یا پھر ان کا قصہ ہمیشہ کے لیے پاک کر دیا ہو۔"

"شاید ہمارے دشمن ہمیں فوری طور پر ختم نہیں کریں گے۔" دانش نے پہلی بار اپنی رائے کا اظہار کیا۔ "اگر انہیں ہمیں صرف مارنا مقصود ہوتا تو وہ راستے میں کہیں بھی ہمیں گولی مار کر کسی ویران سڑک کے کنارے پھینک چکے ہوتے۔"

"بہرحال۔ وہ ہمارے ساتھ کوئی اچھا سلوک بھی نہیں کریں گے۔" میں نے ٹوٹے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "سسک سسک کر مرنا ایک بار کے مر جانے سے زیادہ اذیت ناک ہوتا ہے۔"

"میں آپ کے خیال سے متفق ہوں لیکن ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔"

"تم شاید یہ بات بہت دیر بعد کہہ رہے ہو۔" میں نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔ "چلتے ٹرک سے فرار ہونا ہمارے لیے زیادہ آسان ہوتا۔"

"کیا آپ کو علم ہے کہ ہمیں کس مقصد کے لیے یرغمال بنایا گیا ہے؟"

"حماقت کی باتوں سے گریز کرو۔" میں جھلا گیا۔ "اگر تم نے اپنا ریوالور دشمن کی سمت بڑھانے میں اتنی جلدی نہ کی ہوتی تو شاید ہم اس وقت یہاں نہ ہوتے۔"

"ہر شخص کو اپنی زندگی پر اختیار ہے اور جان بچانے کا حق بھی حاصل ہے۔" دانش نے الجھتے ہوئے جواب دیا۔ "زندگی کی ایک موہوم سی امید جو اس وقت ہمیں سہارا دے رہی ہے شاید ریوالور کے استعمال کے بعد اسی وقت ٹوٹ کر بکھر جاتی۔"

"ہونہہ۔ تم شاید اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہو۔" میں تلملا کر بولا تو دانش کے ہونٹوں پر ایک عجیب سا تبسم ابھر آیا۔ شاید وہ اپنی مسکراہٹ سے مجھے اس بات کا احساس دلانا چاہ رہا تھا کہ جو جملہ میں نے اس کے لیے استعمال کیا تھا وہ میرے لیے زیادہ حسب حال تھا۔ میں نے دانش کی جانب سے نظریں پھیر لیں۔ بھوشن کی گرفتاری کے بعد مجھے جو سکون ملا تھا وہ زیادہ پائیدار ثابت نہیں ہو سکا' میں نے میلے کچیلے نوجوان کی سمت دیکھا جو اب اپنے جسم کو عجیب انداز میں گھسیٹتے ہوئے فرش پر آرام سے آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔ غالباً وہ اس زندگی کا عادی ہو چکا تھا۔ حالات نے اسے وقت کے ساتھ مفاہمت کرنے کا سلیقہ سکھا دیا تھا۔ میرا دل چاہا کہ اس کے قریب ہی جا کر اس کا حال احوال دریافت کروں۔ اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی پاداش میں اسے قید تنہائی کی اذیت ناک سزا دی جا رہی ہے۔ میں نے ارادے کی تکمیل کی خاطر اس کی جانب قدم اٹھایا لیکن دوسرے ہی لمحے ٹھٹک کر رک سا گیا۔ میرے اور اس نوجوان کے درمیان کاکا کی پراسرار شخصیت ایک حسین روپ میں سامنے آ گئی' میں نے اس سے قبل کاکا کو اتنے حسین روپ اور ہیجان انگیز لباس میں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ پھیل رہی تھی اور آنکھوں میں مستی کے ساغر لنڈھا رہے تھے۔

"تم۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے خشک آواز میں مخاطب کیا۔

"کیوں۔ کیا تم اپنی کاکا رانی کو اس حال میں دیکھ کر خوش نہیں ہوئے۔" وہ ایک توبہ شکن انگڑائی لے کر بولی۔

"حیرت ہے کاکا رانی۔" میں زہرخند سے بولا۔ "تم نے مجھے بھوشن کا دشمن سمجھ کر اس کے آدمیوں کے ذریعے اغوا کرایا ہے اور اب اسی دشمن کو دعوت نظارہ بھی دے رہی ہو' میں تمہیں کیا سمجھوں؟"

"حیرت ہے۔" وہ مجھے پیار بھرے انداز میں گھورتے ہوئے بولی۔ "تم اسی دھرتی پر سانس لے رہے ہو لیکن یہاں کے دستور سے واقف نہیں ہو؟"

"کیا مطلب؟"

"اس دھرتی پر ہر شخص کے دو روپ ہوتے ہیں' ایک وہ جو دن کے اجیارے میں نظر آتا ہے اور دوسرا وہ جو اندھیروں میں دکھائی دیتا ہے' میرا خیال ہے کہ شخص کا اصلی روپ وہی ہوتا ہے جو اندھیرے میں سامنے آتا ہے لیکن ہم روشنی کے باوجود اسے نہیں پہچان سکتے۔"

"اس وقت کیا تم مجھ سے انسان کے مختلف روپ کے بارے میں اپنا فلسفہ بگھارنے کی خاطر آئی ہو۔"

"غصہ مت کرو میرے من مندر کے دیوتا۔" اس کی آنکھوں کا نشہ اور گہرا ہو گیا۔ "تیز اور چالاک وہی ہوتا ہے جو جگ کی خوشیوں اور رنگینیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے۔ مجھے غور سے دیکھو' کیا میں تمہیں اندر کے اکھاڑے کی اپسرا سے کم نظر آتی ہوں جس کے بارے میں تم نے آج تک صرف کتابوں اور قصے کہانیوں میں پڑھا اور سنا ہے۔"

"میرا خیال ہے تم مجھے اپنے سندر شریر سے بہکا کر کسی مصیبت میں گرفتار کرنے کا خواب دیکھ رہی ہو۔"

"کاکا کے لیے دوغلی چال چلنے کے بارے میں مت سوچو شہباز خان۔" وہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔ "میں کون ہوں'

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

کیا ہوں اور کیا کچھ کر سکتی ہوں اس کا تماشا تم اپنی آنکھوں سے بدروپ نگر سے آج تک دیکھتے رہے ہو۔ کیا جمنا اور شنکر یاد ہیں تمہیں یا بالکل ہی بھول گئے؟"

"مجھے یہاں لانے کا سبب کیا ہے" میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے روکھے لہجے میں سوال کیا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا بھولے ناتھ کہ بھوشن کا دھیان من میں اس سے تک مت لاؤ جب تک اس کے ستارے گردش میں نہیں آجاتے پر تم نے اپنی کالکا کا کہا ٹھکرا دیا۔"

"میرے لیے تمہارا ہر روپ ناقابل فہم ہے۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے کیا مجھے یہاں لانے کے بعد بھوشن کی چتا ختم ہو جائے گی۔"

"اپنے ذہن پر کیوں بوجھ ڈال رہے ہو۔" وہ دوبارہ معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔ "بھوشن کے لیے مجھے کیا کرنا ہے' یہ سوچنا میرا کام ہے۔ تم تو کیول اتنا سوچو کہ اب ہمارے درمیان کی ساری دیواریں گر چکی ہیں۔ اب تم اپنی کالکا رانی کو چھو کر دیکھ سکتے ہو؟ اس کے سندر شریر سے اسی طرح کھیل سکتے ہو جیسے ماہ رخ کے ساتھ کھیلتے تھے۔ ان فاصلوں کو ختم کر دو میرے پران ناتھ۔ کالکا کل بھی تمہاری تھی اور آج بھی تمہارا سواگت کرنے کو تن من دھن سے تیار ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کالکا رانی۔" میں نے حقارت سے جواب دیا۔ "تم مجھے پاپ کے جس دلدل میں گھسیٹنا چاہتی ہو اس میں تمہیں کامیابی نہیں ہوگی۔"

"کالکا کی مہان شکتی کو للکارنے کی کوشش کر رہے ہو یا یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو کہ تم ماہ رخ کے ساتھ جو کھیل کھیل چکے ہو وہ پاپ نہیں بلکہ پن تھا۔"

"وہ محض ایک مجبوری تھی۔"

"اب تمہیں میرے کارن بھی مجبور ہو جانا چاہیے۔" اس کے لہجے میں طنز تھا۔ "وہ اندھیرے چھٹ چکے ہیں جو تمہاری سہائتا کر رہے تھے اب کالکا تمہیں اپنی انگلیوں کے اشارے پر بھی نچا سکتی ہے۔ لیکن نہیں میرا خیال ہے پریم روگ میں زبردستی کی چھینا جھپٹی اچھی نہیں ہوتی۔"

"موت اور زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔" میں نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "تم چاہو تو اپنی من مانی کر کے یہ بھی دیکھ لو۔ مگر سوچ لو کہیں تمہیں نراش نہ ہونا پڑے۔"

"نراش ہونا پڑے ۔۔۔ اور وہ کالکا کو۔" وہ فاتحانہ انداز تنتنا کر بولی۔ "رسی جل گئی پر بل ابھی تک نہیں گیا۔ ابھی تک اپنے سپنوں میں بول رہے ہو۔ بری بات ہے شہباز خان۔ اپنے اوپر گھمنڈ کرو کہ کالکا کی شکتی تم پر مہربان ہے "آؤ مجھے اپنی بانہوں میں سمیٹ لو۔" آخری جملہ ادا کرتے ہوئے

ہٹلر کی حیاتِ معاشقہ

★---- پروفیسر ایم اشرف

ہٹلر کے معاشقوں کی مکمل تفصیل
اس کی ذاتی زندگی کے متعلق
ایک دلچسپ کتاب ----
جو اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔

قیمت: -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

اس کی نگاہوں میں مستی کے ساغر پھر ٹکرانے لگے تھے۔

"میں سمجھ سکتا ہوں کالکا دیوی ۔۔۔ لیکن تم مجھے کسی بات کے لیے مجبور نہیں کر سکتیں۔"

"تم ۔۔۔ میری نرمی سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔ انجام سوچا ہے اپنا؟"

"موت زندگی کے طویل راستے کی آخری حد ہے۔ جسم اور روح کا رشتہ کسی وقت بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ تم اپنے جنتر بھی آزما کر دیکھ لو۔"

"شہباز خان۔" کالکا نے پلک جھپکنے میں اپنی ہیئت تبدیل کر لی۔ اب وہ کالی کے روپ میں بڑی ہولناک نظر آ رہی تھی۔ مجھے حقارت سے گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں بولی۔ "اب تمہیں میری ہتیا کا پالن کرنا پڑے گا ۔۔۔ آگے بڑھو ۔۔۔! اور کسی پالتو کتے کی طرح کالکا کے چرنوں کو اپنی زبان سے چاٹو۔"

"میں کوئی پریم پجاری تمہارا دیوتا نہیں ہوں۔" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سختی سے کہا۔ "تم جو چاہتی ہو وہ ناممکن ہے۔"

"ناممکن ۔ اور کالکا کے لیے۔" اس نے اپنی خون آلود زبان ہونٹوں پر لپلپاتے ہوئے جواب دیا پھر اس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے لپکنے لگے اس کے ہونٹ متحرک ہو گئے۔ اس کی

ہوں میں قہری قہر تھا۔ مجھے اپنے قدموں میں جھکانے کی خاطر سی منتر کا جاپ شروع کر چکی تھی میں نے اس کی نگاہوں کے ے بچنا چاہا لیکن شاید اس نے مجھے عمل تنویم کی کیفیتوں ے دوچار کر دیا تھا۔ نہ چاہنے کے باوجود میرے قدم اس کی ب مقناطیسی انداز میں اٹھنے لگے۔ کالکا کے ہونٹوں کی حرکت تیز ہو گئی۔ میں کسی معمول کی طرح اس کی سمت بڑھ رہا تھا اچانک ایک شعلہ بڑی تیزی سے میرے اور کالکا کے یان زمین سے کڑک کر چھت کی طرف جا کر غائب ہو گیا۔

کالکا کے ہونٹوں کی جنبش اچانک تھم گئی' اس کی نگاہوں اب ہلکا ہلکا خوف نظر آ رہا تھا۔ وہ چاروں طرف نظریں گھما دیکھنے لگی لیکن پھر دوسرا شعلہ ابھرا تو کالکا اچانک میری ہوں سے اوجھل ہو گئی۔ جو کچھ ہو رہا تھا وہ پڑھنے والوں کے ہوش ربا کا کوئی پراسرار باب ہو سکتا ہے لیکن میں جیتی آنکھوں سے اس حقیقت کو دیکھ رہا تھا۔ کالکا نے ایک بار بھی مجھے کسی شعلے کا حوالہ دیا تھا جس نے اسے ماہ رخ کے میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اور اب پھر وہی شعلہ ے لیے نجات کا ذریعہ بن گیا تھا۔ ابھی میں حیرت میں مبتلا دانش کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"باس کیا آپ جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔" دانش کے جملے نے مجھے چونکا دیا' مجھے معلوم تھا کہ نہ تو نے کالکا کو دیکھا ہو گا نہ ہی ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو ہوگی البتہ میری طویل خاموشی نے اسے ضرور حیرت زدہ ہو گا' میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں سے بچ کر نکل جانے کے لیے کسی ممکنہ طریقے ے میں غور کر رہا تھا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ اب ہمیں خود کو حالات کے دھارے چھوڑ دینا چاہیے ورنہ شاید ذہنی خلفشار میں مبتلا ہو کر ہماری ت بھی اس دیوانے نوجوان جیسی ہو سکتی ہے جو نہ جانے ے قید ہے۔"

دانش کے جملے کو سن کر میں نے نوجوان کی طرف دیکھا وہ ر ہو چکا تھا اور گھوم گھوم کر پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑا رہا تھا پھر اس کی نظریں ہمارے چہروں پر منڈلانے ے دیکھنے کا انداز بھی اس کے دیوانے پن کا ثبوت دے رہا

"کون ہو تم۔" میں نے اسے بڑی نرمی سے مخاطب کیا۔

"کہ میں کون ہوں؟" اس نے حیرت سے میرے دہرائے پھر اس طرح گھورنے لگا جیسے وہ اپنی اصلیت کے میں کوئی اہم ثبوت تلاش کر رہا ہو۔

"اس قید تنہائی کا زہر کب سے پی رہے ہو؟" دانش نے ی اپنائیت سے سوال کیا۔

"میں زہر نہیں پیتا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ "بس مجھے اس کا مزہ کچھ اچھا نہیں لگتا۔"

"پھر تمہیں کیا اچھا لگتا ہے؟" میں نے اس کے قریب جا کر ہمدردی کا اظہار کیا۔

"مجھے ۔۔۔ مجھے اپنا گھر اچھا لگتا تھا۔" اس نے حسرت بھری آواز میں کہا۔ "لیکن میرے باپ نے مجھے کان پکڑ کر گھر سے نکال دیا۔ جب سے میں اسی طرح دربدر کی ۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں اسے ۔۔۔ ہاں' آں خاک چھانتا پھر رہا ہوں' جہاں ویرانی اور تنہائی میسر آتی ہے وہیں پڑ رہتا ہوں۔"

"تمہارا گھر کہاں ہے؟"

"یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔" وہ ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے بولا۔ "لیکن تم میرے باپ کو نہیں جانتے وہ ۔۔۔ بہت ایماندار' شریف اور ضدی واقع ہوا ہے' مجھے دوبارہ گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گا۔"

"تمہیں گھر سے نکالنے کی وجہ کیا تھی؟" دانش نے اس کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ظالم مجھے اپنی طرح سیدھا سادا' نیک اور بزدل بنانا چاہتا تھا۔"

"یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے۔" میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "دنیا کے تمام ماں باپ اپنے بچوں کو سیدھے راستے پر چلانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔"

"میں سب جانتا ہوں۔" وہ بڑے معنی خیز انداز میں بولا۔ "خود جوانی میں ان کے قدم ڈگمگاتے رہتے ہیں' ہر گناہ کی لذت کا مزہ چکھتے ہیں' زبان پر رام رام اور بغل میں چھری والی مثال ہے۔ اندر سے کچھ اوپر سے کچھ' اور جب خون کا جوش سرد پڑنے لگتا ہے تو وہ بچوں کو نصیحت کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ میں نے ساتویں جماعت میں فارسی کی کتاب میں پڑھا تھا کہ خود "را فضیحت دیگراں را نصیحت۔" یہ تو جہانگیر کا انصاف نہیں ہوا۔"

"پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہو۔" میں نے اسے غور سے دیکھا۔

"کبھی شوق تھا لیکن اب دل نہیں لگتا۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟" دانش نے اس کے اچھائی برائی کے فلسفے اور مثالوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے پوچھا۔

"عثمان غنی۔" اس نے تھیٹر کے مسخروں کی طرح کورنش بجالاتے ہوئے جواب دیا۔ "میں عثمان تو نہیں بن سکا البتہ غنی ضرور ہوں۔"

"اس ویرانے میں قیلولہ کرنے کی کیا سوجھی آپ کو۔" دانش نے درباری لہجہ اختیار کیا۔ "میرا ناقص خیال ہے کہ یہ جگہ حضور کے شایانِ شان نہیں ہے۔"

aazzamm@yahoo.com

"تمہارا خیال چونکہ ناقص ہے اس لیے میں اس پر غور کر کے اپنا وقت نہیں برباد کروں گا۔" وہ شان بے نیازی سے بولا۔

"آپ کے اس مختصر لباس اور حلیے کے بارے میں کیا خیال ہے جناب کا؟" دانش نے اسے سرتاپا گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں فقیری میں امیری کرنے کا قائل ہوں۔"

"شاید اسی لیے محترم کو یہاں قید و بند کی صعوبتیں جھیلنی پڑ رہی ہیں۔"

"سمجھا۔" اس نے عجیب انداز میں مسکرا کر جواب دیا۔ "کیا تم دونوں کو یہاں کسی جرم کی پاداش میں بند کیا گیا ہے؟"

"ہم اس وقت جس نیم شکستہ اور ویران حویلی میں قیام پذیر ہیں وہ کیا آپ ہی کی ملکیت ہے؟"

میں بہت غور سے نوجوان کی باتیں سن رہا تھا۔ ظاہری اعتبار سے وہ کوئی دیوانہ یا پاگل نظر آرہا تھا لیکن اس کی باتیں، گفتگو کا انداز اور اس کے چہرے کا سکون میرے خیالات کی نفی کر رہا تھا لیکن ایک بات جو میرے لیے پریشان کن تھی وہ وہاں اس کی موجودگی تھی جہاں کالکا کے اشارے پر بھوشن کے آدمیوں نے ہمیں محصور کر دیا تھا۔ کالکا کی آمد کے وقت وہ بڑی پرسکون نیند میں ڈوبا نظر آرہا تھا لیکن پھر وہ شعلے لپکنے کے بعد وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اگر وہ ہوش مند تھا تو پھر اسے وہاں کیوں قید کیا گیا تھا؟ کیا وہ بھی بھوشن کے مخالفین میں سے کوئی تھا؟ یا پھر بھوشن کا کوئی اپنا کارندہ تھا جو کسی حکم عدولی کے جرم میں قید تنہائی کی اذیتوں سے دوچار کر دیا گیا تھا؟ اس کی فلسفیانہ باتیں کیا محض اس کے ذہنی فتور کا نتیجہ تھیں یا حقیقتاً وہ دیوانگی کے عالم میں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا؟ اور وہ شعلے کس کی طاقت کا کرشمہ تھے جنہوں نے کالکا کو خوف زدہ کر کے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا؟ کیا خدا کے اس برگزیدہ کمبل پوش بزرگ نے ناراض ہو کر اپنی کراماتی صندلی انگوٹھی واپس لے لینے کے بعد بھی اپنا ہاتھ مکمل طور پر میرے سر سے نہیں اٹھایا تھا؟ یا پھر وہ لیڈی ملکارنس کی پراسرار شخصیت اور اس کے بلیک میجک کا کرشمہ تھا جو کالکا کی طاغوتی قوتوں سے مجھے محفوظ کیے ہوئے تھا؟

میرے ذہن میں بہت سارے ممکنہ پہلو اور سوالات گونج رہے تھے پھر اچانک مجھے حسنہ کا خیال آیا۔ وہ مجھ سے دو روز کی رخصت لے کر کیوں گئی تھی؟ واپانی کے بیان کے مطابق وہ اس روز دفتر میں بھی نہیں دیکھی گئی جس روز میری اور اس کی آخری ملاقات ہوئی تھی۔ میرے گارڈز نے بھی واپسی پر حسنہ کے بارے میں یہی کہا تھا کہ وہ اسے نظر نہیں آئی تھی۔ یہ تمام باتیں اور حسنہ کی حیرت انگیز معلومات جو اس نے وقتاً فوقتاً مجھے فراہم کی تھیں اس بات کی دلیل تھی کہ وہ بھی کسی نادیدہ قوت کا جیتا جاگتا ثبوت تھی لیکن وہ کون تھی؟ مجھ سے کیا چاہتی تھی؟ کیا وہ محض رکی مسز فرگوسن اور میلیا کے بارے میں مجھے آگاہ کرنے آئی تھی؟ اگر صرف یہی بات تھی تو پھر حسنہ نے ملازمت کا اصرار کیوں کیا تھا؟ اس نے یہی کہا تھا وہ محض اپنے تحفظ کی خاطر ملازمت اختیار کر رہی تھی۔ اس نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ بھوشن کے اجرتی قاتل بھی اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں لیکن شاید وہ محض ایک بہانہ تھا، وہ کسی مقصد کے پیش نظر میرے قریب رہنا چاہتی تھی ورنہ جو دوسروں کی نگاہوں کے سامنے ہونے کے باوجود نظر نہیں آتی تھی اس کے لیے بھوشن یا اس کے آدمیوں سے خوفزدہ ہونا ایک بے معنی سی بات تھی۔

میں ذہنی جنجال میں مبتلا تھا لیکن میری نظریں بدستور اس نوجوان پر مرکوز تھیں جو دانش کے آخری سوال پر اسے حیرت سے آنکھیں پھاڑے عجیب انداز میں دیکھ رہا تھا۔

"اس قدر حیرت سے اس خادم کو عقابی نظروں سے کیوں گھور رہے ہیں والئی ویران حویلی۔" دانش نے اسے چھیڑنے کی خاطر کہا۔ "کیا اس ہیچمداں سے کوئی قابل گردن زدنی خطا سرزد ہو گئی ہے یا پھر میں اپنی لاعلمی کے سبب حضور پر نور سے اصلیت کا کوئی مذاق کر بیٹھا ہوں۔"

"تم میری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہو۔" نوجوان نے اپنی جھاڑ جھنکاڑ داڑھی کو کھجاتے ہوئے جواب دیا۔ "تم میری نگاہوں کے سامنے کھڑے ہو پھر تم نے بیٹھنے کا صیغہ کیوں استعمال کیا؟ کیا تمہیں ہماری چشم بینا پر شبہ ہے؟"

"اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے تو اس کے لیے معافی کا خواستگار ہوں۔" دانش نے اس کا مذاق اڑانے کی خاطر بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ ہم اتنی بڑی گستاخی کرنے کے بعد تمہاری معافی کی درخواست کو چیر پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے بعد حکم صادر فرماتے ہیں کہ تم آبلہ پائی کی شرح کی گردان کرتے ہوئے افریقہ کے لیے روانہ ہو جاؤ جہاں کے جنگلات میں تمہیں ایک سیاہ رنگ کا قد آور شتر مرغ تلاش کرنا ہوگا تاکہ تم اس پر سوار ہو کر ہمیشہ کے لیے عالم بالا کی طرف کوچ کر جاؤ۔"

"تمہیں یہاں کون لایا تھا؟" میں نے نوجوان کو نرمی اور پیار سے مخاطب کیا۔ "یہ جگہ جہاں تم اس وقت موجود ہو ایک زمین دوز صعوبت خانہ ہے جہاں صرف برے لوگوں کو سزا کے طور پر رکھا جاتا ہے۔"

"تم اپنے ذہن پر زور دے کر غور کرو شیخو (جہانگیر) ہم پہلے ہی اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہمارے والد بزرگوار نے ہمیں گھر سے بے گھر اسی لیے کیا ہے کہ شرافت کی زندگی ہمیں

پسند نہیں ہے۔ ابھی میں نوجوان ہوں اس لیے کوئی پابندی، کوئی بندش بھی منظور نہیں، ہم دنیا کی رنگینیوں کو قریب سے دیکھنے کی خاطر اس حلیے کو پہنچے ہیں۔ اس باغ عالم کی حسین اور شگفتہ کلیوں کو چٹکانے کا منصوبہ ہمارے منشور میں شامل ہے۔ اس کے بعد ہم باغ زندگانی میں چہل قدمی کریں گے اور خوشہ چینی سے شغل کریں گے۔ جب تک خون کی گردش جاری ہے ہم قدرت کے تراشیدہ حسین اور خوبصورت چلتے پھرتے شاہکاروں سے اپنی خلوت میں جلوت کا رنگ گھولتے رہیں گے اور پھر۔۔۔" نوجوان نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "جب پیری سے ہماری کمر میں خم آجائے گا تو ہم بھی ہمہ وقت خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر توبہ کے دروازے پر دستک دیتے رہیں گے، چہرے کو پرنور بنانے کی خاطر بڑی متبرک چمکیلی داڑھی رکھ کر مصلا نشین ہو جائیں گے تاکہ نیکی کے فرشتے ہمارے ماضی میں نہ جھانک سکیں۔"

"چ۔۔۔ غ۔۔۔ د۔۔۔ کے مطلب سمجھتے ہیں آپ؟" دانش نے اس بار بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کیا تم ہمیں کندہ ناتراش سمجھ رہے ہو، بے ادب، گستاخ۔" وہ چراغ پا ہو گیا۔ "کون نہیں جانتا کہ "چ" سے مراد چمن زار رہتی ہے، "غ" سے مراد غسل آفتابی ہوتا ہے اور یہ غسل آفتابی ہے جس میں جسم پر برائے نام لنگوٹی ہوتی ہے "د" سے دعوت عام یا پھر دعوت نظارہ دی جاتی ہے۔"

"خوب بہت خوب۔" دانش نے داد دی۔ "کیا خوبصورت اور حسب حال تشریح بیان کی ہے جناب نے لطف آگیا۔"

جواب میں نوجوان نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے ایک طویل انگڑائی لی پھر اس طرح دیدے نچا نچا کر ہمیں دیکھنے لگا جیسے اپنے قریب ہماری موجودگی سے قطعی طور پر لاعلم رہا ہو۔

"تم۔۔۔ کون ہو تم دونوں۔" اس نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں سوال کیا۔

"ہم کوہ قاف سے تمہاری زیارت کے لیے آئے ہیں۔" میں نے اس بار جھلا کر جواب دیا تو وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہو گیا پھر تھوڑے توقف کے بعد خوفزدہ آواز میں بولا۔ "کیا آپ دونوں کو ہماری یہاں موجودگی ناگوار گزری ہے؟"

"تم نے پہلی بار ایک عقل مندی کی بات کہی ہے لیکن وہ بے سود۔" دانش بولا۔ "ہم اس وقت دشمن کی قید میں ہیں یہاں ہمیں مجبوراً تمہیں بھی بھگتنا پڑے گا۔"

"قید۔" اس نے تعجب سے باری باری ہم دونوں کو گھورا پھر تنک کر بولا۔ "تم ہوگے قیدی۔ میں تو یہاں دو گھڑی سیر کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ تم کہو تو واپس چلا جاؤں۔"

"بڑی مہربانی ہوگی جناب کی۔" دانش نے جھلا کر کہا۔ "مقفل دروازے میں دو چار جھری ہوا کے لیے موجود ہیں آپ اس کے درمیان سے ہو کر بہ آسانی یہاں سے نکل جائیں گے۔"

"اوہ۔" اس نے سر کے الجھے ہوئے بالوں کو نوچتے ہوئے جواب دیا۔ "حیرت ہے کہ یہاں سے باہر نکلنے کا اتنا آسان طریقہ اب تک میری سمجھ میں کیوں نہیں آیا۔ شاید اس لیے کہ دیر آید درست آید والی مصلحت ہوگی۔"

"اپنی قابلیت بگھارنے میں وقت ضائع نہ کریں ورنہ کہیں ان جھریوں میں بھی روئی ٹھونس دی گئی تو پھر آپ کے فرار ہونے کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ اس مشورے کا۔ لیکن میرے جانے کے بعد آپ حضرات کیا کریں گے؟" اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"کسی چوہے کا بل تلاش کریں گے۔" دانش اب سچ مچ بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

"مناسب خیال ہے۔ اچھا خدا حافظ، زندگی رہی تو پھر ملاقات کریں گے۔" اس نے سلام کیا پھر ہم پر الوداعی نظر ڈال کر آہستہ آہستہ مقفل دروازے کی جانب قدم اٹھانے لگا۔

اس بات میں کوئی کلام باقی نہیں رہ گیا تھا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ قید کی صعوبتوں نے شاید اس کو خود اپنی شناخت سے بھی محروم کر دیا تھا۔ مقفل دروازے کے قریب جا کر اس نے متعدد بار جھریوں کے ذریعے باہر نکلنے کی ناکام کوشش کی۔ ہمیں اس کی ذہنی کیفیت پر رحم آنے لگا لیکن پھر اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے بھی انگشت بدنداں ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ جھریوں سے گزرنے کی ناکامی کے بعد وہ ایک لمحے تک خاموشی سے کھڑا لوہے کے مضبوط دروازے کو تکتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس آہنی دروازے کو کسی ہلکے پھلکے کھلونے کی طرح اٹھا کر ایک طرف دیوار کے سہارے کھڑا کیا اور سر جھکائے باہر نکل گیا۔

میں اور دانش ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے گھورنے لگے۔ جو کچھ ہماری نظروں نے دیکھا تھا وہ ناقابل یقین ہی تھا۔۔۔!!!

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

سے راضی ہے کالا کی ناپاک قوتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ اس نے مجھے پیشکش کی تھی کہ اگر میں چاہوں تو وہ ماہ رخ کو سلیمان شاہ کی جگہ دے کر سلیمان شاہ کو ذہنی مریضوں کے اسپتال میں بھی داخل کرا سکتا ہے اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ماہ رخ کے علاوہ علیزے سے بھی جسمانی رابطہ قائم کرلوں ورنہ وہ سلیمان شاہ کو میرے دفتر میں ہلاک کرکے مجھے مصیبتوں اور الجھنوں میں بھی گرفتار کرا سکتا تھا۔ یہ دھمکی بھی دبی زبان میں دی تھی کہ عارفہ اپنا ذہنی توازن بھی کھو سکتی ہے۔

وہ کون تھا؟

اچانک میری مدد کی خاطر کسی چھلاوے کی طرح درمیان میں کیوں آگیا تھا؟

اس کا مقصد کیا تھا؟ کیا چاہتا تھا وہ؟

کہیں وہ بھی کالا کی کوئی دوغلی چال تو نہیں تھی جو مجھے ایک نئی طاقت دکھا کر تسخیر کرنے کی خواہش مند تھی؟

حسنہ کون تھی؟

لیڈی ملکارس میری زندگی کی اس عجیب و غریب داستان میں کیا کردار ادا کر رہی تھی؟ کیا وہ حقیقتاً میری دوست تھی یا محض جھوٹی تسلیوں سے گمراہ کرنے کا پارٹ نبھا رہی تھی؟

"بس ـــ" دانش کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں کہیں وہ خواب تو نہیں ہے۔"

"ہو بھی سکتا ہے لیکن ہمیں بہرحال وقت سے فائدہ اٹھانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

میں کھلے ہوئے دروازے کی سمت لپکا۔ دانش نے بھی میری پیروی کی تھی۔ لوہے کے دروازے سے باہر نکلتے ہی ہم دوبارہ ٹھٹک کر رک گئے۔ جس ادھیڑ عمر والے شخص نے ہمیں اغوا کیا تھا وہ چاروں خانے چت پڑا تھا۔ اس کی آنکھیں محاورۃً "نہیں بلکہ حقیقتاً" اپنے حلقوں سے باہر ابل پڑی تھیں۔ کسی نے ناقابل یقین قوت ہی سے اسے گلا گھونٹ کر زندگی کی سرحدوں کو پار کرا دیا تھا۔ قریب اس کی خود کار رائفل پڑی تھی جسے ساجد نے لپک کر اٹھالیا پھر اس کا معائنہ کرتے ہوئے بولا۔

"اس کی میگزین بھری ہوئی ہے جناب۔ یہ آڑے وقت میں ہمارے بہت کام آسکتی ہے۔ ہو سکتا ہے اور ہمارے لیے کوئی خطرہ موجود ہو۔ اس ہتھیار سے ہم اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔"

"شاید ــ" میں نے مختصراً جواب دیا۔

سیڑھیاں عبور کرتے ہوئے تہ خانے کے اوپر والے حصے میں آئے تو وہاں بھی تین مسلح افراد جو چہرے ہی سے خونی اور قاتل نظر آرہے تھے۔ زمین پر بے سدھ پڑے دکھائی دیے۔ ان کی کیفیت بھی ادھیڑ عمر والے سے مختلف نہیں تھی۔ قریب ہی ان کا آتشی اسلحہ بھی موجود تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہ رائفل یہیں پھینک دو۔" میں نے دانش کو مخاطب کیا۔ "اس کے دستے پر ہماری انگلیوں کے نشانات ہمارے لیے مصیبت کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔"

دانش نے میرے کہنے پر جیب سے رومال نکال کر رائفل سے اپنی انگلیوں کے تمام ممکنہ نشانات صاف کیے پھر اسے تینوں مردہ اشخاص کے قریب ہی فرش پر پھینک دیا ہم اس ویران عمارت سے باہر نکلے تو ایک بار پھر ہمیں حیرت کا شکار ہونا پڑا۔ ہمیں جس ٹرک کے ذریعے اغوا کیا گیا تھا اس کے برابر میری کار بھی موجود تھی۔

"میرا خیال ہے کہ دشمن اسے بھی ہمارے ساتھ ہی یہاں لائے ہوں گے۔" دانش نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ "عام شاہراہ پر اس کا پایا جانا ہمارے دشمنوں کے خلاف پولیس کو خطرے کا الارم بھی دے سکتا تھا۔"

"ہو سکتا ہے۔" میں نے دبی زبان میں کہا پھر گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ ساجد نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ واپسی میں کچھ دیر ہمارے درمیان خاموشی ہی رہی شاید میری طرح ساجد بھی اسی پراسرار نوجوان کے بارے میں سوچ رہا تھا جو ہمارے لیے ایک معمہ ہی ثابت ہوا تھا۔

"کس خیال میں گم ہو۔" میں نے خود کو بہلانے کی خاطر ساجد سے پوچھا۔

"اسی نوجوان کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" ساجد نے جواب دیا۔ "وہ بظاہر انسان کے روپ میں ضرور تھا لیکن ـــ"

"لیکن ـــ" ساجد نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑا تو میں نے تیزی سے پہلو بدل کر کہا۔ "تم چپ کیوں ہو گئے۔"

"ہو سکتا ہے کہ میرا شبہ غلط ہو لیکن وہ نوجوان مجھے جناتوں کے کسی قبیلے کا معلوم ہوتا ہے۔"

"جنات ــ" میں نے حیرت کا اظہار کیا پھر میرے ذہن میں وہ نیک دل جن ابھر آیا جس نے کمبل پوش بزرگ کی ہدایت پر کئی موقعوں پر سامنے آئے بغیر میری مدد کی تھی لیکن میں ان کی ذات سے چار انسانوں کی حیرت انگیز موت کو منسلک نہیں کر سکتا تھا۔ تہ خانے میں بھی میرے بلانے پر ان کی نادیدہ شخصیت نے مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ میری بے راہ روی کے سبب ہی صندلی انگوٹھی مجھ سے واپس لی گئی ہے۔ میں نے اس نیک دل جن سے مدد کی درخواست کی تھی لیکن اس نے بڑی صاف گوئی سے یہی جواب دیا تھا کہ اپنے پیرو مرشد کی اجازت کے بغیر وہ میرے کسی کام نہیں آسکتا۔ ایسی صورت اس نیک دل سے چار آدمیوں کی عبرتناک موت کو تعبیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر میرے ذہن میں اس نوجوان سے کی ہوئی گفتگو کے ایک ایک الفاظ گونجنے لگے لیکن پیش آنے والے محیرالعقول واقعات اور حالات کی وجہ سے اس نوجوان کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرسکا۔ البتہ یہ حقیقت اپنی جگہ

Scanned By Ali and Azam
Aleeraza@hotmail.com
Aazzamm@Yahoo.com
(Lahore & Sahiwal)

جو کچھ ہماری نگاہوں نے دیکھا وہ ناقابلِ یقین ہی تھا۔ پاگل اور دیوانہ نظر آنے والا نوجوان ہمارے لیے حیرت انگیز ہی ثابت ہوا جس انداز میں اس نے لوہے کے وزنی دروازے کو چوکھٹ سے علیحدہ کرکے دیوار کے سہارے کھڑا کیا تھا وہ کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ ہم جو کچھ دیر سے اس کا مذاق اڑا رہے تھے اب خود تصویرِ حیرت بن کر رہ گئے تھے۔ شاید ہم نے کوئی خواب دیکھا تھا جس سے خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھے تھے لیکن وہ ہمارا وہم نہیں ایک زندہ حقیقت تھی جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا تھا۔

مجھے کالا کی آمد اور پھر شعلوں کے لپکتے ہی اس کا غائب ہو جانا یاد آنے لگا۔ یقیناً "وہ نوجوان وہاں قیدی کی حیثیت سے نہیں رکھا گیا تھا۔ کالا نے اس پر کوئی توجہ ہی نہیں دی تھی۔ شاید وہ اس تہ خانے میں اس کی موجودگی سے بھی قطعی طور پر لاعلم تھی۔ وہ میرے سامنے ایک حسین ساحرہ کے روپ میں آئی تھی۔ اس نے مجھے دعوتِ گناہ دی تھی۔ میری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو شاید اس کے قدم بہک جاتے لیکن صندلی انگوٹھی کے اچانک غائب ہو جانے کے سبب میں محتاط ہو گیا تھا۔ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ کمبل پوش بزرگ کی ناراضی کی وجہ کیا تھی۔ اسی خوف سے میں نے کالا کے اس حسین روپ کو اپنی باہوں میں سمیٹنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میرے انکار پر اس کی

طاغوتی قوتوں کو جلال آگیا پھر اس نے کالا کا روپ دھار حکم دیا تھا کہ میں کسی پالتو کتے کی طرح اس کے قدم چا مجھے اپنے حکم پر آمادہ کرنے کے لیے جو جنتر منتر پڑھ رہی میرے ذہن کو مفلوج کر رہا تھا۔ میں نہ چاہنے کے باوجود معمول کی طرح اسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کالا کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے قدموں میں جھکانے میں کامیاب ہوتی۔ آگ کے وہ نمودار ہوئے تھے جنھوں نے کالا کے جنتر منتر میں خلل تھا پھر وہ خوف زدہ ہو کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی وہ نوجوان جس آسانی سے لوہے کے دروازے کو کسی تختے کی طرح درمیان سے ہٹا کر باہر نکل گیا تھا اس نے علاوہ دانش کو بھی ششدر کر دیا تھا۔

میں اس نوجوان کے بارے میں غور کرنے لگا۔ اب کامل یقین ہو گیا تھا وہ کالا کے مقابلے میں کہیں زیادہ قامت اور طاقت ور تھا۔ یقیناً "وہی وہ طاقت تھی جس بھوشن کے دفتر میں مجھے بے عزت ہونے سے محفوظ رکھا اسی نے بلیر کو ندیم کے محفوظ ہاتھوں تک پہنچانے کا بندو کیا تھا اور وہی ان لپکنے والے شعلوں کا ایک عکس میرے اور کالا کے درمیان کسی آہنی چٹان کی مانند حائل تھا۔ ایک موقع پر اس نے مجھ سے بھی کہا تھا کہ جب تک

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

مسلم تھی کہ اس کی اچانک آمد نے میرے ذہن کو بری طرح الجھا دیا تھا۔

"جس طاقت کا مظاہرہ اس نوجوان نے کیا تھا وہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہو سکتی۔" ساجد نے دوبارہ اپنے شک پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اگر جنات کے قبیلے کا ہوتا تو ہوا بن کر بھی دروازے کے اس پار جا سکتا تھا۔ دروازہ اکھاڑنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ ہم پر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہو۔"

"بہرحال، وہ جو کوئی بھی تھا بے پناہ اور ناقابل یقین قوت کا مالک تھا۔"

"اب کہاں چلنے کا ارادہ ہے۔" ساجد نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد دریافت کیا۔

"کیسینو۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ندیم کو تازہ حالات سے باخبر کردوں۔"

"بہتر ہے۔" ساجد نے جواب دیا پھر توقف سے بولا۔ "ماسٹر حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے لیکن وہ بھی ہمارے کسی کام نہ آسکا۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی پراسرار قوت کی وجہ سے ہمارا سراغ کھو بیٹھا ہو۔"

ساجد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم کیسینو پہنچے تو ندیم بڑی اضطرابی کیفیت میں اپنے آفس میں ٹہل رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "کہاں گم ہوگئے تھے تم دونوں؟"

"کیوں کیا ماسٹر کی نے تمہیں ہمارے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی۔"

"یہی تو پریشانی کا سبب ہے۔" ندیم بولا۔ "ماسٹر کی ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو آسانی سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ تم بذات خود اس کی صلاحیتوں کا مظاہرہ دیکھ چکے ہو۔ تمہاری نگرانی کرتے وقت بھی وہ پوری طرح محتاط تھا، اس نے تمہیں اور ساجد کو ٹرک میں بیٹھتے دیکھ لیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ اور اس کے جاں نثار ساتھی بھی حرکت میں آگئے تھے، وہ کسی ویران سڑک پر ایکشن کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ تم نے ٹرک کی پشت کے پردے کو ہٹا کر اسے اشارے سے واپس جانے کو کہا تھا، ماسٹر کی کا کہنا ہے کہ وہ تمہارے اشارے کو کوئی خاص مصلحت سمجھ کر واپس اس مقام پر آیا جہاں تمہاری گاڑی پارک تھی لیکن واپسی پر اس نے تمہاری گاڑی بھی وہاں نہیں دیکھی جس کے بعد اس نے مجھے فوری طور پر اطلاع دی تھی۔"

"حیرت انگیز۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا تم یقین
کرو گے کہ میں نے ماسٹر کی کو سرے سے دیکھا ہی نہیں
اشارہ کرنا تو بعد کی بات ہے۔"

"پھر وہ کون تھا؟"

"میرا ہم زاد ہی ہو سکتا ہے۔" میں نے شانے اچکا
ہوئے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟"

"کیا اب تمہارے اتنے بڑے کیسینو میں بھی کسی
مشروب کی قلت پیدا ہوگئی ہے۔"

ندیم نے میرا اشارہ سمجھ کر ٹھنڈا مشروب طلب کیا
حلق اس وقت خشک ہو رہا تھا، میں نے اپنی پیاس بجھانے
بعد تفصیل بتانی شروع کی، ندیم میری بات کو بغور سنتا رہا
بولا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ نوجوان کون ہو سکتا ہے۔"

"فی الحال میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ جو بھی تھا ہمارا ہ
تھا، نہ ہوتا تو شاید اس وقت ہم یہاں نہ ہوتے۔"

"کہیں تمہاری کالکا دیوی تو تمہیں کسی نئے روپ
فریب نہیں دے رہی ہیں۔"

"میں اس خیال سے متفق نہیں ہوں۔ کالکا پراسرار حی
انگیز قوتوں کی مالک ہے، اسے بلاوجہ ڈھونگ رچانے کی
ضرورت نہیں تھی۔"

"پھر مجھے ساجد کا خیال زیادہ قریب تر محسوس ہوتا ہے"

"میں بھی اس پہلو پر غور کر رہا ہوں۔" میں نے سپاٹ
لہجے میں کہا پھر ملیحہ سے فون پر ہونے والی تفصیل بتاتے ہو
کہا۔ "ایک ہی فون پر ایک ہی وقت میں مرد اور عورت کی آ
نکالنا۔"

"کوئی مشکل نہیں ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "آج کل
اسٹیج پر چھوٹے موٹے مسخرے بھی اس قسم کا کامیاب مظا
کرتے ہیں۔"

"کیا ملیحہ یہاں نہیں پہنچی۔" میں نے تیزی سے سوال کیا
"وہ پہنچ چکی ہے اور ابھی تک محفوظ ہے۔"

"محفوظ ہے۔" میں نے ندیم کو سنجیدگی سے گھور

"تمہارا مطلب کیا ہے۔"

"میرا مطلب تم اسے دیکھنے کے بعد خود ہی بہتر طور پر
سکتے ہو۔" ندیم نے اس بار معنی خیز انداز میں مسکرا کر کہا تو
اس کے جملے کا مفہوم سمجھ گیا، ماہ رخ کی کوٹھی میں ایک بار
نے بھی اس کی بس ایک جھلک دیکھی تھی، وہ صحیح معنوں
حسین کہلانے کی مستحق تھی، میری مدد کرنے والے نادیدہ
نے بھی مجھے ملیحہ کے ساتھ تعلقات بڑھانے کا مش
ندیم کے جملے نے میرے شوق کو مزید ہوا دی۔

"کیا وہ بھی تہ خانے میں ہے؟" میں نے جاننے کے

باوجود کہہ دیا۔ "میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"سوچ لو۔" ندیم مسکراتے ہوئے اٹھا۔ "کہیں اس کی نگاہوں کا سحر تمہیں تسخیر نہ کرلے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ندیم مجھے تہ خانے کے ایک ایسے کمرے میں لے گیا جو کسی خواب گاہ کی مانند پوری طرح آراستہ تھا، وہاں ہر قسم کا ساز و سامان موجود تھا۔ ملیحہ ڈریسنگ روم کے قریب ایک راکنگ چیئر پر بیٹھی اپنے کسی خیال میں مستغرق تھی، ہماری آہٹ پاکر چونک کر اس نے باری باری ہماری طرف پریشان نظروں سے گھورنا شروع کردیا۔ وہ یقیناً کسی مرمر کے تراشیدہ بت کی طرح اپنی مثال آپ تھی جس میں روح پھونک کر گوشت پوست کی شکل میں تبدیل کردیا تھا، اس کے بدن کے نشیب و فراز چہرے کے دل کش اور سجے تاثرات بھی اس کے حسن کی سحر انگیزیوں میں کوئی کمی واقع نہیں کرسکے تھے، اس کی بادامی غلافی آنکھوں میں ایسی کشش تھی کہ جو کسی کو عمل تنویم کے ذریعے اپنا معمول بنا سکتی تھی، جنس مخالف کے لیے اس کے اندر بے پناہ مقناطیسی قوتیں پوشیدہ تھیں۔ مجھے حیرت تھی کہ ماہ رخ کو جب اس بات کا اندازہ تھا کہ سلیمان شاہ کس قماش کا آدمی ہے تو اس نے ملیحہ کو اس کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رکھنے کی حماقت کس لیے کی تھی۔ کیا اس میں بھی کوئی خاص مصلحت تھی یا پھر وہ سلیمان کے صبر کا امتحان لینا چاہتی تھی۔

میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ ملیحہ کو قریب سے نظر بھر کر دیکھنے کے بعد اس کے حسن کے جادو کا شکار ہوگیا تھا۔ پوری طرح اس کے وجود کے سحر میں ڈوب گیا تھا لیکن پھر اس کی مترنم کھنکتی آواز کمرے میں گونجی تو میں اس طرح چونکا جیسے کوئی حسین خواب دیکھتے دیکھتے اچانک میری آنکھ کھل گئی ہو۔

"مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔" اس نے ہم دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے اس کا جواب تمہارے سینے میں کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی گوشے میں ضرور دفن ہوگا۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کون لوگ تھے جو مجھے لائے تھے؟" وہ اپنے خوف پر رفتہ رفتہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیوں۔۔۔" ندیم استہزائیہ انداز میں بولا۔ "کیا تم اس وقت ہوش میں نہیں تھیں۔"

وہ ایک لمحے کو خاموش ہوگئی پھر ندیم کو گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں جانتی ہوں کہ تمہارے اور میڈم ماہ رخ کے نجی تعلقات کس نوعیت کے ہیں۔ ہر فرد اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے، اس کی اپنی بھی کوئی پسند ہوتی ہے کوئی معیار ہوتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ میں بھی تمہیں ویسی ہی نظروں سے دیکھوں جیسی نگاہوں سے میڈم دیکھتی ہیں۔"

"تم شاید اپنی پارسائی کا اظہار کرنا چاہتی ہو۔" اس بار میں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "لیکن پارسائی کے مفہوم کا دائرہ معنوی اعتبار سے بہت وسیع ہوتا ہے۔ تم کس قسم کی پارسائی کا دعویٰ کررہی ہو۔"

"ضروری نہیں ہے کہ میں تمہارے ہر فضول سوال کا جواب دوں۔" اس نے نفرت سے منہ پھیر کر جواب دیا۔

"کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اگر تم اس وقت یہاں نہ ہوتیں تو کہاں ہوتیں۔" میں نے تلخ آواز میں پوچھا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن۔۔۔"

"سلیمان شاہ کے پالتو شکاری کتے ہر طرف گلی کوچوں میں تمہاری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔" ندیم سپاٹ آواز میں بولا۔ "اگر تم ان کے ہاتھ لگ جاتیں تو شاید وہ اب تک تمہاری تکا بوٹی کرکے چیل کووں کو کھلا چکے ہوتے۔"

"گھٹیا باتیں مت کرو۔" اس نے احتجاج کیا۔ "سلیمان شاہ سے میرے ایسے کوئی مراسم نہیں تھے جیسے تمہارے اور میڈم کے تھے۔"

"جرم بذات خود بھی ایک بدترین گناہ ہے۔ کیا تم اس سے انکار کروگی۔"

"جرم۔۔۔" اس نے حیرت سے کہا۔ "میں نہیں سمجھی کہ تم کس جرم کی بات کررہے ہو۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔" میں نے حقارت سے دریافت کیا۔ "کیا تمہاری میڈم محض تفریحاً یا آرام کرنے کی غرض سے اسپتال میں داخل ہیں۔"

"مجھے اس کی اصل وجہ نہیں معلوم۔" وہ بدستور بے پروائی سے بولی۔ "ہو سکتا ہے میڈم نے اپنی کسی نجی ضرورت کی خاطر وقتی طور پر اسپتال میں داخل ہونا ضروری سمجھا ہو۔ ویسے کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ میڈم نے زہر پی لیا ہے۔"

"اور وہ زہر شراب کی سیل بند بوتل کے ذریعے تم نے ماہ رخ کے اسٹاک میں ملایا تھا۔" ندیم نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ سراسر بہتان ہے۔" ملیحہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔

"کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ سلیمان شاہ نے تمہیں کتنی رقم میں خریدا تھا؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"یہ کہانی تم دونوں نے میرے خلاف بنائی ہوگی ورنہ۔۔۔"

"اب اس اداکاری کا چولا اتار پھینکو مائی ڈیئر مس ملیحہ۔" ندیم نے بڑی سنجیدگی سے اپنے جملے پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "جو رقم تم نے سلیمان شاہ سے ایک گھناؤنے جرم کے ارتکاب کے سلسلے میں وصول کی تھی وہ اب پولیس کی تحویل میں ہے۔"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے پولیس کے پاس کہ اس رقم کا تعلق میڈم کے زہر پینے سے ہے۔" وہ روانی میں کہہ گئی۔

"میرا خیال ہے کہ پولیس تم سے یہ سوال ضرور کرے گی کہ اتنی کثیر رقم تمہیں کہاں سے ملی؟" ندیم نے لوہا گرم دیکھ کر دوسری ضرب لگائی۔

"مجھے تم دونوں کی ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم مجھے آزاد کردو' میں پولیس اور سلیمان شاہ دونوں سے نپٹ لوں گی۔" وہ بڑے اعتماد سے بولی۔ "میں میڈم سے مل کر اسے بتاؤں گی کہ اصل حالات کیا تھے۔"

"مقتول ہے۔" ندیم کا لہجہ اور سرد ہوگیا۔ "میڈم کے آدمی بھی تمہاری تلاش میں شہر کا کونا کونا چھان رہے ہیں' اس نے بھی اپنے آدمیوں کو شوٹ ایٹ سائٹ کا آرڈر دے رکھا ہے' تمہاری کوئی چالاکی کام نہیں آسکے گی۔"

"پھر میں کیا کروں۔" پہلی بار اس کے لہجے سے مایوسی کا اظہار ہوا تھا۔

"ہم اگر تمہیں بچانا نہ چاہتے تو بلاوجہ میزبانی کا فرض بھی ادا نہ کرتے۔" ندیم نے کہا۔ "تم جانتی ہو کہ ماہ رخ سے میرے کتنے دیرینہ اور کس نوعیت کے تعلقات ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں تمہاری سفارش اوروں کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر کرسکتا ہوں۔"

ملیحہ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اب اس کے چہرے سے خوف کے تاثرات جھلک رہے تھے۔

"کس سوچ میں غرق ہو۔" میں نے پوچھا۔ "کیا تمہیں ہمارے اوپر اعتماد نہیں ہے۔"

"میرا ایک کام کرو گے۔" اس نے ندیم کو دیکھ کر ہونٹ چباتے ہوئے عجیب مایوسی بھرے انداز میں کہا۔ "مجھے کہیں سے تھوڑا سا زہر لادو' میں اپنی موت آپ مرنا چاہتی ہوں۔ سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے تصور ہی سے مجھے ہول آتا ہے۔"

"سلیمان شاہ نے تمہیں ماہ رخ کو راستے سے ہٹانے کے سلسلے میں کتنی رقم ادا کی تھی۔"

"کیا مطلب۔" وہ چونک کر بولی۔ "کیا تم نے وہ پولیس والی بات غلط کہی تھی۔"

"ہاں' لیکن میرا مشورہ ہے اب ہمیں ایک دوسرے پر اعتماد کرنا ہوگا' اس کے سوا کم از کم تمہارے پاس کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔"

ملیحہ ہونٹ چبانے لگی پھر تھوڑے توقف سے بولی۔ "سلیمان شاہ نے مجھے دس لاکھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ نصف رقم پیشگی تھی اور دوسرا حصہ کام ہوجانے کے بعد۔ لیکن۔ اگر وہ مجھے رقم کی آفر نہ بھی کرتا تو بھی میں اس کے کسی حکم سے انکار کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔"

"آئی سی۔" میں نے خالص پولیس والوں جیسے انداز میں کہا۔ "گویا تمہاری کوئی نجی کمزوری تھی سلیمان شاہ کی مٹھی میں ہے جسے وہ تمہارے انکار کی صورت میں استعمال کرسکتا تھا۔"

"ہاں۔" وہ نظر جھکا کر بولی۔ "ویسی ہی کمزوری جس کا ثبوت تصویر کی صورت میں سامنے آجانے کے بعد اس نے میڈم کو راستے سے ہٹانے کا پروگرام بنایا تھا۔ میڈم کے بعد دوسرا نمبر تمہارا تھا۔ لیکن کچھ عرصے بعد۔"

"سلیمان شاہ نے جو رقم تمہیں دی تھی کہ وہ کس شکل میں تھی۔" میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا کیش ادائیگی ہوئی تھی یا۔"

"کیش ہی تھی۔" اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔ "چیک کی صورت میں طے شدہ رقم کی ادائیگی اس کے لیے خطرناک بھی ثابت ہوسکتی تھی اور سلیمان شاہ جیسا کھاگ آدمی اس قسم کی حماقتیں کبھی نہیں کرتا۔"

"رقم کہاں رکھی ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"اسے میں نے اپنے اپارٹمنٹ ہی میں ایک ایسی جگہ رکھا ہے جہاں آسانی سے کسی کا دھیان نہیں جاسکتا۔"

"فکر مت کرو۔" ندیم نے کہا۔ "یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی' بشرطیکہ تم نے میرے آدمیوں کو پریشان کرنے کی کوشش نہ کی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ میڈم مجھے معاف کردے گی۔" ملیحہ کی حسین آنکھوں میں امید کی ایک کرن جاگ اٹھی۔

"قبل از وقت یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔ ویسے ہوسکتا ہے اگر تم سلیمان شاہ کے خلاف ماہ رخ کے کسی کام آسکو تو تمہاری گلوخلاصی بھی ممکن ہوجائے۔"

ملیحہ نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا پھر اس سے پیشتر کہ وہ کوئی جواب دیتی ندیم کو ایک ضروری کال کی اطلاع ملی تو وہ اوپر اپنے آفس میں آگیا' میں نے بھی وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ ایک اچٹتی ہوئی نظر ملیحہ پر ڈالتے ہوئے ندیم کے پیچھے ہولیا۔

ندیم نے کال سننے کے بعد ریسیور کریڈل پر رکھا پھر تیزی سے اٹھتے ہوئے مجھ سے مخاطب ہوا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ ہمیں فوری طور پر پانڈے کے ٹھکانے پر پہنچنا ہے۔"

"کوئی اہم اطلاع۔"

"یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن پانڈے نے جس انداز میں

مجھے بلایا ہے اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اچانک کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہے۔"

"اس نے کوئی اشارہ نہیں دیا تھا۔"

"نہیں۔" ندیم نے مختصراً جواب دیا۔

مجھے پانڈے کی رہائش گاہ کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا لیکن شاید دانش واقف تھا اس سے۔ ندیم نے اس سے صرف پانڈے کی رہائش کا حوالہ دیا تھا اور گاڑی تیزی سے حرکت میں آگئی' ندیم کسی گہری سوچ میں ڈوبا نظر آرہا تھا۔ میرا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ ندیم کے کہنے کے مطابق اس نے پانڈے کو ایک ایسے محفوظ مقام پر رکھا تھا جہاں تک کاکا کی رسائی بھی ناممکن تھی۔ بھوشن پولیس کی تحویل سے نکل کر جیل کسٹڈی میں جاچکا تھا۔ اس لیے وہ اب پانڈے کے لیے کوئی خطرہ نہیں بن سکتا تھا' پھر پانڈے کو ایسی کیا پریشانی لاحق تھی جو اس نے فون پر بتانی مناسب نہیں سمجھی۔

"کیا پانڈے کی رہائش کا پتا تمہارے علاوہ کچھ اور لوگوں کو بھی ہے۔" میں نے کچھ سوچ کر ندیم سے سوال کیا۔

"وہ میرے اعتماد کے لوگ ہیں۔"

"پھر پانڈے کو اچانک کیا پریشانی لاحق ہوسکتی ہے۔"

"تمہاری طرح میں بھی اسی سوال کے جواب کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ بہرحال پانڈے کے لب و لہجے سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کوئی خاص پریشانی درپیش ہے۔"

پندرہ بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد ہم سول لائنز ایریا کے ایک بنگلے میں داخل ہوئے۔ دانش نے جیسے ہی گاڑی روکی ندیم تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ میں نے بھی اس کی پیروی کی۔ کال بیل بجانے سے پیشتر ہی دروازہ کھول دیا گیا۔ شاید پانڈے ہمیں بنگلے میں داخل ہوتا دیکھ چکا تھا۔ اس کے چہرے پر موت کے بھیانک سائے لرز رہے تھے۔ غالباً وہ بہت دیر تک روتا رہا تھا جس کے سبب اس کی آنکھیں سوج رہی تھیں۔

"میں لٹ گیا' برباد ہوگیا ندیم بھائی۔" وہ گلوگیر آواز میں بولا۔

پھر اس کے ساتھ ساتھ ہم اندر داخل ہوئے تو ایک لمحے کو ہم بھی چکرا گئے۔ اندر کی کیفیت کچھ ایسی ہی تھی جیسے کچھ دیر پہلے وہاں بھونچال آیا ہو' ہر چیز ادھر ادھر بکھری پڑی تھی۔ شیشے کے برتن ٹوٹے پڑے تھے' آرائشی ساز و سامان جو خاصا وزنی بھی تھا الٹ پلٹ ہوگیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے پانڈے جی۔" ندیم نے پوچھا۔ "یہ حرکت کس نے کی؟ کیا کوئی آیا تھا یہاں؟"

"جی نہیں۔" پانڈے نے گلوگیر آواز میں جواب دیا۔

"پھر اس طوفان بدتمیزی کا مظاہرہ کس نے کیا ہے۔"

"نرمل نے۔" پانڈے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔

"ایک گھنٹے پہلے تک وہ بالکل نارمل تھی' میں ورانڈے میں تخت پر بیٹھا گیتا کا گیان دھیان کر رہا تھا کہ بس اچانک ہی اس پر جیسے دیوانگی کا دورہ پڑ گیا ہو' اس نے ایک ایک چیز کو پاگلوں کی طرح اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کردیا۔ میں جتنی دیر میں تخت سے نیچے اترتا وہ خاصی توڑ پھوڑ مچا چکی تھی۔ میں نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن اس نے میری کوئی بات ماننے سے انکار کردیا۔ بھگوان جانے اس میں اتنی شکتی کہاں سے آگئی تھی کہ وہ میرے قابو میں بھی نہیں آرہی تھی۔ بڑی مشکلوں سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھنے میں کامیاب ہوا ہوں۔"

"کیا آپ دونوں کے درمیان کسی بات پر ان بن ہوئی تھی؟" ندیم نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"جی نہیں۔" پانڈے نے کہا۔ "آپ میری بات کا وشواس کریں۔ وہ صبح سے اچھے خاصے موڈ میں تھی۔"

"اس قسم کا دورہ کبھی پہلے بھی پڑ چکا ہے آپ کی شریمتی جی کو۔"

"جی نہیں۔ بھگوان کی دیا ہے کہ وہ ہمیشہ سے بھلی چنگی رہی ہے۔"

"یاد کیجئے پانڈے جی۔" میں نے پانڈے سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کوئی ایسی بات جو آپ نے پیار میں کہی ہو لیکن نرمل دیوی نے اسے دل پر لے لیا ہو۔"

"ایسی بھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔"

"اس وقت وہ کہاں ہیں۔" ندیم نے دریافت کیا۔

"اندر بیڈ روم میں۔" وہ قدم اٹھاتا ہوا بولا۔ "میں نے ایک کرسی سے باندھ رکھا ہے۔"

پانڈے کی کیفیت قابل رحم ہی نظر آرہی تھی' مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ وہ نرمل سے ٹوٹ کر پیار کرتا ہے اس لیے کہ وہ پانڈے کے مقابلے میں بہت کم عمر ہونے کے علاوہ خاصی حسین بھی تھی۔

ہم نے خواب گاہ میں قدم رکھا تو ہمارے علاوہ خود پانڈے کو بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا' اس کے بیان کے مطابق اس نے بڑی مشکلوں سے نرمل کو قابو کرکے ایک کرسی سے باندھا تھا لیکن اس وقت وہ بنی سنوری اپنی مسہری پر نیم دراز کسی رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھی۔ ہم نے خواب گاہ پر نظر دوڑائی' اس کی آرائش میں بظاہر کوئی ردوبدل نہیں ہوا تھا۔ ہر شے بڑے سلیقے سے رکھی ہوئی تھی' قدموں کی آہٹ پاکر نرمل نے ہمیں دیکھا تو جلدی سے رسالہ ایک طرف رکھ کر خود کو سمیٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑی اپنائیت سے ہاتھ باندھ کر ہمیں نمسکار کیا پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔

"مجھے آپ سے ایک شکایت ہے۔"

"وہ کیا؟"

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

کچھ دیر بعد ندیم نے واپسی کا ارادہ کیا تو زرل اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"بھائی صاحب۔ میں آپ سے بنتی کرتی ہوں کہ ہمارے لیے کسی اور ٹھکانے کا بندوبست کر دیں۔ اگر چور یا ڈاکوؤں نے یہ گھر دیکھ لیا ہے تو وہ دوبارہ بھی آسکتے ہیں۔"

"دھیرج سے کام لو بھاگوان۔" پانڈے نے اسے سمجھانے کی خاطر کہا۔ "ندیم صاحب کے ہمارے اوپر بہت اپکار (احسان) ہیں۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ اب کوئی ہمیں پریشان نہیں کرے گا۔"

"لیکن میرا من کچھ اور کہتا ہے۔" یکلخت زرل نے بڑی گہری سنجیدگی اور پر اعتماد لہجے میں کہا۔ "اگر وہ پاپی بھوشن ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے اور اسے ہمارے ٹھکانے کا علم ہو گیا ہے تو ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"آپ کی اطلاع کی خاطر عرض کردوں کہ بھوشن اپنے ایک آدمی کو قتل کرنے کے جرم میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے اور اس وقت جیل کی کسی کوٹھری میں بیٹھا اپنے ستاروں کو برا بھلا کہہ رہا ہوگا۔"

"لیکن اس کے پالتو شکاری کتے تو کھلے ہوئے ہیں۔ وہی ہماری بوٹیاں نوچنے کے لیے بہت کافی ہوں گے۔" زرل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اس کے بولنے کا انداز فطری نہیں تھا۔

"اگر وہ بھوشن ہی کے شکاری اور پالتو کتے ہوتے تو آپ لوگوں کو اس وقت بھی ٹھکانے لگا سکتے تھے۔" میں نے جواز پیش کیا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ پاپی ہمیں سسکا سسکا کر مارنا چاہتا ہے۔" زرل نے اس بار خود کلامی کے انداز میں کہا۔ "پہلے اس نے ہمارے گھر پر اپنے آدمی بھیج کر ہمارے بسیرے کو اجاڑا اور اب۔۔۔ اب وہ ہمارے کاروبار کو چتا کی آگ کی طرح جلا کر راکھ کر دے گا۔"

ندیم نے زرل کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو غور سے دیکھا۔ میری نگاہیں بھی اسی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں، پانڈے نے اسے سمجھانے کے لیے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر فون کی گھنٹی کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ زرل بدستور چپ چاپ کھڑی خلا میں گھور رہی تھی۔ فون دروازے میں ہمارے سامنے ہی رکھا تھا، پانڈے نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا پھر دوسرے ہی لمحے ریسیور اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔ خود پانڈے کی حالت بھی خاصی ابتر اور قابل رحم ہو گئی تھی وہ دیوار کا سہارا لے کر تخت پر بیٹھ گیا پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"کیا ہوا مسٹر پانڈے۔" ندیم نے اونچی آواز میں دریافت کیا۔ "کس کی کال تھی؟"

"زرل نے سچ کہا تھا۔" پانڈے نے بہ مشکل اپنا جملہ ادا کیا۔ "کسی نے ہمارے کاروبار کو آگ لگا دی ہے۔"

ہم نے پلٹ کر زرل کی جانب دیکھا جو ابھی تک تصویر حیرت بنی خلا میں گھور رہی تھی لیکن یہ وقت اس سے یا پانڈے سے کوئی سوال جواب کا نہیں تھا۔ ندیم اور میں ایک ساتھ ہی باہر کی جانب لپکے تھے۔

جس عمارت میں پانڈے کا دفتر واقع تھا وہ پوری طرح بھڑکتے ہوئے شعلوں کی لپیٹ میں تھی۔ قرب و جوار کی کچھ اور عمارتیں بھی اس کی لپیٹ میں آتی جا رہی تھیں۔ ہمارے پہنچنے سے پیشتر ہی فائر بریگیڈ کا عملہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ وہ آگ پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ ہر طرف ہجوم ہی ہجوم تھا جس کی وجہ سے کام کرنے والے عملے کو خاصی دشواری ہو رہی تھی۔ آس پاس کی بلڈنگوں کے دفتر کا سارا عملہ باہر سڑک پر نکل آیا تھا۔ ہم نے اپنی گاڑی تقریباً ایک فرلانگ دور ہی روک لی تھی۔ اس سے آگے جانے کی صورت میں ہم بھی ٹریفک کے اس ہجوم میں پھنس جاتے جس میں سے کسی گاڑی کا واپس نکلنا مشکل ہی نظر آرہا تھا۔ ساجد نے کمال ہوشیاری سے ایک ایسے موڑ کے قریب گاڑی پارک کی تھی جہاں سے ایک بائی لین روڈ میں مڑا جا سکتا تھا جو اس وقت خالی پڑی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ شہر کے دو چار فائر اسٹیشن کا عملہ اور بھی آجائے تو بھی پانڈے کے دفتر کو نہیں بچا سکتا۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "اب تک تو دفتر کا سارا ریکارڈ اور فرنیچر جل بھن کر خاک ہو چکا ہوگا۔"

"زرل پر پڑنے والے دورے اور اس آگ کے پیچھے کسی ایک ہی شخص کا ہاتھ نظر آتا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ بھوشن کے جیل جانے کے بعد اس کے آدمی پاگل ہو گئے ہوں اور ہر طرف افراتفری پھیلا رہے ہوں۔"

"اور ہو سکتا ہے کہ ان دونوں حادثوں میں تمہاری "کالا دیوی" کی مہابلی شامل ہو۔" ندیم نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "جہاں تک دفتر کو نذر آتش کرنے کا سوال ہے تو ممکن ہے بھوشن کے آدمیوں نے پانڈے کو سامنے لانے کی خاطر یہ گھٹیا چال چلی ہو، لیکن زرل کی دیوانگی کو تم کیا کہو گے۔"

"مگر تم نے کہا تھا کہ پانڈے کو تلاش کرنا کالا کے لیے بھی مشکل ہوگا۔"

"میں بھی اسی ایک نکتے پر غور کر رہا ہوں۔" ندیم نے بھڑکتے شعلوں اور پانی کے درمیان ہونے والی دھواں دھار کشمکش کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر۔۔۔ اب کیا ارادہ ہے۔" میں نے کہا۔ "میرا خیال ہے اب ہمارا یہاں رکنا بے کار ہی ہوگا۔"

"آپ نے بہت دنوں بعد آج درشن دیے ہیں، کیا کسی بات پر ناراض ہو گئے تھے۔"

"جی نہیں۔" میں نے بہانہ تراشا۔ "کام کی مصروفیت کچھ زیادہ تھی۔"

"آپ لوگ کھڑے کیوں ہیں۔ براجیے (بیٹھیے) نا۔" وہ جلدی سے ندیم کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔ "ہمارے بڑے بھاگ ہیں جو آپ نے یہاں آنے کی تکلیف کی۔"

"آپ تو خیریت سے ہیں۔" ندیم نے پوچھا۔

"بھگوان کی کرپا ہے۔" اس نے بڑی انکساری سے کہا پھر پانڈے کی طرف دیکھ کر بولی۔ "آپ چل کر ڈرائنگ روم میں بیٹھیے میں جل پانی تیار کرتی ہوں۔"

"ڈرائنگ روم میں۔۔۔" پانڈے نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا، وہ اس وقت بری طرح الجھا الجھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"کیا ہوا ڈرائنگ روم کو۔" زرل نے سوالیہ نظروں سے پانڈے کو دیکھا۔ "آج صبح ہی تو میں نے اس کی جھاڑ پونچھ اور صفائی کی ہے۔"

"لیکن اب وہاں کا سامان ادھر ادھر بکھرا پڑا ہے۔" ندیم نے زرل کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔

"بکھرا پڑا ہے۔" زرل حیرت سے بولی۔ "یہ کیسے ہوا۔"

"صرف ڈرائنگ روم ہی نہیں بلکہ رسوئی گھر (باورچی خانہ) بھی الٹا پلٹا پڑا ہے۔ کانچ کے برتن ادھر ادھر ٹوٹے پڑے ہیں۔" پانڈے نے دبی زبان میں کہا تو زرل اسے حیرت سے گھورنے لگی۔

"کیا دشمنوں کو ہمارے اس ٹھکانے کی خبر بھی مل گئی ہے۔" اس کی آواز سے اس بار خوف جھانک رہا تھا۔

میں نے ڈرائنگ ٹیبل کی طرف نظر ڈالی تو چونک اٹھا۔ وہاں جو کرسی موجود تھی اس کے قریب ہی سفید رنگ کی رسی کے متعدد ٹکڑے پڑے تھے، شاید ندیم بھی انھیں دیکھ چکا تھا لیکن کسی وجہ سے جان بوجھ کر نظر انداز کر گیا تھا، پانڈے بھی عجیب مخمصے میں گرفتار تھا۔

"مجھے بھی ایسا ہی جان پڑتا ہے۔" اس نے زرل کو گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو باہر ہی بیٹھے تھے، تمہاری موجودگی میں یہ کیسے ہو گیا۔" زرل نے حیرت سے کہا۔

"پانڈے جی اکیلے تھے جبکہ آنے والوں کی تعداد چار تھی۔" ندیم نے زرل کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بھی ان کی شرافت ہے کہ انھوں نے پانڈے کو کچھ نہیں کہا، چاہتے تو مار بھی سکتے تھے۔"

"پھر۔۔۔ اب کیا ہو گیا۔" زرل نے جس بے چارگی کا اظہار کیا اسے اداکاری نہیں کہا جا سکتا تھا۔

"یہ رسی کے ٹکڑے یہاں کیسے پڑے ہیں؟" ندیم نے زرل کی توجہ دلائی تو اس کے چہرے پر خوف کے اثرات پھیل کر اور گہرے ہو گئے۔ اس نے سہمی سہمی نگاہوں سے پانڈے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"کیا وہ دشٹ تمہیں یہاں باندھ گئے تھے لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔" زرل نے خود ہی اپنے سوال کی نفی کر دی۔ "میں تو ایک پل کے لیے بھی یہاں سے نہیں ہٹی تھی پھر مجھے اس کی خبر کیوں نہیں ہوئی۔"

"ہوتا ہے۔" ندیم نے اسے بہلانے کی خاطر کہا۔ "کبھی کبھی انسان پڑھنے لکھنے میں اتنا ڈوب جاتا ہے کہ اسے ارد گرد کسی اور کی موجودگی کا مطلق کوئی احساس نہیں ہوتا۔"

"آپ کو اس کی اطلاع کس طرح ہوئی۔" زرل بدستور خوف زدہ نظر آرہی تھی۔

"میں نے فون کر کے بلایا ہے۔" پانڈے نے جلدی سے کہا۔

"کیا۔۔۔ ہمارے دشمنوں کو اس ٹھکانے کی خبر بھی مل گئی ہے۔" اس نے پھر اپنا جملہ دہرایا پھر سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔ "کیا اب بھی ہم یہیں رہیں گے؟"

"پریشان مت ہو زرل دیوی۔" ندیم نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے اب ایسا بندوبست کروایا ہے کہ دشمن تو کیا چڑیا کا کوئی بچہ بھی ادھر نہیں آسکے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ کوئی چور اچکے ہوں گے۔" میں نے جلدی سے کہانی کو ایک نیا رنگ دینے کی خاطر کہا۔ "اگر وہ آپ لوگوں کے دشمن ہوتے تو شاید ہمیں آپ کی لاشوں کی اطلاع بھی پولیس کے ذریعہ ہی ملتی۔"

"بھگوان کرے ایسا ہی ہو۔"

میں نے ایک بار پھر ٹوٹی ہوئی رسی کے ٹکڑوں کی طرف دیکھا، وہ یقیناً اتنی مضبوط تھی کہ کم از کم اس کو کچے دھاگے کی طرح توڑنا زرل جیسی حسین اور نازک اندام عورت کے بس کی بات نہیں ہو سکتی تھی پھر وہ طاقت کس کی تھی؟ فوری طور پر میرے ذہن میں اس نوجوان دیوانے کا خیال ابھرا جس نے اپنا نام عثمان غنی بتایا تھا۔ اس نے لوہے کے مضبوط دروازے کو بھی جس آسانی سے اکھاڑ کر رکھ دیا تھا وہ کسی معمولی انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ دانش نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ عثمان غنی کا تعلق جناتوں کے کسی شیطانی گروہ سے ہے۔ ہو سکتا ہے اسی نے زرل کے جسم پر قبضہ جمانے کے بعد وہ افراتفری پھیلائی ہو، لیکن کس لیے؟ اس نے زرل اور پانڈے کو پریشان کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی تھی؟ کیا صرف وہ مجھے اپنی قوتوں سے مرعوب کرنا چاہتا تھا؟ مگر کیوں؟

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

"تم ساجد کے ساتھ گھر چلو میں کچھ دیر بعد آؤں گا۔"
"لیکن تمہاری واپسی کیسے ہوگی۔"
"میری فکر مت کرو۔" ندیم نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ "کسی سے بھی لفٹ مانگ لوں گا۔"

پھر ساجد نے ندیم کا اشارہ پا کر گاڑی بائی لین روڈ کی طرف گھما دی۔ میرا ذہن پے در پے ہونے والی ان دونوں کہانیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا' نرل کی دیوانگی میں کسی پر اسرار قوت کا ہاتھ سوچا جاسکتا تھا لیکن پانڈے کے دفتر میں کون آگ لگا سکتا تھا یقینا" اس کا کوئی دشمن ہی ہو سکتا تھا جس نے آگ لگانے کے بعد اسے فون پر اس کی خبر دینی بھی ضروری سمجھی تھی' پھر اچانک میرے ذہن میں نرل کا ایک جملہ ابھرا "اس آگ کے بارے میں خدشے کا اظہار اسی نے کیا تھا" اس وقت اس کے بولنے کا انداز بھی فطری نہیں تھا' ایسی صورت میں یہی رائے قائم کی جاسکتی تھی کہ ان دونوں حادثوں کے پیچھے کسی ایک ہی طاقت کا ہاتھ ہوگا' لیکن وہ طاقت کس کی تھی؟

"کالکا ___ لیڈی مکارلس ___ حسنہ" یا پھر "مستان غنی۔"

گھر پہنچ کر میں اندر داخل ہی ہوا تھا کہ عارفہ اور نسیم دونوں بوکھلائی ہوئی میرے قریب آگئیں۔ دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے' منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں' میرا دل دھک سے رہ گیا۔

"کیا بات ہے۔ تم دونوں اس قدر پریشان کیوں ہو۔" میں نے نسیم سے دریافت کیا۔

"کوئی شخص بار بار فون کر رہا ہے۔" نسیم نے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "میں نے کیسینو بھی کئی فون کیے لیکن آپ دونوں وہاں بھی موجود نہیں تھے۔"

"فون کون کر رہا تھا۔" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"اس نے اپنا نام نہیں بتایا لیکن ہر بار اس نے صرف ایک ہی پیغام دیا تھا۔" اس بار عارفہ بولی۔ "اس کا کہنا ہے کہ اگر آپ اس گھر سے فوراً اپنے گھر منتقل نہ ہوگئے تو خدانخواستہ آپ کو جانی اور مالی نقصان ہو سکتا ہے۔"

"اس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا؟"

"نہیں۔"

"کیا تم دونوں پہلے بھی کبھی اس کی آواز سن چکی ہو۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ آواز جیسے شنکر پانڈے سے ملتی جلتی تھی۔" نسیم نے جواب دیا۔

پانڈے کا نام سن کر مجھے شدید حیرت ہوئی۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ پانڈے نہیں ہو سکتا پھر بھی میں نے ریسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے' رابطہ قائم ہونے میں دیر نہیں ہوئی۔

"ہیلو۔" دوسری جانب سے پانڈے کی آواز سنائی دی۔

"شہباز بول رہا ہوں۔" میں نے کہا' پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "دفتر میں لگنے والی آگ کی اطلاع آپ کو کس نے دی تھی' میرا مطلب یہ ہے کہ وہ آواز کسی مرد کی تھی یا عورت کی۔"

"وہ ___ وہ فون میرے ہی ایک آدمی نے کیا تھا۔" پانڈے کے لب و لہجے میں کرختگی جھلک رہی تھی۔

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"مسٹر شہباز' میرا خیال ہے کہ اب تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔" پانڈے نے سخت آواز میں کہا۔ "میں سمجھ چکا ہوں کہ تم اور تمہارا دوست ہمارے ساتھ کیا دوغلی چال چل رہے ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ شاید اس وقت ___"

"شٹ اپ۔" پانڈے نے چیخ کر کہا۔ "تم لوگوں نے مجھے گھر سے بے گھر کیا۔ صرف اس لیے کہ تم میرے بنگلے کو عیاشی کے مقصد کے لیے استعمال کرو' تمہاری ہی وجہ سے بھوشن میرا دشمن بنا' اس سے پہلے بھی میرے جس قدر نقصان ہوئے ہیں ان میں بھی تمہارا ہی ہاتھ ہے۔"

"نرل کی دیوانگی میں کس کا ہاتھ تھا؟" میں نے سپاٹ انداز میں سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے کہ کومل ورما کی بے چین روح مجھ سے انتقام لے رہی ہو۔ اسے بھی تم نے مارا تھا۔"

"کیا ابھی کچھ دیر پیشتر تم ہی نے ہمیں فون کیا تھا۔"

"ہاں۔" پانڈے کا لہجہ بدستور درشت اور اکھڑا اکھڑا تھا۔ "میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تمہارے جس آدمی نے میرے کاروبار کا ستیاناس کیا ہے وہ میری نظر میں آچکا ہے' تم لوگ مجھے تباہ کرنا چاہتے تھے کر چکے اب میری باری ہے۔"

"تم نے شاید یہ مشورہ دیا تھا کہ میں ندیم کے بنگلے سے شفٹ ہو کر اپنے نئے مکان میں چلا جاؤں۔" میں نے سرد مہری سے جواب دیا۔ "اس مکان میں تمہارے بھوشن اور اس کے آدمیوں نے جلا کر راکھ کر دیا تھا۔"

"اور تم نے اس کا انتقام لینے کی خاطر میرے کاروبار کو آگ لگا دی۔ حساب برابر ہو گیا۔ اب ہمارے درمیان نیا کھاتہ کھلے گا اور اس بار تمہیں اور تمہارے متر کو نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔" پانڈے نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ "میری بات دھیان سے سنو شہباز خان' جتنی جلدی ممکن ہو تم اپنے بنگلے میں چلے جاؤ۔"

"ورنہ تم اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے جس میں اس وقت میرا قیام ہے۔" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر کہا' مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ آواز پانڈے کی ضرور تھی لیکن اس وقت اس کے دل و دماغ پر کسی اور کا قبضہ تھا۔

"یہ بات سن سے نکال دو مسٹر شہباز۔ میں تمہیں دفتر جاتے ہوئے راستے میں یا پھر تمہارے اپنے ہی دفتر میں بھی ٹھکانے لگوا سکتا ہوں۔"

"آئی سی۔ گویا تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔"

"یہی سمجھ لو ویسے ایک بات اور سن لو میں اور نرل کل شام کو اپنے بنگلے میں جانے کا پروگرام طے کر چکے ہیں' اپنے دوست سے کہنا کہ وہ میری کوٹھی کو بارہ گھنٹے کے اندر اندر خالی کرا دے۔"

"پریشان مت ہو۔ تمہاری کوٹھی کل صبح تک خالی ہو جائے گی۔" میں نے وقت کی نوعیت کو بھانپتے ہوئے کہا۔ "لیکن ندیم کے ساتھ رہنا یا نہ رہنا میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ جس میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کروں گا۔"

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔"

"ہاں ___ اور میں اپنے کیے ہوئے فیصلوں میں ردوبدل ترمیم کرنے کا اختیار بھی خود ہی رکھتا ہوں۔" اس بار میں نے بھی قدرے درشت لہجہ اختیار کیا۔

"لیکن اب شاید تم زیادہ دنوں تک با اختیار نہیں رہ سکو گے۔" پانڈے کے لہجے میں چیلنج تھا پھر اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد ہی اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا' عارفہ اور نسیم دونوں میرے قریب بیٹھی تھیں' میری گفتگو سے بھی ان دونوں نے کچھ اندازہ لگا لیا تھا پھر میں نے ریسیور رکھا تو عارفہ نے تیزی سے پوچھا۔

"خدانخواستہ کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ہے۔"

"فون کیا پانڈے ہی کر رہا تھا۔" نسیم نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"کیا کہہ رہا تھا وہ ___" عارفہ نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر بولی۔ "آپ کے یہاں رہنے یا نہ رہنے سے اس کی ذات کو کیا دخل ہے۔"

"پریشان مت ہو۔" میں نے ان دونوں کو بہلانے کی خاطر جواب دیا۔ "پانڈے اس وقت بہت زیادہ الجھا ہوا تھا۔ آج ہی اس کے ساتھ تلے اوپر دو افتاد ایسی پڑ چکی ہیں جس نے وقتی طور پر اسے پاگل کر دیا ہے۔ پہلے اس کی بیوی کا دماغی توازن خراب ہو گیا تھا' پھر کسی دشمن نے اس کے کاروباری ٹھکانے کو جلا کر راکھ کر دیا۔"

"لیکن ان دونوں حادثات سے آپ کی ذات کا بھلا کیا تعلق ہے جو آپ کو بے تکے فون کر رہا ہے۔" نسیم نے جھلا کر پوچھا۔

"آپ کوئی بات ہم سے چھپانے کی کوشش تو نہیں کر رہے ہیں۔" عارفہ نے کہا۔

"نہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے مصلحتاً دروغ گوئی کی۔ "پانڈے نے آخر میں مجھ سے معذرت کر لی ہے۔"

"وہ یہ کیوں چاہتا ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔" نسیم نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ شاید وہ میرے جواب سے مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

"اس لیے کہ وہ بھی کل شام تک اپنی کوٹھی میں واپس جانے کا ارادہ کر چکا ہے۔" میں نے ایک دو اور معقول بہانے بنا کر باتوں کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔ "امی جان کی طبیعت اب کیسی ہے۔"

"بخار ٹوٹ چکا ہے لیکن کمزوری ابھی تک باقی ہے۔"

"تم نے دوا پلا دی تھی۔" میں نے عارفہ سے دریافت کیا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔" عارفہ نے بڑی معصومیت سے جواب دیا' وہ اب بھی میرے چہرے کے تاثرات سے میری ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے دیکھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ نسیم کی طرح وہ بھی میرے جواب سے مطمئن نہیں تھی۔ میں اس وقت بذات خود بھی اس مسئلے پر الجھ رہا تھا۔ نرل کی دیوانگی کی اطلاع خود پانڈے نے دی تھی۔ اس پر پڑنے والے دورے کا اندازہ ہمیں اس کے گھر میں پہلا قدم رکھنے کے بعد ہی ہو گیا تھا۔ پانڈے کا بیان تھا کہ اس نے نرل کو بڑی مشکلوں سے رسیوں سے باندھ رکھا ہے لیکن وہ اپنی خواب گاہ میں بالکل نارمل دکھائی دی تھی۔ کرسی کے ساتھ بندھے ہونے کے بجائے وہ اپنی مسہری پر نیم دراز ملی تھی۔ خود پانڈے بھی سفید رسی کے ٹکڑوں کو کرسی کے قریب فرش پر پڑا دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا۔ اس کے بعد نرل نے غیر فطری انداز میں اس اندیشے کا اظہار کیا تھا کہ کوئی طاقت اس کے کاروبار کو آگ لگا دے گی۔ اس کے بعد پانڈے کو وہی اطلاع موصول ہوئی جس کے شبہ کا اظہار نرل کر چکی تھی۔ وہ چکرا کر رہ گیا تھا' لیکن اب وہی مجھ سے بالکل بدلے ہوئے انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔ میرے ذہن میں اور بھی سوالات گونج رہے تھے لیکن میں نے نسیم اور عارفہ کی موجودگی میں ان سوالات کو حل کرنے کی کوشش نہیں کی اور والدہ کے کمرے میں آگیا' جن کی طبیعت گزشتہ ایک ہفتے سے ناساز چل رہی تھی۔

رات کو کھانا کھانے کے بعد جب میں نے ندیم کو اپنی اور پانڈے کے درمیان ہونے والی تفصیل سے آگاہ کیا تو ندیم بھی مجھے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔

"اب مجھے یقین آچکا ہے کہ جو کھیل اچانک اتنی برق رفتاری سے شروع ہوا ہے اس کی پشت پر کسی نہ کسی پر اسرار قوت کا دخل ضرور ہے۔"

"لیکن ہم ہواؤں سے تو نہیں لڑ سکتے۔" میں نے کہا۔

aazzamm@yahoo.com